اُردو میں

ایک نادر روزنامچہ

(یادگارِ مظہری)

مرتبہ

نورالحسن ہاشمی ایم اے (لکھنؤ)
ایم اے پی ایچ ڈی (علیگ)

شائع کردہ

ادارہ فروغ اردو

۳۷ امین آباد پارک لکھنؤ

مطبع: قومی پریس لکھنؤ

قیمت ۔ دو روپے آٹھ آنے

نومبر ۱۹۵۲ء

فہرست

انتساب

ان لوگوں کے نام جو محنت اور مطالعے کا ذوق رکھتے ہیں۔

نورالحسن ہاشمی

تعارف

آج میں شائقین ادب و قدردان نثر اُردو کو ایک ایسی چیز سے متعارف کرانا چاہتا ہوں جو اردو ادب میں اب تک دستیاب نہیں ہوئی تھی اور جو ممکن ہے نثر اردو کی کم مائگی کو ایک حد تک دور کرنے میں کامیاب تصور کی جائے، یہ مولوی سید مظہر علی سندیلوی کا روزنامچہ ہے جو ۲۱ رجنوری ۱۸۶۷ء سے تقریباً پینتالیس سال یعنی ۲۴ ردسمبر ۱۹۱۱ء (مولوی صاحب موصوف کے یوم وفات) تک بلاناغہ لکھا گیا اور جو مولوی صاحب کے خاندان میں تمام و کمال موجود ہے، اور جس کے اہم اور دلچسپ واقعات کا ایک خلاصہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

قبل اس کے کہ مولوی صاحب اور ان کے اس پینتالیس سالہ روزنامچہ کا ذکر کیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قصبہ سندیلہ کا مجملاً ذکر کردوں تاکہ ماحول اور وہاں کی سوسائٹی پیش نظر رہے۔ قصبہ سندیلہ ضلع ہردوئی کا ایک بہت پرانا قصبہ ہے۔ اور لکھنؤ سے تیس میل کے فاصلہ پر لکھنؤ سے مرادآباد جانے والی ریلوے لائن پر واقع ہے، قدامت کا اس کی یوں پتہ چلتا ہے کہ تاریخ فیروزشاہی میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے اور ابن بطوطہ کے سفرنامہ میں بھی۔ قصبہ ہذا کے مسلمانوں کا خیال ہے کہ اسے شاہ نصیرالدین چراغ دہلی کے ایک خلیفہ مخدوم سید علاؤالدین (۶۹۰ھ - ۷۷۶ھ) نے آباد

کیا۔ ہندو حضرات اس کی تاریخ بہت قدیم بتاتے ہیں۔ عہد مغلیہ میں بھی سندیلہ پورب کا ایک مشہور ضلع سمجھا جاتا تھا جس کا ذکر عہد مغلیہ کی اکثر تاریخوں میں ہے، نوابان اودھ کے زمانے میں بھی اس کو کافی وقعت حاصل تھی اور حکومت کا خاص چکلہ دار (ڈپٹی کمشنر) یہاں رہا کرتا تھا اور اس کے ساتھ فوج بھی۔ جن لوگوں نے دریائے فصاحت انشاء اللہ خاں کی پڑھی ہے ان کو سندیلہ کے وہ مولانا یاد ہوں گے جن کے علم و فضل کا ان کے زمانے میں بے انتہا چرچا تھا اور جن کی شاعری کا انشا نے مذاق اڑایا ہے۔ یہاں کے رہنے والے کچھ ایسے قناعت پسند واقع ہوا کرتے ہیں کہ باوجود علم و فضل میں دستگاہ کافی رکھنے کے اس سرزمین سے نقل و حرکت کرنا پسند نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ قصبہ سندیلہ نے باوجود ملیح آباد، کاکوری، بلگرام (جو اس کے بہت قریب قریب واقع ہیں) سے بڑے ہونے کے ادبی دنیا میں کوئی شہرت نہیں پائی۔ سندیلہ اب بھی اپنی پرانی حیثیت قائم کئے ہوئے ہے اور یوپی کے بہت معروف و مشہور قصبوں میں اس کا شمار ہوتا ہے، سڑکیں کشادہ، عمارات بلند کوئی اٹھارہ ہزار کی آبادی ہے اور میونسپلٹی بھی قائم ہے۔

روزنامچہ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ قصبہ سندیلہ میں اس وقت دو راجہ اور تین تعلقدار رہتے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے زمیندار تھے اور جن میں آپس میں پھوٹ کی وجہ سے ہمیشہ مقدمہ بازی ہوا کرتی تھی۔ مولوی مظہر علی ان میں سے ایک تعلقہ دار منشی فضل حسین کے سگے خالہ زاد بھائی تھے اور انھیں کے پڑوس میں ایک مشترکہ مکان میں بہ وقت تمام اپنی گزر کیا کرتے تھے۔ ۱۰ ستمبر ۱۸۳۹ء کو پیدا ہوئے۔ قصبہ میں ان کا خاندان مولویوں کا خاندان کہلاتا تھا، ان کے والد مولوی مظفر علی صاحب مدرسہ ریاست چھوٹا دھپور کے صدر معلم تھے۔ لیکن تنخواہ قلیل تھی اور وہ بھی کئی کئی مہینے کے بعد ملا کرتی تھی، اس لئے

مسرت سے بسر ہوتی تھی لیکن مظہر علی کی قسمت یاور تھی ان کے خالہ زاد بھائی سید فضل حسین
کو ان کے باپ سید فضل رسول نے جو اُس وقت تعلقہ دار تھے، سیتاپور انگریزی پڑھنے
کے لئے بھیجا اور اپنے بیٹے کی تنہائی کے خیال سے مولوی مظہر علی کو بھی ساتھ کر دیا اور
ان کا نام بھی اسی اسکول میں لکھا دیا۔ اُس زمانہ میں کمشنری سیتاپور ہی میں تھی (اب
لکھنؤ میں ہے۔ ن) اس لئے اودھ بھر کے تمام تعلقہ داروں اور راجاؤں کے لڑکے وہیں
پڑھنے کے لئے آتے تھے لیکن راجاؤں اور تعلقہ داروں کے لڑکے پڑھتے لکھتے ہی کب
ہیں، چنانچہ مولوی صاحب ان سب لڑکوں میں اول رہتے تھے لیکن مڈل پاس کرنے کی
ہنوز نوبت نہیں آئی تھی کہ فضل حسین واپس بلا لئے گئے۔ انھیں کے ساتھ ان کو بھی واپس
آنا پڑا۔ سندیلہ آکر یہاں کے مقامی انگریزی اسکول میں سکنڈ ماسٹر ہو گئے اور رفتہ رفتہ
ہیڈ ماسٹری تک ترقی کی۔ اسی عرصہ میں لکھنؤ سے ہردوئی تک ریل بن رہی تھی معلمی چھوڑ کر
محکمہ ریلوے میں بعہدۂ خزانچی بمشاہرہ ایک سو پچھتر روپیہ ماہوار مامور ہوئے۔ اسی سلسلہ
میں ان کو حصول ریاست کا شوق پیدا ہو گیا۔ چنانچہ معاملات رہن و بیع کرنا شروع
کئے۔ یہاں تک کہ ایک معقول جائداد پیدا کر لی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد جب ریلوے کا
محکمہ ٹوٹ گیا تو انھوں نے اسی زمینداری پر بہ فراغت زندگی بسر کرنا شروع کر دی۔
لیکن اسی عرصہ میں فضل حسین صاحب باپ کے مرنے پر تعلقہ دار ہو گئے۔ انھوں نے مولوی
مظہر علی صاحب کو اپنا نائب ریاست سو روپیہ ماہوار پر مقرر کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی
مولوی صاحب کو آنریری مجسٹریٹی درجہ دوم کی مل گئی، ساتھ ہی سندیلہ میں میونسپل بورڈ
قایم ہوا اور یہ اُس کے آنریری سکریٹری بھی ہو گئے، یہ زمانہ مولوی صاحب کے بہت عروج
کا زمانہ تھا۔ چنانچہ ایک بہت بڑی کوٹھی تعمیر کرائی اپنے دو بیٹوں کو بیرسٹر کرا دیا اور

بیشتر باغات، دوکانات و مکانات تعمیر کرائے، تھوڑے عرصے کے بعد کام کی زیادتی کی وجہ سے نائبی سے مستعفی ہوگئے لیکن اپنی جائداد کافی تھی یعنی پانچ چھ سو روپیہ ماہوار کی۔ اس لئے آخر عمر تک اطمینان سے با فراغت زندگی بسر کرتے رہے، آخری عمر میں آنریری منصف ہوگئے تھے، چونکہ ان کا کام بہ حیثیت سکریٹری میونسپل کمیٹی بہت عمدہ تھا اور جس کو یہ آنریری طور پر انجام دیتے تھے اس لئے یوپی گورنمنٹ سے برابر سندیں اور شکریے بذریعہ ڈپٹی کمشنر ان کو پہنچتے رہتے تھے۔ تیس سال آنریری سکریٹری رہ کر اس عہدے سے مستعفی ہوگئے۔

مولوی صاحب کا روزنامچہ ایک ادیب کا روزنامچہ نہیں ہے بلکہ ایک نہایت مصروف آدمی اور ایک نہایت مستعد زمیندار کی ڈائری ہے لیکن اس کے ساتھ ہی چونکہ عربی فارسی میں لیاقت کافی تھی اور انگریزی میں دستگاہ اچھی خاصی پرائیویٹ طور پر محنت کر کے حاصل کرلی تھی اس لئے اکثر و بیشتر ان کی تحریر میں ادبی رنگ آجاتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کا کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جو ان کے زمانہ میں ہوا ہو اور ان کے روزنامچے میں درج نہ ہو، ان وجوہ کی بنا پر مولوی صاحب کی محنت کی بڑی حق تلفی ہوتی اگر یہ چیز معرض گمنامی میں پڑی رہتی۔ اس روزنامچے کے علاوہ مولوی صاحب نے اپنی سوانح عمری بھی دو جلدوں میں چھوڑی ہے جس میں کی ایک جلد اُن کے زمانے میں ہی چھپ گئی تھی۔ دوسری کے چھپنے کی ابھی تک نوبت نہیں آئی لیکن چونکہ یہاں ہمیں ان کی ذاتی زندگی سے سروکار نہیں ہے بلکہ ان کے ماحول، ان کے زمانہ اور ان کے زمانہ کی سماجی، معاشرتی اور تاریخی حالت سے ہے۔ اس لئے اب ہم صرف ان کے روزنامچے سے بحث کرتے ہیں :-

روزنامچہ دراصل مولوی صاحب نے ۱۸۶۷ء میں پہلے فارسی میں شروع کیا تھا لیکن ۱۸۸۰ء میں انھوں نے محسوس کیا کہ فارسی کی وقعت اب کم ہوتی جاتی ہے اور اردو کا دور دورہ ہو چلا ہے اس لئے اُس وقت تک جو کچھ لکھا تھا اُس کو اُردو میں ترجمہ کر ڈالا اور اس کے بعد سے برابر اردو میں لکھتے رہے۔ روزنامچہ عموماً رات کو جب سب کاموں سے فراغت ہو جاتی لکھا کرتے تھے اور ایک ہفتہ یا ایک مہینے کے بعد یا اکثر دوسرے دن ایک کاتب مسمی منشی سید محمد ذکی درگاہی[1] سے ایک دوسری جلد پر صاف کروا لیتے کیونکہ مولوی صاحب کا خود اپنا خط بہت شکستہ تھا۔ تمام روزنامچہ اٹھارہ جلدوں پر مشتمل ہے جس میں سے سولہ تو کاتب کی صاف کی ہوئی ہیں دو جلدیں صاف نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک تو مولوی صاحب کے خود ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے جو اکثر جگہ پڑھی نہیں جاتی۔ دوسری یعنی آخری ایک منشی کے ہاتھ کی لکھی ہے اور اکثر و بیشتر اپنے بیٹوں سے بھی لکھوائی ہے، کیوں کہ اس سال مولوی صاحب سال بھر بیمار رہے روزنامچہ تمام فل اسکیپ سائز پر ہے۔ اُس کے صفحات کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

۱	۲۱ر	جنوری	۱۸۶۷ء	لغایت	۳۱ر	دسمبر	۱۸۷۱ء	۲۴۴	صفحے
۲	یکم	"	۱۸۷۲ء	"	۳۱ر	"	۱۸۷۷ء	۳۲۲	"
۳	"	"	۱۸۷۸ء	"	"	"	۱۸۸۷ء	۶۳۹	"
۴	"	"	۱۸۸۸ء	"	"	"	۱۸۹۰ء	۵۱۸	"
۵	"	"	۱۸۹۱ء	"	"	"	۱۸۹۳ء	۸۳۸	"
۶	"	"	۱۸۹۴ء	"	"	"	۱۸۹۵ء	۶۱۸	"

[1] سندیلہ میں مخدوم سید علاء الدین کی درگاہ کے اردگرد کا علاقہ "محلہ درگاہ" کہلاتا ہے اور اس محلہ کے رہنے والوں کو درگاہی کہتے ہیں۔

نمبر	از			لغایت		صفحے
۷-	یکم جنوری	۱۸۹۶ء	لغایت	۳۱ دسمبر ۱۸۹۷ء	۵۸۴	صفحے
۸-	" "	۱۸۹۸ء	" "	" " ۱۸۹۹ء	۴۱۸	"
۹-	" "	۱۹۰۰ء	" "	" " ۱۹۰۱ء	۵۷۵	"
۱۰	" "	۱۹۰۲ء	" "	" " ۱۹۰۳ء	۴۰۷	"
۱۱	" "	۱۹۰۴ء	" "	" " ۱۹۰۴ء	۳۳۰	"
۱۲	" "	۱۹۰۵ء	" "	" " ۱۹۰۵ء	۳۴۶	"
۱۳	" "	۱۹۰۶ء	" "	" " ۱۹۰۶ء	۲۹۵	"
۱۴	" "	۱۹۰۷ء	" "	" " ۱۹۰۷ء	۳۴۳	"
۱۵	" "	۱۹۰۸ء	" "	" " ۱۹۰۸ء	۳۴۱	"
۱۶	" "	۱۹۰۹ء	" "	" " ۱۹۰۹ء	۲۰۲	"
۱۷	" "	۱۹۱۰ء	" "	" " ۱۹۱۰ء	۲۴۷	"
۱۸	" "	۱۹۱۱ء	"	۲۳ دسمبر ۱۹۱۱ء	۳۵۲	"

کل تعداد ۶۷۹۹ صفحے

تمام جلدوں میں التزام سن عیسوی و ہجری و ہندی مع دنوں کے نام کے ہے، حاشیہ پر الفاظ ولادت، وفات شادی، عقیقہ وغیرہ جلی حروف میں لکھے ہوئے ہیں تاکہ اس قسم کی یادداشت ڈھونڈنے میں آسانی ہو، اب دیباچہ روزنامچے کا ملاحظہ ہو، بعد بسم اللہ لکھتے ہیں۔

"بعد حمد خدا و نعت حضرت سرورکائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم احقرالعباد سید مظہر علی ابن مولوی سید مظفر علی صاحب مرحوم ساکن سندیلہ محلہ اشراف ٹولہ عرض کرتا ہے کہ اس ہیچ میرز کو عرصے سے اس امر کا خیال ملحوظ خاطر تھا کہ ایک روزنامچہ

بتقید تواریخ مروجہ زمانہ حال لکھنا شروع کروں اور اس میں کل حالات صحیح بالمرہ لکھتا رہوں اور ایسا اہتمام کروں کہ کسی حالت میں اس کو ناغہ نہ کر سکوں تاکہ عامہ خلائق کو بہ وقت ضرورت اس سے فائدہ و نفع پہنچے چنانچہ کئی سال کے خیال و فکر کے بعد میں نے اس کام اہم کو اپنے ذمہ ہمت پر قبول کیا اور ۳۱ جنوری ۱۸۷۶ء سے اس کتاب روزنامچہ کا زبان فارسی میں آغاز ہوا۔ اس میں حالات جدید صحیحہ علاوہ اس سے کہ اس کا تعلق کسی شہر و قصبہ و دہ و ملک سے ہو بالمرہ درج ہوتے رہے اور ایسا التزام کیا کہ کسی سفر و حضر میں اس کا ترک جائز نہیں رکھا۔ نومبر ۱۸۸۷ء میں دفعۃً یہ خیال پیدا ہوا کہ زبان فارسی کی وقعت اب روز بروز گھٹتی جاتی ہے اور چند ہی روزوں میں طلباء اسکول بباعث کم علمی کتب فارسیہ کو دفتر پارینہ سمجھ کر بالکل نظرانداز کر دیں گے اور اس حالت میں میری اس قلم فرسائی کی جس کو بہ کمال دقت میں نے مرتب کیا ہے اور حالات تو بہ تو اس کے عام پسند مفید اور خالی از تجربہ نہیں ہیں، پس بنظر مصلحت وقت میرے خیالات کو روز بروز استحکام ہوتا گیا۔ آخرش دسمبر ۱۸۸۷ء میں میں نے سید محمد ذکی ولد سید احمد بخش صاحب مخدوم زادہ درگاہ[1] سے اس کا ترجمہ اُردو میں لکھانا شروع کیا اور شکر خدا کا کہ اپریل ۱۸۸۸ء میں روزانہ محنت شاقہ سے اس کا تکملہ حسب مراد ہوا چونکہ دریافت شادی و مرگ و ولادت وغیرہ تقریبات کی انسان کو ضرورت زاید داعی ہوتی ہے اس وجہ سے زنگ سرخ سے شادی، ختنہ، عقیقہ و سیاہی

---

[1] یعنی ساکن محلہ درگاہ۔ مولوی صاحب کسی شخص کے محلہ کی نسبت صرف اُس محلہ کا نام اس شخص کے نام کے بعد لکھ کر ظاہر کر دیتے تھے۔

سے وفات اور سن سے ولادت حواشی کتاب پر درج کئے، یہ ذریعہ واسطے تلاش ایسی ضروریات کے آسان وکارآمد ہے اور ہر متلاشی کو اس سے بہت مدد مل سکتی ہے۔ لہذا مجھے امید ہے کہ ناظرین کتاب اگر کسی موقع پر کوئی مضمون اپنے خلاف ملاحظہ فرمائیں تو اس پر اظہار ناراضگی کا نہ کریں کہ راقم نے کوئی حال غلط اور نفسانیت سے درج کتاب ہذا نہیں کیا ہے"

اس مختصر دیباچہ میں اس روزنامچہ کا مقصد ظاہر ہوگیا کہ فائدہ عوام الناس متصور تھا خصوصاً سندیلہ کی پبلک کے لئے، چنانچہ اب بھی جب کبھی نزاعی معاملات ہندو مسلمان وغیرہ سندیلہ میں آپڑتے ہیں تو مولوی صاحب کے روزنامچے میں اس کی نظیریں تلاش کی جاتی ہیں لیکن اس روزنامچہ کا انجام دینا واقعی ایک اہم اور نہایت دقت طلب کام تھا اور اس کا انھیں پورا احساس بھی تھا چنانچہ اس بات کا اعادہ بار بار اپنے روزنامچہ میں کیا ہے۔ مثلاً:۔

۳ر فروری ۱۸۸۸ء آج کل میں تمام دن اپنی کتاب روزنامچہ سید محمد ذکی درگاہ سے صاف کراتا ہوں اور وہ بھی نہایت مستعدی کے ساتھ اس کام کو انجام دیتے ہیں۔ یہ میرا ذخیرہ بائیس سال کا ہے۔ اگر کل مکمل ہو گیا تو مجھے اور بعد میرے ہر شخص کو بوقت ضرورت مدد کامل اس سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ کام بہت اہم تھا جس کو میں انجام دے رہا ہوں۔ خدا اس مشکل کو آسان فرمائے۔

۵ر فروری ۱۸۸۸ء آج ایک جلد روزنامچہ اول جو ۲۱ر جنوری ۱۸۶۶ء لغایۃ ۱۳ر اپریل ۱۸۷۰ء تک تھی۔ محمد ذکی نے بکوشش تمام صاف کردی۔ خدا کرے ایسے ہی اور جلدیں بھی مرتب ہو جائیں۔

۱۱ اپریل ۱۸۸۸ء۔ میں چار مہینے گزشتہ سے صبح سے شام تک یہی شغل رہتا ہے کہ کتاب یادداشت روزنامچہ کو سید محمد ذکی درگاہی سے اُردو میں صاف کراتا رہتا ہوں ان دنوں مجھے اکثر کھانا بارہ بجے کھانے کا اتفاق ہوتا ہے اور میرے تمام کاروبار میں فرق آگیا ہے لیکن میں اس کام کو جو اکیس سال کی میری محنت ہے سب پر مقدم تصور کرتا ہوں کہ ایسا وقت فرصت مجھے کمتر حاصل ہوگا۔ خدا اس میرے ارادہ کو پورا کرے کہ میری یہ یادگاری روز آئندہ بہت کارآمد ہوگی۔

۳۰ اپریل ۱۸۸۸ء۔ ہزاراں ہزار شکر پروردگار عالم کہ آج میری چار مہینے کی محنت بوجہ احسن تکمیل کو پہنچی۔ یعنی یادداشت روزنامچہ جس کو میں چار مہینہ گزشتہ سے بکوشش مالا یطاق محمد ذکی سے صاف کرارہا تھا آج من ابتدائے ۲۱ جنوری ۱۸۶۷ء لغایۃ ۳۰ اپریل ۱۸۸۸ء بہمہ وجوہ صاف و مرتب ہوگیا۔ اس بارہ میں محمد ذکی کی محنت قابل تعریف ہے کہ انھوں نے میری خاطر سے اس کے صاف کرنے میں بلا لحاظ شدت گرمی کوئی دقیقہ اپنی کوشش کا فروگزاشت نہیں کیا جس کا میں ممنون ہوں۔

۲۸ ستمبر ۱۸۸۸ء۔ شکر ہے کہ آج کتاب روزنامچہ راقم لکھنے تقریظ وبنائے نشانات شادی وغمی وغیرہ رنگ ہائے مختلف سے بہمہ وجوہ مرتب ہوگئی جس کا آغاز ۲۱ جنوری ۱۸۶۷ء و اختتام دسمبر ۱۸۸۸ء تک ہے۔ یہ تین کتابوں میں مجلد ہے اور چوتھی کتاب جنوری ۱۸۸۸ء سے بالمرہ لکھی جاتی ہے۔ میں اس کا تکملہ بہت مشکل جانتا تھا اور اپنے علم ویقین میں اس کو غیر ممکن تصور کرتا تھا۔ بہرحال شکر ہے اُس خدا کا کہ جس نے اس مشکل سخت کو آسانی کے ساتھ پورا کرا دیا ورنہ جب اس کی ضخامت وطوالت پر نگاہ کرتا تھا تو ہرگز ہمت اس کام اہم کے آغاز کی نسبت نہیں پڑتی تھی۔"

چونکہ خود ہی لکھتے پھر خود ہی لکھواتے تھے اس لئے ظاہر ہے کہ کس قدر محنت اس کے لکھنے میں انھوں نے برداشت کی ہوگی اس کا حال ذیل کی تحریر سے معلوم ہو سکتا ہے :-

۵ دسمبر ۱۸۹۳ء۔ آج محمد ذکی میری کتاب روزنامچہ صاف کرنے آئے اور میں نے آٹھ بجے صبح سے اس کا لکھوانا شروع کیا اور ۵ بجے شام تک لکھانے میں صرف ایک مہینہ ہوا لیکن اس مشقت سے مجھے فی الجملہ ماندگی پیدا ہوگئی اور شب کو درد سر رہا۔

۱۶ دسمبر ۱۸۹۳ء۔ اگرچہ میں ۰ بجے صبح سے ۵ بجے شام تک اپنا روزنامچہ محمد ذکی درگاہ سے اپنے بالاخانہ پر جس جگہ دوسرے شخص کے جانے کو بنظر ہرج کام مجاز نہیں ہے، صاف کراتا ہوں لیکن ہنوز چند مہینے لکھنے کو باقی ہیں۔ اگرچہ مجھے لکھانے روزنامچہ میں تمام روز کی محنت سخت تکلیف دہ ہے لیکن مجبوری ہے کہ بدون میرے ان حالات کو بہ ترمیم مناسب کوئی لکھا نہیں سکتا اور چونکہ سوائے حوائج ضروری اور تناول طعام کے یک لخت بیٹھا رہنا پڑتا ہے اور چلنے پھرنے کا اتفاق نہیں ہوتا ہے پس میں نے بعد دوپہر کے جب محمد ذکی روٹی کھانے جاتے ہیں بہ غرض جذب رطوبت معدہ و تحلیل ہونے غذا کے یہ تدبیر نکالی ہے کہ بعد پڑھنے نماز ظہر کے اپنے بالاخانہ سے وظیفہ پڑھتا ہوا چند بار نیچے سے اوپر کو چڑھتا اترتا رہتا ہوں تاکہ یہ ورزش بدل میرے تمام دن بیٹھے رہنے کے ہو اور کوئی سقم میری تحلیل غذا میں نہ پیدا ہو۔

۲۰ دسمبر ۱۸۹۳ء۔ آج بعنایت خدا و کوشش سید محمد ذکی درگاہ کے جو تیرہ ورق میرے روزنامچہ کے باقی رہ گئے تھے وہ آج ۴ بجے شام کو ختم ہوئے۔ میں نے خدا

کا نہایت شکر ادا کیا کہ میری سولہ روز کی کوشش کامیابی کے ساتھ پوری ہوئی۔

۱۷ر دسمبر ۱۸۹۹ء۔ چونکہ میں اپنا روزنامچہ سید محمد ذکی ولد سید احمد بخش درگاہ سے آٹھ روز کا تحریر کیا ہوا ہر اتوار کو صاف کراتا ہوں جس میں چند گھنٹے صرف ہوتے ہیں اس وجہ سے مجھے اتوار کو بھی فرصت آرام کرنے کی نہیں ملتی ہے۔ صبح سے گیارہ بجے تک میں اپنا کاروبار معمولی بدستور کرتا رہتا ہوں اور بعد نوش کرنے کھانے کے بارہ بجے دوپہر سے صفائی روزنامچہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

۲۶ر دسمبر ۱۹۰۳ء۔ آج ساڑھے سات بجے صبح سے ۵ بجے شام تک میں اپنا روزنامچہ سید محمد ذکی ولد سید احمد بخش صاحب مرحوم درگاہ سے لکھاتا رہا جو ایک مہینہ لکھنے کو رہ گیا تھا، درمیان میں صرف کھانا کھایا اور نماز ظہر و عصر پڑھی۔ اس قدر محنت شاقہ میرے ایسے سن کے لئے بہت زیادہ ہے۔"

جیسا کہ مولوی صاحب نے خود اپنے دیباچہ میں لکھا ہے اس دیباچہ میں حالات عام اس سے کہ ان کا تعلق کسی شہر و قصبہ و دہ و ملک سے ہو بالمرہ درج ہوتے رہے سندیلہ کے حالات تو انھیں خیر میونسپلٹی کے سکریٹری ہونے کی وجہ سے برابر معلوم ہوتے رہتے تھے ہندوستان اور سمندر پار کی خبریں انھیں اودھ اخبار اور پانیر وغیرہ سے معلوم ہوتی تھیں جنھیں وہ کھانا کھانے کے بعد دوپہر کو پڑھا کرتے تھے۔ یوں تو مولوی صاحب کا روزنامچہ ہر قسم کے واقعات سے پر ہے لیکن یہاں صرف انھیں واقعات کا ایک انتخاب پیش کیا گیا ہے جو تاریخ ہند، واقعات بیرون ہند اور معاشرت زمانہ پر زیادہ تر اور کچھ خود ان کی ذاتی زندگی پر روشنی ڈالتے ہیں اور جو عام دلچسپی کا باعث ہو سکتے ہیں۔ یہ حالات بھی محض چند منتخب ہیں کل نہیں ہیں اور میں نے انھیں مختلف ابواب اور ذیلی سرخیوں میں

اس لیے ترتیب دیدیا ہے تاکہ قارئین کو آسانی ہو سنین میں سے صرف سن عیسوی رکھ لیا ہے پہلے باب میں واقعات ہند اکٹھا کردئے گئے ہیں۔ دوسرے میں ہندوستان کی ریاستوں اور یو۔پی کے چند مشہور تعلقوں کی خبریں ہیں۔ تیسرے میں سمندر پار اور ہمالیہ پار ممالک کے حالات درج ہیں، بخوف طوالت بہت سی معلومات مثلاً مدت عمر جانوران، گزارہ خاندان شاہی انگلشیہ، دنیا کے دس بڑے دولت مندوں کے نام و تعداد روپیہ، جارج اسٹیفنسن کی ایجاد انجن۔ ملکہ وکٹوریہ کی زندگی اور ان کی اولاد کا حال، فہرست آمدنی سلطنت ہائے روئے زمین، شرائط صلحنامہ مابین روس و جاپان وغیرہ وغیرہ نظرانداز کردی گئی ہیں چوتھے باب میں چند مقامی واقعات ہیں جو سندیلہ، لکھنؤ یا صوبہ یو۔پی میں پیش آئے۔ ان سے اس زمانے کے یہاں کے رسوم و رواج، معاشی و تاریخی حالات۔ لوگوں کے طریقہ فکر و عمل پر روشنی پڑتی ہے یا واقعہ بجائے خود حیرت انگیز ہے، پانچویں اور آخری باب میں مولوی صاحب موصوف کے ذاتی حالات پیش کئے گئے ہیں روزنامچہ کے ابتدا میں صرف نجی واقعات اور وہ بھی بہت مختصر لکھے گئے ہیں اور عموماً ایک دن کا حال تین چار سطروں میں ختم ہو گیا ہے، مثلاً پہلے دن کا حال یعنی جس دن سے انھوں نے روزنامچہ لکھنا شروع کیا صرف اس قدر درج ہے:۔

۲۱ر جنوری ۱۸۶۷ء، ۱۴ر رمضان ۱۲۸۳ھ، یکم ماگھ ۱۲۷۴ف روز دوشنبہ
خط شیخ افضل الدین لکھنؤ سے آیا۔ لکھتے ہیں کہ ۱۰ر ۸ پائی موضع بروا کے کھیوٹ محکمہ صدر منصفی میں بنام مسماۃ شریف النسا زوجہ شیخ کریم بخش[1] صاحب مرحوم تحریر ہو گئے

---

[1] مولوی صاحب کے خسر مولوی کریم بخش صاحب قصبہ امیٹھی تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنؤ کے رہنے والے تھے وہاں اُن کی جائداد کا حصہ مولوی صاحب کی بیوی کو بھی ملا۔ مگر اس سلسلے میں مولوی صاحب کو مقدمہ بازی کرنی پڑی اس میں انھیں کامیابی بھی ہوئی ہے تاہم حسب دل خواہ نہیں۔ یہاں اُسی مقدمہ کی طرف اشارہ ہے شیخ افضل الدین امیٹھی میں مولوی صاحب کے پیروکار تھے۔ (ن)

اور اسی وقت مبلغ عنہ رواسطے مصارف مقدمہ کے معرفت رمضان بھیجے گئے :

لیکن جیسے جیسے اُن کی زندگی سنورتی گئی۔ حالات زمانہ موافق ہوتے گئے انھیں اپنی زندگی میں امن نصیب ہوتا گیا خود اعتمادی کا احساس بڑھا، اپنی کچھ اہمیت محسوس ہوئی ان کا روزنامچہ رفتہ رفتہ ہر روز طویل تر ہوتا گیا واقعات زیادہ اطمینان سے لکھے جانے لگے، ایک زمانے میں ایک دن کا حال بعض اوقات کئی کئی صفحات پر مشتمل ہونے لگا۔

سنہ ۱۹۱۰ء اور سنہ ۱۹۱۱ء کے حالات بہت سے چھٹ گئے ہیں اس لیے کہ یہ جلدیں خط شکست میں لکھی ہوئی ہیں صاف پڑھی نہیں جا سکیں۔ اس کے علاوہ چند ایسے دلچسپ واقعات بھی چھوڑ دئے گئے ہیں جن سے متعلق لوگ ابھی حیات ہیں اور یقینی وہ اپنے یا اپنے بزرگوں کے بعض افعال یوں منظر عام پر آتے دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوتے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے مولوی صاحب موصوف کے دو بیٹے سید مصطفےٰ علی و سید مرتضیٰ علی شروع بیسویں صدی میں بیرسٹر ہونے کے لئے لندن گئے تھے وہاں سے ان بیٹوں نے جو خطوط مولوی صاحب موصوف کو لکھے (اور یہ تمام خطوط فائل کی شکل میں مولوی صاحب کے خاندان میں اب بھی موجود ہیں) ان میں انگلستان و لندن کے بعض دلچسپ واقعات اور اپنے تاثرات بھی لکھے، مولوی صاحب نے اپنے روزنامچے میں بھی ان میں سے بعض خطوط کے اقتباسات کہیں کہیں دیدئے ہیں، یہاں پانچویں باب میں ۱۳ر مئی سنہ ۱۹۰۲ء سے ان اقتباسات میں سے انتخاب درج کر دیا گیا ہے۔

چونکہ اس روزنامچے میں بہت سے ایسے لوگوں کے نام آئے ہیں جو قصبہ سندیلہ میں اپنی خاص شخصیت رکھتے تھے یا چند ایسے مقامات کے نام آئے ہیں جو سندیلہ کے محلّوں یا مضافات سے مخصوص ہیں اس لئے ایسے ناموں اور ایسے مقاموں کی تشریح کتاب کے آخر میں اشاریۂ

کے تحت کر دی گئی ہے تاکہ قارئین کو اُن کے سمجھنے میں دقت نہو۔

مولوی سید مظہر علی صاحب کا یہ روزنامچہ کئی حیثیتوں سے بہت اہم ہے ہندوستان کی تاریخ کے جس دور (یعنی ۱۸۶۸ء تا ۱۹۱۱ء) پر یہ محیط ہے وہ ہندوستانی تمدن و تہذیب وغیرہ کے لئے ایک عبوری دور کی حیثیت رکھتا ہے، انگریزی تعلیم کی بدولت انگریزوں کے تمدن و معاشرت کا بڑھتا اثر، علوم و فنون کا احیا، وطنیت اور سیاسی بیداری کا پیدا ہونا، اردو نثر کا نشو ونما پانا اور ترقی کرنا، ذہن و اعتقادات و خیالات پر مغربی اثرات کا پڑنا، پرانی ایشیائی تہذیب و ہندی تمدن کا مغربی سانچوں میں ڈھل جانا، غرض کہ تاریخی سیاسی، تمدنی، معاشرتی اور ادبی ہر حیثیت سے یہ زمانہ بہت اہم ہے۔ مولوی صاحب موصوف کا بظاہر ہرگز یہ ارادہ نہیں تھا کہ وہ ایک معاشرتی تاریخ لکھیں لیکن غیر ارادی طور پر یہ روزنامچہ اپنے عہد کا ایک بہت اچھا تاریخی نقشہ بن گیا ہے۔ پرانے رسوم و رواج، قدیم طریقہ، تفکر، خیالات، اعتقادات اور توہمات اور پھر اُن میں تغیرات کا پیدا ہونا، رفتہ رفتہ لوگوں کی ذہنیتوں کے بدلنے کا حال نہایت واضح طور پر پیش نظر ہو جاتا ہے۔

تاریخی و تمدنی حیثیت سے قطع نظر یہ ایک مکمل سوانح عمری بھی ہے، مولوی صاحب کی زندگی کے تمام پہلو مثلاً سعئ روزگار، ترقی کی کوششیں، زمانہ کی سازگاریاں اور ناسازگاریاں، اپنا کیرکٹر، خیالات، عادات و اعتقادات، اپنی خوبیاں اور کمزوریاں غرضکہ ان کی زندگی کا ہر گوشہ اجاگر ہے۔ خصوصاً پانچویں باب میں ان کی نجی زندگی کا خاکہ بہت مفصل اور واضح طور پر سامنے آجاتا ہے۔ اس باب میں ان کے ذاتی خیالات و جذبات کے علاوہ اپنے دوستوں کی محبت، اپنے قریبی عزیزوں سے رنجشیں خصوصاً اپنے خالہ زاد بھائی سے جو ایک تعلقہ دار تھے) اپنے بیٹوں کے خطوط جو لندن سے آتے

تھے۔ اپنے روزمرہ کے تجربے، ہر بات بہت صاف صاف مندرج ہے۔ آخر میں ان کی بیوی کی وفات کا اثر ان پر تکلیف دہ حد تک نمایاں ہے۔ اسی زمانے میں وہ اپنی چند مبہم آرزوؤں کی کش مکش میں مبتلا ہو گئے تھے اس کا بیان دلچسپی سے خالی نہیں اور روزنامچے میں افسانویت پیدا کر دیتا ہے، یہاں تک کہ مولوی صاحب جاں بحق ہو جاتے ہیں، میں نے اُن کے ایک بیٹے سے ان مبہم آرزوؤں کا مطلب پوچھا تھا گر وہ بھی صحیح طور پر نہ بتا سکے، یہ گمان ظاہر کرتے تھے کہ غالباً وہ کہیں باہر جانا چاہتے تھے یا کسی متمول بیوہ سے شادی کرنا چاہتے تھے مگر خواہش یہ تھی کہ تحریک دوسری جانب سے ہو، غرضکہ آخر عمر میں ان مبہم آرزوؤں کی وجہ سے بڑی بے قراری اور بے چارگی کا سا عالم نظر آتا ہے اور خاتمہ افسوس ناک طریقے پر ہوتا معلوم ہوتا ہے جو فنی نقطۂ نظر سے دلچسپ ہے۔ مولوی صاحب پہلے فالوں، خوابوں اور نجوم پر بڑا اعتماد اور بھروسا کرتے تھے لیکن روزنامچے کا یہ باب پڑھ کر پتہ چلتا ہے کہ رفتہ رفتہ کیوں کر ان خوش کن چیزوں سے انھیں ناامیدی اور مایوسی ہوتی گئی۔ مولوی صاحب اپنے خوابوں میں خصوصیت سے بڑا اعتقاد رکھتے تھے، تمام روزنامچہ ان کے دلچسپ خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ ان خوابوں کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے اور یہ ایک ماہر نفسیات کے لئے دلچسپ مواد کا کام دے سکتے ہیں، مولوی صاحب سال کے اختتام پر اپنی زندگی کا محاسبہ اور دنیا کے حالات پر تبصرہ ضرور کیا کرتے تھے۔ یہ تبصرے بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہیں۔

مولوی صاحب موصوف کے اس روزنامچے کو اگر تمام و کمال پڑھا جائے تو اس میں ایک ناول کا سا لطف آتا ہے۔ ایک ایسا ناول جس میں بغیر کسی تمہید یا اشارہ کے ایک غیر متعارف زمان و مکان میں ہم اپنے آپ کو تماشائی پاتے ہیں رفتہ رفتہ کردار و زمان و مکان ہم پر واضح ہونے لگتے ہیں اور ہم ان سے مانوس ہوتے جاتے ہیں اور ان کے انجام

کا شدت، دلچسپی اور ہمدردی سے انتظار کرنے لگتے ہیں، اس روزنامچے کا اختتام ہم کو محض ایک شخص کی زندگی کا خاتمہ محسوس نہیں کراتا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے ایک دور کا باب تھا جو بند ہو گیا مختصر یہ کہ مولوی سید مظہر علی سندیلوی کا یہ روزنامچہ بیک وقت ایک تاریخ بھی ہے ایک سوانح عمری بھی اور زندگی کی ایک صحیح داستان بھی۔

مولوی صاحب کے لکھنے کا اسلوب اور طرزِ ادا بالکل سیدھا اور صاف ہے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا مولوی صاحب کوئی ادیب نہ تھے، ایک زمیندار بیشہ مصروف آدمی تھے۔ بقدر ضرورت فارسی، اردو اور انگریزی ضرور جانتے تھے۔ ان کی تحریر میں فارسی کی گنجلک تو درکنار قدیم اُردو والی تعقید بھی کہیں نہیں آنے پائی ہے۔ مولوی صاحب کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ جو زبان آپس میں بولتے ہیں وہی لکھی جائے، اس کے علاوہ ایک مصروف آدمی کو اتنی فرصت ہی کہاں کہ وہ طرزِ ادا پر غور کرے، اس کے لئے یہی کیا کم ہے کہ وہ سیدھے سیدھے واقعات لکھدے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب کا اسلوب بہت سادہ اور صاف ہے۔ اردو نثر نگاری کے سلسلہ میں اکثر یہ خیال سراہا جاتا ہے کہ سیدھی سادی نثر غالب اور سرسید کے اثر سے پیدا ہوئی۔ حالانکہ یہ خیال صحیح نہیں ہے انگریزی ادب وانشا اور طرزِ تمدن کا اثر اُس وقت تمام ہندوستان پر چھا رہا تھا، اُردو میں اخبارات نکلنے لگے تھے۔ گورنمنٹ کے گزٹ بھی اُردو میں شائع ہوتے تھے مختلف علوم کی کتابیں بھی مرحوم دلی کالج کے اساتذہ کی سعی و کاوش سے سیدھی سادی نثر میں ترجمہ ہو کر عام ہو چکی تھیں۔ انھیں سب باتوں کا اثر تھا کہ کہیں پہلے اور کہیں بعد کو اُردو نثر میں صفائی، سلاست اور سادگی آتی گئی۔ مولوی مظہر علی صاحب نے اس وقت تک نہ غالب کی تحریریں دیکھی تھیں نہ سرسید کی، ورنہ وہ اپنے روزنامچے میں ان کا ذکر ضرور کرتے لیکن خود انھیں ۱۸۵۷ء میں روزمرہ نثر میں اپنا روزنامچہ لکھنے کا خیال

پیدا ہوا تھا اور یہ خیال بقول خود زمانے کی روش دیکھ کر پیدا ہوا تھا۔

مولوی صاحب وہی زبان لکھتے ہیں جو ان کے زمانے میں عام طور سے بولی یا گورنمنٹ گزٹ یا اخبارات میں لکھی جاتی تھی اس لئے ممکن ہے کہ بہت سے الفاظ آج غلط معلوم ہوں مثلاً بچپن کے لئے "لڑکیاں"، "دھبوں کی جمع دھبہا"۔ اسی طرح پان خوری، سلوتات خواہیں (مونث)، کسی وقت کے بجائے "کوئی وقت"۔ سو بیتا، دل بہلاؤ، بدرعبی، پونڈہ خوری وغیرہ، اکثر جگہ جملوں کی ترکیبیں بھی بھدی معلوم ہوں گی مثلاً "بمرض رک جانے حرکت قلب کے وفات پائی" یا "باوصف اس قدر سن آنے کے میں نے کوئی لیاقت نہیں حاصل کی" وغیرہ اس قسم کے الفاظ اور ترکیبیں اس زمانے کی تحریروں میں آپ کو اکثر ملیں گی اس لئے ہم انھیں نقائص میں شمار نہیں کر سکتے۔

آخر میں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اُردو زبان میں روزنامچہ کی بہت بڑی کمی تھی، مولوی صاحب موصوف کے اس روزنامچے نے اس کمی کو کما حقہٗ پورا کر دیا ہے بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ اس التزام، اس ترتیب اور اس طریقے کا منظم روزنامچہ شاید ہی کسی زبان میں نکلے، پینتالیس برس تک کسی دن کا ناغہ نہ ہونے دینا، ذاتی، مقامی، ملکی اور بین الاقوامی تمام واقعات کا مفصل حال لکھنا، اس کے ساتھ ساتھ اپنے زمانے کی طرز معاشرت و طریقہ تمدن کا صحیح نقشہ پیش کرتے جانا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے آسانی سے بھلایا نہیں جا سکتا مجھے یقین ہے کہ روزناموں کے معاملے میں اُردو زبان اس روزنامچے کی بدولت دوسری زبانوں کی صف میں سربلندی حاصل کرے گی

روزنامچے کا یہ خلاصہ رسالہ اردو (انجمن ترقی اُردو ہند) دہلی کے شمارہ جات جنوری ۱۹۴۰ء تا جنوری ۱۹۴۱ء میں باقساط شائع ہو چکا ہے اب کچھ ترمیم و اضافے کے ساتھ پہلی بار کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے۔

۲/ نومبر ۱۹۵۴ء

نور الحسن ہاشمی

باب اوّل

واقعاتِ ہند

ہیضہ | ۲۵ جولائی ۱۸۶۷ء۔ آج ریڈ صاحب ڈپٹی کمشنر ہردوئی واردِ سندیلہ ہوئے اور انھوں نے حکم قطعی صادر کیا کہ ایک محلہ کا آدمی دوسرے محلہ میں نہ جاوے بلکہ جابجا راستوں میں پہرے تلنگوں کے مقرر کر دئے اور کیفیت یہ ہے کہ چھ سات آدمی روزمرہ مرتے ہیں۔ انگریزی ڈاکٹر ہردوئی سے آیا وہ ہر مریض کو دیکھنے جاتا ہے اور علاج کرتا ہے۔

۳۰ جولائی ۱۸۶۷ء۔ خلائق سندیلہ شدت وبا سے ازحد پریشان ہے، بعض لوگ بیرونجات کو چلے گئے ہیں تقریباً ۲۵ آدمی روز ہیضہ سے مرتے ہیں۔

۲۰ اگست ۱۸۶۷ء۔ سندیلہ سے اب ہیضہ بالکل دفع ہو گیا اور لغایتہ ۱۷ اگست قریب چھ سو آدمیوں کے باشندگان سندیلہ سے نذر ہیضہ ہوئے، اکثر ان میں قابل یادگار ہیں۔ بابو جوالا پرشاد صاحب ہیڈ ماسٹر بسواں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ قصبہ خیرآباد میں اس مرتبہ عارضۂ ہیضہ سے ایک ہزار آدمی فوت ہوئے۔

۲۷ اگست ۱۸۶۷ء آج جناب قاضی وجیہ الدین صاحب نے اعلان کیا کہ عنقریب بلائے آسمانی ہیضہ سے سخت تر آنے والی ہے سب لوگوں کو چاہئے کہ استغفار و توبہ کریں اور خیرات دیویں[1]۔

---

[1] یہ بلا نہیں آئی۔ ن

سفر کی مدت | ۲۹ ر فروری ۱۸۶۸ء۔ آج اہل خانہ حافظ کرم احمد صاحب و والدہ سید عابد علی وغیرہ اکیس دن سفر کے بعد ساگر سے سندیلہ پہنچے۔[۵]

شہر بمبئی | ۳ ر مارچ ۱۸۶۸ء منشی فہیم الزماں صاحب لکھنؤ سے تشریف لائے۔ کیفیت شہر بمبئی کی ان کی زبانی مفصل معلوم ہوئی، واقعی شہر مذکور قابل سیر ہے۔

پہلے پہل ریل کا سفر | ۱۲ ر مئی ۱۸۶۸ء چونکہ میں اس وقت تک ریل پر سوار نہیں ہوا تھا شوقیہ ریل پر سوار ہو کر کان پور گیا، چوک میں شیخ امجد علی فرخ آبادی جوتا فروش کی دوکان پر ٹھہرا باوصف نہ ہونے ملاقات کے بہت خلق سے وہ پیش آئے اور بوقت معاودت محمد یٰسین ان کے بیٹے کو میں نے آٹھ آنے واسطے شیرینی کے دیے۔

رہس | ۲۴ ر مئی ۱۸۶۸ء۔ آج شب کو احاطہ تقی میاں میں منشی فضل رسول صاحب نے ناچ رہس کا کرایا۔ یہ رہس لکھنؤ سے آیا تھا۔ اخیر شب کو جوگن نے بہت لطف کیا۔ مجمع بہت کثیر تھا، ایسا ناچ پہلی مرتبہ میرے ہوش میں ہوا۔

سماجی رسم | ۲۵ ر مئی ۱۸۶۸ء۔ اس بات سے مجھے سخت ملال ہوا کہ والد کے سیوم کے روز منشی فضل رسول صاحب کے یہاں ناچ کرایا گیا۔ اگرچہ اس محلہ میں تین دن سے زاید ماتم دار نہیں ہے لیکن قرابت قریبہ ہرگز مقتضی ایسے جلسہ کی نہ تھی۔

مردم شماری | ۴ ر اکتوبر ۱۸۶۸ء تمام ہندوستان میں مردم شماری ہونے والی ہے، سندیلہ کے ایک محلہ کا کام مردم شماری محمد کریم خاں تحصیلدار نے میرے تفویض کیا۔

۶ ر اکتوبر ۱۸۶۸ء آج نمبر خانہ شماری قصبہ سندیلہ دینا شروع ہوئے۔ اکثر رئیس سندیلہ اس کام کو انجام دے رہے ہیں۔

---

[۵] اُس زمانے میں عموماً بیل گاڑیوں پر سفر ہوتا تھا۔ ن

رہس | ۱۹ر دسمبر ۱۸۶۹ء۔ آج شادی میر ابوالحسن فرزند ڈپٹی محمد حسن منڈی کی تھی، رہس لکھنؤ و رہس جواہر طوائف سندیلہ سے ناچ وغیرہ میں مقابلہ ہوا۔ رہس سندیلہ کو ترجیح رہی۔

شکار | ۲۲ر فروری ۱۸۷۰ء۔ آج سید فضل حسین لکھنؤ سے آئے۔ ان سے دریافت ہوا کہ شاہزادہ ایڈنبرا واسطے شکار کے جنگل نیپال کو تشریف لائے۔

وفات نواب علی نقی خاں | ۳۰ر نومبر ۱۸۷۱ء۔ نواب علی نقی خاں سابق وزیر اعظم لکھنؤ نے بعارضہ ہیضہ نواب محسن الدولہ لکھنؤ کے مکان پر قضا کی اور لاش ان کی کربلا بھیجی گئی۔

وفات لارڈ میو | ۱۷ر فروری ۱۸۷۲ء۔ اس خبر کی تصدیق ہوئی کہ ۸ر فروری ۱۸۷۲ء کو جناب نواب میو صاحب گورنر جنرل بہادر بہ تقریب دورہ جزیرہ انڈمان میں بہ طرف جیل خانہ کنارے تشریف لے گئے۔ دفعتاً شیر علی خاں قیدی دایم الحبس نے ایک چھرا صاحب ممدوح کو ایسا کاری مارا کہ جاں بر نہ ہوئے اور انتقال فرمایا۔ یہ شخص خیبر کا رہنے والا تھا۔

سرخ بخار | ۲۲ر ستمبر ۱۸۷۲ء۔ آج کل بخار فصلی جس کو سرخ بخار کہتے ہیں۔ اس گرد و نواح میں خصوصاً اور تمام ہندوستان میں عموماً اس کثرت سے پھیلا ہے کہ کمتر لوگ اس سے محفوظ ہیں تین دن تک شدت زیادہ رہتی ہے بعد اس کے کم ہو جاتا ہے اکثر شخصوں کے بدن پر دانے سرخ بھی پڑ جاتے ہیں جو خارش ہو کر زائل ہو جاتے ہیں۔

دربار دہلی | ۲۵ر دسمبر ۱۸۷۶ء۔ چوں کہ یکم جنوری کو دہلی میں دربار ہونے والا ہے اور ملکہ وکٹوریہ شاہنشاہی خطاب حاصل کریں گی اس وجہ سے جملہ راجہ و رؤسا کمال تزک و احتشام سے شرکت دربار کے واسطے جاتے ہیں۔ یہ دربار بھی قابل یادگار ہوگا۔ ریلوے کمپنی کو آج کل بہت فائدہ ہو رہا ہے۔

یکم جنوری ۱۸۷۷ء۔ آج ملکہ وکٹوریہ نے شہر دہلی میں خطاب شاہنشاہی قیصرۂ ہند کا

حاصل کیا۔ جلسہ عظیم ہوا۔ ہندوستان کے سب بڑے بڑے راجہ شریک دربار تھے، اکثروں کو خطابات بھی حاصل ہوئے۔ ۲۲ لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا اور تاریخ امروزہ میں ہردوئی خاص میں بھی بڑا جلسہ ہوا جس میں تعلقہ داران ضلع و دیگر معزز اشخاص شریک تھے۔

چیچک | ۱۷ اپریل ۱۸۷۷ء۔ آج دس بجے دن کو مسماۃ انجمن دختر سید فضل حسین کہ جس کی عمر چار برس کی تھی عارضۂ چیچک میں فوت ہوئی۔ یہ مرض آج کل حکم ہیضہ وبائی کا رکھتا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا ہے کہ دو چار لڑکے ضائع نہ ہوتے ہوں۔

۲۱ اپریل ۱۸۷۷ء منشی فضل رسول لکھنؤ سے تشریف لائے۔ مسماۃ انجمن دختر فضل حسین کی نسبت فرمایا کہ اگر وہ قبل سے جو نسخہ بھیج دی جاتی تو عارضۂ چیچک سے نہ ہلاک ہوتی۔ مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کہ شاید جناب ممدوح کو آیت قرآن شریف "اذا جاء اجلھم.... الخ" پر عمل نہیں ہے جو ایسا کلمہ فرماتے ہیں۔ قضا کی روک کچھ نہیں ہو سکتی ہے۔

۱۱ جون ۱۸۷۷ء۔ نقشہ تولید و وفات تحصیل سندیلہ سے معلوم ہوا کہ سال حال میں ایک ہزار پانچ سو لڑکے چیچک میں مبتلا ہوئے اور منجملہ اس کے دو سو پینسٹھ ضائع ہوئے۔

وفات | ۲۷ جون ۱۸۷۷ء۔ کل میر کرم صفی جوبھی کا انتقال ہو گیا۔ یہ پہلی بنانے میں مشہور تھے اور ابھی تک ان کے قویٰ درست تھے۔ ۱۰ اگست ۱۸۷۷ء بہ عمر ۶۵ سال قضا کی۔

۱۸۷۷ء کا قحط | گرانی امساک باراں کے باعث شب کو بہ کثرت چور آتے ہیں اور اکثر رہزنی بھی ہوتی ہے۔ خدا اپنا فضل فرمائے کہ بارش ہو۔ آج نماز استسقا بہ طلب بارش تالاب شیرہ حوض پر پڑھی گئی حافظ شوکت علی صاحب امام تھے۔

۱۸ اگست۔ آج پھر نماز استسقا میدان میں متصل تالاب شیرہ حوض پڑھی گئی۔ چار سو

۱؎ ایک گاؤں کا نام جس کا آم ثمر بہشت نامی مشہور ہے۔ تحصیل سندیلہ میں ہے اسے منشی سید فضل رسول ہی نے آباد کیا تھا۔

آدمی شریک نماز تھے۔ بہ ظاہر آسمان بالکل صاف ہے آثار بارش نمایاں نہیں اور دوپہر کو مثل مہینہ جیٹھ لو چلتی ہے۔

۱۹۔اگست۔ آج پھر نماز استسقا بہ جمعیت پانچسو آدمی کے میدان شیرہ حوض میں پڑھی گئی اور طلب باراں میں بہت گریہ وزاری ہوئی لیکن دعا مستجاب نہ ہوئی۔

۲۱راگست۔ آج کل چوری بہ کثرت ہوتی ہے۔ غلہ گراں ہوتا جاتا ہے۔ دن کو لو اور شام کو ہوا سرد چلتی ہے۔ آسمان بالکل صاف ہے، آثار بارش بالکل نمایاں نہیں یہی کیفیت تمام ہندوستان میں ہے۔

۲۲راگست۔ فصل کنوار بالکل تلف ہو گئی۔ اگر کوئی شخص تنہا کہیں جاتا ہے تو رہزنوں سے محفوظ نہیں رہتا ہے، بالفعل ایک عجیب آفت خشک سالی سے ہے کہ جس کا اظہار نہیں ہو سکتا ہے۔

۲۳راگست۔ دیہات میں کاشتکار سخت پریشان ہیں۔ نوبت فاقہ کشی پہنچی ہے اور اکثر اہل سندیلہ کا بھی یہی حال ہے۔ معلوم نہیں کہ اب کی سال کیوں کر لوگوں کی زیست ہوگی۔

۲۷راگست۔ لوگ مشہور کرتے ہیں کہ لارڈ لٹن صاحب گورنر جنرل ہندوستان اور کوپر صاحب لفٹنٹ گورنر اضلاع مغربی وشمالی و اودھ[۱] کی نیت اچھی نہیں ہے، یہی امر باعث خشک سالی ہے۔ یہ دونوں صاحب ان عہدوں پر جدید مقرر ہوئے ہیں۔

۵ستمبر۔ غلہ روز بروز گراں ہوتا جاتا ہے۔ آج نرخ گندم کا ۱۴ سیر نمبری اور چنے دجو ۱۵ سیر نمبری تھا، بارش مطلقاً نہیں ہوتی، خلق اللہ کو ہراس وناامیدی بہ درجہ غایت ہے۔

۱۶رستمبر۔ ہوا گرم مثل بیساکھ وجیٹھ کے چلتی ہے۔ اخیر شب کو سردی ہوتی ہے۔ پانی

---

[۱] یعنی موجودہ صوبہ یو۔پی۔ اس کا گورنر پہلے لفٹنٹ گورنر کہلاتا تھا۔ ن

کے آثار بالکل معلوم نہیں ہوتے، نرخ غلہ کا بالمرہ گھٹتا جاتا ہے۔ خلائق از حد پریشان اور کاشتکار اپنے مویشی اتر لئے جاتے ہیں۔

۲۳ ستمبر۔ خشک سالی کی شکایت ترقی پذیر ہے۔ آثار قحط بہمہ وجوہ پیدا ہیں۔ صدہا آدمیوں نے گداگری اختیار کی۔ خدا اپنا فضل فرمائے۔

۲۷ نومبر۔ .... جب کہ بباعث خشک سالی اسامیاں ناقہ کر رہے ہیں تو وصول ہونا مال گزاری کا سخت دشوار ہے لیکن افسوس ہے کہ سرکار کوئی عذر سماعت نہیں کرتی۔

۳۰ دسمبر۔ آج کل اکثر لوگ ساکنان سندیلہ بوجہ عدم پیداوار فصل خریف و گرانی غلہ کے سخت پریشان ہیں اور ڈو ڈو روز تک ان کو کھانا نصیب نہیں ہوتا، خداوند کریم اس حالت نازک کو جلد دور فرمائے۔

۳۱ دسمبر۔ اگرچہ کچھ بارش ہوئی ہے لیکن چونکہ ہنوز غلہ تیار نہیں ہے۔ اس وجہ سے شکایت گرانی بدستور سابق ہے۔ خدا سے امید ہے کہ ایک وہ بھی دن ہوگا کہ یہ شکایت دفع ہوگی۔ دروازہ پر آج کل اس قدر محتاج آتے ہیں کہ ان کو تھوڑی تھوڑی بھی بھیک دی جاتی ہے تو اس کی ایک مقدار کثیر ہو جاتی ہے۔

۱۲ فروری ۱۸۷۸ء۔ چند عرصہ سے نرخ غلہ حسب ذیل ہے، جس سے لوگوں کو از حد تکلیف ہے۔ روز دو چار آدمی تلف ہوتے ہیں۔

گندم	۱۰ سیر[۱]	جو	۱۳ سیر	ماش	۸ سیر	کاکن	۱۱ سیر
جوار خورد	۱۲ ″	جوار کلاں	۱۳ ″	قند سیاہ	۷¼ ″	نخود	۱۲ ″
برنج	۸ ″	روغن زرد	۲ ″	مسور	۱۴ ″	مونگ	۱۰ ″
دال ارہر	۱۱¼ ″	مٹر عظیم آبادی	۱۳ ″	باجرہ	۱۱¼ ″	روغن سیاہ	۴ ″

[۱] یہ وزن قمبری سیر سے ہے۔

۱۳ر فروری سنہ ۱۸۷۸ء - بباعث گرانی غلہ اعلیٰ و ادنیٰ سب کو پریشانی ہے، اکثر آدمی بوجہ فاقہ کشی پہچانے نہیں جاتے، بباعث ہجوم محتاجین مجھے اپنی نشست گاہ بیرونی میں بیٹھنا دشوار ہے۔

۱۷ر مارچ بفضل یزداں بباعث آنے غلہ جدید کے شکایت گرانی کی کم ہوتی جاتی ہے۔ چونکہ پیداوار بافراط ہے لہذا خدا سے امید ہے کہ نرخ غلہ کا روز بروز ارزاں ہوتا جائیگا

غلام امام شہید | ۲ر اکتوبر سنہ ۱۸۷۸ء - مولوی غلام امام صاحب متخلص شہید متوطن الہ آباد آج تشریف لائے .... شہید صاحب مولود خوب پڑھتے ہیں اور وقت پڑھنے کے عشق آنحضرت میں بے چین ہو جاتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ آواز اچھی نہیں۔ بالفعل ان کی عمر ستر برس کی ہے۔ قرنائی لگا کر سنتے ہیں۔

انگریزوں کی تعلیم | ۱۶ر دسمبر سنہ ۱۸۷۸ء - بوقت ملاقات کیڈی صاحب اسسٹنٹ انجنیر کانپور کو دو کتابیں اُردو، ایک کی نوطرز مرصع، دوسری حلوائے بے دود مجھ سے لیں اور فرمایا کہ کل کوئی وقت اپنے پڑھنے کا مقرر کروں گا۔

۱۰ر جنوری سنہ ۱۸۷۹ء - بوقت ملاقات کیڈی صاحب اسسٹنٹ انجنیر کانپور کو دو کتابیں مفید المبتدی اور معلم المبتدی پیش کیں۔ بعد ملاحظہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مجھے بوقت فرصت ان کو پڑھا دیا کرو بلکہ چند باتیں متعلقہ کتاب مجھ سے دریافت کیں، میں نے ان کا بہت صراحت سے جواب دیا کہ جس سے بہت خوش ہوئے۔

مشاعرہ | ۴ر ستمبر سنہ ۱۸۷۹ء - بمقام لکھنؤ۔ آج منشی مظفر علی اسیر کے مکان پر مشاعرہ تھا۔ میں بھی بہمراہی منشی فضل رسول صاحب شریک ہوا، شام تک یہ صحبت رہی۔ چودھری عبدالباقی سندیلہ نے بھی اپنی غزل فارسی کی پڑھی۔ مجمع شاعروں کا بکثرت تھا۔ لطف خوب ہوا لیکن سپہر

کو بارش نے بے لطفی کر دی۔

ادب ۶؍مارچ ۱۸۷۸ء۔ آج میں نے کتاب سروش سخن مصنفہ شیخ فخر الدین حسن صاحب دہلوی کو معائنہ کیا۔ واقعی یہ کتاب فسانۂ عجائب کے مقابلہ میں خوب تیار ہوئی ہے اور بہت خوب ہے۔

مشاعرہ ۲۶؍فروری ۱۸۷۶ء۔ آج شب کو میرے مکان پر مشاعرہ ہوا۔ سید فضل حسین و چودھری عبدالباقی و دیگر شاعر شریک جلسہ تھے۔ عصمت شاعرہ کی ریختہ گوئی سے حاضرین کو کمال حظ حاصل ہوا۔ بعد بارہ بجے رات کے صحبت برخاست ہوئی۔

علی گڈھ ۲۹؍دسمبر ۱۸۷۸ء منظور ہے کہ برخوردار مصطفےٰ علی کو واسطے تحصیل علم مدرسۃ العلوم علی گڈھ کو روانہ کروں .... کہ وہاں کی تعلیم اچھی ہوتی ہے۔ اس میری رائے سے منشی فضل رسول و منشی فہیم الزماں نے بھی اتفاق رائے کیا ہے۔ منظور ہے کہ جنوری آئندہ سے ان کی تعلیم کا بندوبست مدرسۂ مذکور میں کیا جائے

۱۷؍جنوری ۱۸۷۹ء۔ صبح کے دس بجے مدرسہ علی گڈھ میں پہنچا۔ مولوی محمد اکبر صاحب منیجر مدرسۂ مذکور سے ملاقات کر کے برخوردار مصطفےٰ علی و امیر حسن کو داخل بورڈنگ ہوس کے کیا اور مبلغ ۱۵ روپیہ ۱۲ آنے بابتہ فیس مدرسہ و کرایہ مکان و صرفہ طعام من ابتدائے جنوری ۱۸۷۹ء لغایۃ مارچ مولوی صاحب منیجر کو حوالہ کئے .....

۱۸؍جنوری ۱۸۷۹ء۔ مقام علی گڈھ واسطے خرید اسباب ضروری میز و کرسی وغیرہ متعلقہ برخوردار مصطفےٰ علی بازار علی گڈھ کو گیا۔ اول مولوی فرید الدین احمد صاحب صدر اعلیٰ سے ملاقات کی۔ یہ رئیس کرطہ مانک پور کے ہیں اور مبلغ ۷۰۰ روپے ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ اسکے بعد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سے ملاقات کی یہ نہایت ذی علم شخص ہیں .... بعد مولوی لطف اللہ صاحب مدرس جامع مسجد سے ملاقات کی یہ مولوی صاحب فاضل زبردست ہیں

اور بہت سے منتہی طالب علم ان کے پاس پڑھتے ہیں........ مولوی صاحب کی عمر ساٹھ برس سے زیادہ ہے، مجھ سے بہ کمال تپاک پیش آئے۔ جامع مسجد میں میں نے نماز ظہر کی ادا کی یہ مسجد نہایت مضبوط پتھر کی بنی ہوئی ہے، شب کو میں بورڈنگ ہوس مدرستہ العلوم میں لوٹ آیا اور مولوی اکبر صاحب منیجر کو چھ آنے پیسے دے کر بورڈنگ ہوس میں کھانا کھایا۔

۲۲ر جنوری ۱۸۷۵ء۔ مقام سندیلہ۔ حسب تحریک آج چودھری خصلت حسین صاحب سے ملاقات کی اور حالات تعلیم مدرستہ العلوم بیان کئے، جس سے نہایت درجہ خوش ہوئے ان کا ارادہ ہے کہ اپنے پوتوں میں سے کسی کو واسطے تعلیم کے علی گڈھ کو بھیجیں۔ یہ مدرسہ سید احمد خاں صاحب نے قایم کیا ہے، بہت وسیع اس کا رقبہ ہے اور حکمت عملی یہ کی ہے کہ جو شخص ۲۰ روپے سید صاحب کو دیوے تو اس کا نام احاطہ دیوار کے ایک جز میں کندہ کردیا جاتا ہے اور جو شخص مقدار زائد دیوے اس کے نام کا پھاٹک بنایا جاتا ہے اور اس پر اس کا نام کندہ کردیا جاتا ہے۔ اس کارروائی سے اکثر لوگ بہ غرض ابقار نام روپیہ دیتے ہیں اور دیواروں اور پھاٹکوں پر ان کے نام کندہ ہیں۔ اسی طور سے، جو کالج زیر تعمیر ہے اس کی کارروائی بھی ہوئی ہے اور صدہا آدمی اس چندہ میں شریک ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔

تپ و لرزہ

۲ر اکتوبر ۱۸۷۵ء۔ بمعائنہ اخبارات واضح ہوتا ہے کہ بیماری تپ و لرزہ عالم گیر ہے۔ کوئی شہر و قصبہ و دہ اس سے محفوظ نہیں[1] ہے۔

۳ر اکتوبر ۱۸۷۵ء۔ آج کل سندیلہ خاص اور دیہات نواحی میں تپ و لرزہ کی از بس شکایت ہے۔ کوئی گھر نہیں ہے کہ جس میں چار پانچ بیمار نہ ہوں بلکہ کثرت اس بر

---

[1] روزنامچہ اس موقع بہ وفات کی سرخیوں سے پُر ہے۔ ن

ہے کہ اس علالت سے کوئی آدمی گھر میں محفوظ نہیں ہے۔ میرے مکان میں بھی چار آدمی مبتلائے تپ ولرزہ ہے۔

وفات غلام امام شہید | ۲ راکتوبر ۱۸۷۹ء۔ مولوی غلام امام شہید نے جو رشتہ میں منشی فضل رسول کے ماموں ہوتے تھے اور مولود شریف تصنیف کردہ خود بہت اچھا پڑھتے تھے، بہ عمر ۷۵ سال الٰہ آباد میں انتقال کیا۔ یہ بزرگ بڑے نامور شخص تھے اور ریاست ہائے حیدرآباد و رام پور سے کچھ ماہواری ان کے صرف کے لیے مقرر تھے۔ صاحب تصنیف بھی تھے اور بباعث ثقل سماعت کان میں قرنائی لگا کر باتیں سنتے تھے، مولوی صاحب لا ولد فوت ہوئے۔

ہیضہ | ۳۰ رجولائی ۱۸۸۰ء اس سال دیہات نواحی میں بھی ہیضہ شروع ہو گیا ہے۔ شاید ہی ایسا کوئی موضع ہو کہ جس میں اس کی شکایت نہ ہو۔

۱۲ راگست ۱۸۸۰ء۔ بباعث ایام گرما شب کو اتفاق خواب کا سقف بالاخانہ پر ہوتا ہے اور متوفیان کے ورثاء کی گریۂ وزاری سے رات کو نیند نہیں پڑتی اور ایک قسم کا ہول بیدار رہتا ہے۔

مردم شماری | ۱۷ رفروری ۱۸۸۱ء۔ آج مردم شماری بہ وقت ۹ بجے شب کے تمام ہندوستان میں شروع ہوئی اور ۳ بجے صبح کے ختم ہوئی۔ بعد چندے شماران کا معلوم ہوگا۔

وفات اسیر لکھنوی | ۷ رفروری ۱۸۸۲ء۔ آج دوپہر کو منشی مظفر علی اسیر شاعر نامی لکھنوئی نے بمقام لکھنؤ بہ عمر ۸۰ سال انتقال کیا۔ یہ منشی فضل رسول صاحب واسطی مرحوم کے شاعری میں استاد تھے اور ہزارہا آدمی مرحوم کے شاعری میں شاگرد ہیں۔ عہد واجد علی شاہ میں مرحوم نے بہت بڑا اعزاز حاصل کیا تھا بلکہ بادشاہ بھی ان کے شاگرد تھے۔

مشاعرہ | ۱۷ راگست ۱۸۸۲ء۔ مکان منشی فضل حسین صاحب پر شام کو تقریب مشاعرہ ہوئی

شیخ ظہور الحسن صاحب شاعر لکھنؤ و راجہ غلام حسین خاں بہرائچ بھی شریک صحبت تھے۔ دیر تک اس کی گرم بازاری رہی۔

۲۴ ستمبر ۱۸۸۲ء۔ آج منشی فضل حسین نے صحبت مشاعرہ اپنے مکان پر منعقد کی جس میں شعرائے لکھنؤ و سندیلہ شریک تھے۔ بی بی عصمت شاعرہ لکھنؤ کی غزل گوئی سے لوگ بہت محظوظ ہوئے۔ میں شریک صحبت نہ ہو سکا۔

۱۹ اکتوبر ۱۸۸۲ء۔ آج پھر مشاعرہ منشی فضل حسین کے مکان پر ہوا لیکن یہ امر میرے خلاف ہے کیوں کہ اس کا زیادہ چرچا اچھا نہیں ہے اور تجربے سے اس کا انجام بخیر ہوتے نہیں دیکھا۔

۱۱ جنوری ۱۸۸۳ء۔ شب کو پھر صحبت مشاعرہ منشی فضل حسین صاحب نے منعقد کی دو بجے صبح کو فراغت ہوئی۔ چوں کہ یہ امر میرے خلاف ہے اس وجہ سے شریک نہ ہو سکا۔

آتش زدگی و چیچک | ۸ مئی ۱۸۸۳ء۔ اب کی سال ہندوستان میں آتش زنی بہ کثرت ہوئی بڑے بڑے کارخانے جل کر خاکستر ہو گئے۔ اور تمامی ہندوستان میں شکایت چیچک بھی بہت ہوئی۔ ہزارہا لڑکے اس عارضہ میں فوت ہوئے۔

اندرسبھا | ۱۸ نومبر ۱۸۸۳ء۔ شب کو رقص اندرسبھا کا منشی فضل حسین صاحب کے مکان پر ہوا۔ میں بھی شریک جلسہ تھا۔

گورنر جنرل | ۲۳ دسمبر ۱۸۸۴ء۔ ۱۹ دسمبر کو لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند کلکتہ سے ولایت کو روانہ ہوئے اور لارڈ ڈفرن صاحب نے چارج گورنر جنرل کا لیا۔ صاحب اول الذکر نے ہندوستانیوں کے ساتھ رضامندی کا اچھا برتاؤ کیا۔

مشاعرہ | ۲۹ جنوری ۱۸۸۵ء۔ منشی فضل حسین صاحب کے مکان پر صحبت مشاعرہ قرار پائی

کلام منشی ظہور الحسن شاعر لکھنؤ بہ مقابلہ منشی محمد حسن نامی شاعر باندہ بہت خوب تھا، کوئی شعر خالی استعارہ سے نہ تھا، واقعی خوب غزل کہتے ہیں۔

ستارے | ۲۸ نومبر ۱۸۸۵ء۔ شب کو آٹھ بجے سے بارہ بجے تک ہزاروں ستارے آسمان سے اترتے نظر آئے۔ یہ کیفیت تمامی ہندستان میں پیدا ہوئی، لوگوں نے بہ نظر حیرت اس کو مشاہدہ کیا۔ دیکھا چاہیے کہ اس کا کیا انجام ہو۔

برہما | ۲۹ نومبر ۱۸۸۵ء۔ آج سرکار انگلشیہ نے شہر مانڈلے دارالسلطنت ملک برہما پر فتح حاصل کی۔ شاہ تھیبا نے اطاعت اختیار کی اور اپنی جان و مال کو انگریزوں کے سپرد کیا۔ شاہ موصوف بہ جانب رنگون بہ ذریعہ جہاز بھیجے گئے۔ شاید ہندستان کے کسی ٹاپو میں اب ان کا قیام ہو۔

فوج کی زیادتیاں | ۲ فروری ۱۸۸۶ء۔ رسالہ سواراں انگریزی سیتاپور[1] سے وارد سندیلہ ہوا چونکہ سواروں کے مزاج میں زیادتی و بدمست زیادہ ہوتی ہے اس وجہ سے تحصیلدار صاحب بلحاظ حفظ اپنی آبرو کے روپوش ہو گئے لیکن سامان رسد وغیرہ کا بذریعہ چپراسیان تحصیل مہیا کرا دیا لیکن سوار لوگ ہر گلی و کوچہ میں تحصیلدار کی تلاش کرتے تھے...... رسالہ تو بعد ایک روزہ قیام کے کانپور کو روانہ ہو گیا لیکن سواروں کے کرنیل نے رپورٹ شکایت مولوی عبدالقادر صاحب تحصیلدار کی صاحب ضلع اور صاحب کمشنر سیتاپور کو کر دی۔

دربار جوبلی | ۱۶ فروری ۱۸۸۶ء مقام ہردوئی۔ آج گیارہ بجے دن کے بہ تحریک دربار جشن جوبلی ہوا۔ میری کرسی بزمرۂ آنریری مجسٹریٹاں دوسری تھی۔ نمبر اول حاجی محمد حسین خاں شاہ آباد کا تھا۔ ہارس فورڈ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع ہردوئی بہ لباس شاہانہ ہاتھی پر سوار

---

[1] اس زمانہ میں سیتاپور میں فوج رہتی تھی (ن)

ہوکر ۱۲ بجے تشریف لائے اور کرسی نقرئی جو بالائے تخت بچھی ہوئی تھی متمکن ہوئے، اول چودھری محمد عظیم نے بہ زبان اُردو اڈریس پڑھا۔ اس کے بعد قصیدہ منشی فضل حسین صاحب کا پیش ہوا مگر پڑھا نہیں گیا۔ پھر منشی نظیر حسن صاحب وکیل کاکوروی نے چند اشعار مدح میں پڑھے۔ اس کے بعد پنڈت تربھون ناتھ بی۔اے منصف بلگرام نے من جانب انسٹی ٹیوٹ بلگرام اسپیچ انگریزی میں دی اس کے بعد صاحب بہادر نے بہ زبان اردو جواب اڈریس کا دیا۔ بعد تقسیم عطر و پان جلسہ برخاست ہوا۔ تین بجے گھوڑ دوڑ و کشتی و شب کو روشنی و آتشبازی و ناچ طوائفوں کا ہوا اور اظہار مسرت میں ۱۱۸ قیدی فوجداری اور دو دیوانی کہ جن کی میعاد ۲۰ جون ۱۸۸۷ء تک ختم ہونے والی تھی جیل خانہ ہردوئی سے رہا ہوئے۔

وفات واجد علی شاہ | ۲۲ ستمبر ۱۸۸۷ء۔ کل واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ نے بمقام مٹیا برج کلکتہ بہ عمر ۷۰ سال قضا کی۔ مرحوم کے ۱۹ لڑکے اور ۳۸ لڑکیاں ہیں۔

نول کشور | ۵ جنوری ۱۸۸۸ء۔ منشی نول کشور مالک مطبع اودھ اخبار کو بھی خطاب سی آئی ای کا گورنمنٹ سے حاصل ہوا ان کو بھی میں نے خط مبارکبادی بھیجا ہے۔

کانگریس | ۱۶ جولائی ۱۸۸۸ء۔ آج نو بجے صبح کے کانگریس اور بنگالیوں کے خلاف ایک جلسہ چودھری محمد عظیم صاحب کے مکان پر منعقد ہوا جس میں صاحبان ذیل شریک تھے اور بعد فراغت جلسہ تین تار مخالفت کانگریس بہ پریسیڈنٹی چودھری محمد عظیم صاحب بنام مہتمم پائنیر و ایکسپریس لکھنؤ و منشی امتیاز علی صاحب وکیل لکھنؤ کو بھیجے گئے اور پانچ اسپیچیں ارباب ذیل کی طرف سے منظور کی گئیں اور بعد پاس ہونے رزولیوشن کے جلسہ برخاست ہوا اسپیچیں اُردو اور انگریزی میں طبع ہوں گی اور رزولیوشن پاس شدہ مطبع آزاد لکھنؤ کے کسی پرچہ آئندہ میں طبع کیا جائے گا تفصیل حاضرین جلسہ:۔ چودھری محمد عظیم صاحب،

چودھری جاوید علی صاحب، راجہ دُرگا پرشاد صاحب، کنور نریندر بہادر صاحب شیخ احمد علی صاحب شوق مالک مطبع آزاد لکھنؤ، سید نجم الدین و قمر الدین، لچھمن پرشاد بزاز، لالتا پرشاد بزاز مہاراج شیو سہائے، راقم تحریر ہذا۔ صراحت ان اشخاص کی جن کی اسپیچیں منظور ہوئیں۔
چودھری محمد عظیم صاحب، چودھری نصرت علی صاحب، راجہ درگا پرشاد صاحب، کنور نریندر بہادر صاحب، راقم الحروف۔

تعداد فوج | ۲۲ ستمبر ۱۸۸۸ء۔ بمعائنہ پرچہ جریدہ روزگار مدراس مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۸۸۸ء واضح ہوا کہ ہندوستان میں کل فوج انگریزی بقید گورہ و ہندوستانی حسب ذیل ہے:۔ فوج گورہ ۷۱۲۷۹ فوج ہندوستانی ۱۳۴۴۷۱۔ کل ۲۰۵۸۵۰۔ سرکار انگریزی ایسی منتظم ہے کہ اس قلیل فوج سے کل ہندوستان اور برما کا خوش اسلوبی کے ساتھ بندوبست کر رہی ہے۔ عہد شاہی میں قریب دو لاکھ کے فوج لکھنؤ میں رہتی تھی لیکن اس سے صرف اودھ کا انتظام قابل اطمینان نہیں ہو سکتا تھا۔

سرحد و تبت | ۳ نومبر ۱۸۸۸ء۔ بالفعل جو جنگ مابین فوج برٹش و حسن زئی وغیرہ فرقہ ہزارا سے ہو رہی ہے اس میں متواتر فتح فوج انگریزی کو ہوئی۔ اگرچہ کپتان بیلی صاحب و دیگر افسران فوج ضائع ہوئے لیکن انگریزوں نے اکثر دیہات ان کے اجاڑ دیے اور قلعے منہدم کر دیے، اب اہل فرقہ بحالت مجبوری اطاعت قبول کرتے جاتے ہیں اور جرمانہ مجوزہ برٹش ادا کرتے جاتے ہیں۔ غالباً قریب زمانے میں فوج انگریزی بعد عہد و مواثیق ضروری مظفر و منصور واپس ہو۔ صاحب اقبال سے مقابلہ جن کا ستارہ ترقی اوج پر ہے نہایت مشکل و دشوار ہے۔ انگریزوں نے معاملات سکم تبت والوں کو بھی شکست فاش دی اور ان کی فوج مفرور ہو گئی۔

کانگریس | ۱۲ر نومبر ۱۸۸۸ء۔ آج میرے نام ایک خط مرسلہ کنور رہر نام سنگھ صاحب بہادر سی آئی۔ ای آنریری سکریٹری انجمن ہند تعلقہ داران اودھ محررہ ۸ر نومبر ۱۸۸۸ء بدیں مضمون موصول ہوا کہ حسب تجویز کمیٹی انجمن ہند مورخہ ۵ر نومبر ۱۸۸۸ء یہ امر قرار پایا ہے کہ ۲۲ر نومبر کو ایک جلسہ عام اہل ہنود و اہل اسلام و دیگر مذاہب و اقوام خیر خواہانِ ملک و بہی خواہان انگلش گورنمنٹ کا واسطے تصفیہ چند مقاصد مفید ملک و گورنمنٹ کے شہر لکھنؤ مقام بارہ دری قیصر باغ میں کیا جاوے۔ اسی جلسے میں ترتیب دستور العمل انڈین یونائٹیڈ پیٹریاٹک کمیٹی کی بھی عمل میں آئے اور تقسیم کار ہائے ضروری متعلقہ اینٹی کانگریس بھی ہو جائے .... میرا خیال ہے کہ بشرطِ امکان اس جلسے میں شریک ہوں کیوں کہ یہ جلسہ خلاف کانگریس منعقد ہوگا اور مجھے اس سے مخالفت ہے بلکہ قبل اس کے میرا ایک بیان متعلقہ اینٹی کانگریس انگریزی میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکا ہے ....

لینس ڈاؤن و لارڈ ڈفرن | ۴ر دسمبر ۱۸۸۸ء واقعہ ۳ر دسمبر ۱۸۸۸ء کو مارکوئس لینس ڈاؤن صاحب بہادر جدید گورنر جنرل کشور ہند داخل بمبئی ہوئے اور ۶ ماہ حال کو کلکتہ جا کر ۱۰ر دسمبر کو چارج وائسرائے لارڈ ڈفرن صاحب سے حاصل کریں گے۔ لارڈ صاحب جدید کی عمر ۴۳ سال کی ہے قبل اس کے ملک کناڈا کے گورنر جنرل تھے۔ آدمی ذی علم لائق اور صاحب تجربہ ہیں دیکھا چاہیے کہ رعایا کے حق میں کیا سلوک کرتے ہیں۔ لارڈ ڈفرن صاحب اگرچہ بہت بڑے مدبر زیرک، ہوشمند و تجربہ کار تھے اور ان کے عہد میں برہما فتح ہوا بیگم اور ہزارا میں کامیابی کے ساتھ جنگ ہوئی لیکن رعایا کو ان کی وجہ سے نفع نہیں ہوا بلکہ قانون ٹیکس انھوں نے جاری کیا جس سے عموماً ہر پیشہ ور ملازم وغیرہ کو پریشانی لاحق ہے لارڈ ڈفرن صاحب کی عمر ۶۰ سال کی ہے۔ ایکٹ لگان اودھ یعنی ایکٹ نمبر ۲۲ سنہ ۱۸۸۶ء حضرت ہی کے وقت میں

پاس ہوا جس سے زمینداروں کی بالکل بے اختیاری ہوگئی۔ باب بے دخلی کاشتکاران مطلقاً مسدود ہوا۔

وائسرائے اور گورنروں کی تنخواہ | ۲۴ رفروری ۱۸۸۹ء۔ پرچہ جریدہ روزگار مدراس محررہ ۹ رفروری ۱۸۸۹ء بحوالہ گائڈ اخبار واضح ہوا کہ گورنر جنرل ہند و گورنر لوکل گورنمنٹوں کی تنخواہ حسب ذیل ہے:۔

تنخواہ سالانہ	نام گورنمنٹ	تنخواہ سالانہ	نام گورنمنٹ
ایک لاکھ بیس ہزار	گورنر مدراس	دو لاکھ پچاس ہزار آٹھ سو	وائسرائے ہند
بانوے ہزار	لفٹنٹ گورنر بنگال	ایک لاکھ بیس ہزار	گورنر بمبئی
بہتر ہزار	لفٹنٹ گورنر پنجاب	انسٹھ ہزار	لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی۔

لینس ڈاؤن | ۱۸ راپریل ۱۸۸۹ء۔ آج ۶ بجے شام کے خاص ریل گاڑی میں لارڈ اور لیڈی لینس ڈاؤن صاحب مع مصاحبین وغیرہ لکھنؤ سے براہِ سندیلہ روانہ شملہ ہوئے۔ چوکیدار و کانسٹبل ایک ایک میل کے فاصلہ پر واسطے حفاظت ریل گاڑی کے مامور تھے، یہ گورنر جنرل نہایت سلیم الطبع اور لائق شخص ہیں۔

شہزادہ وکٹر | ۱۲ رنومبر ۱۸۸۹ء۔ ۹ رنومبر کو شہزادہ وکٹر خلف پرنس آف ویلز ولی عہد انگلستان بطور سیر و سیاحت داخل شہر بمبئی ہوئے۔ ہندوستان کے کل نامی شہروں کو ملاحظہ فرمائیں گے۔

۱۸ رجنوری ۱۸۹۰ء۔ آج صبح شہزادہ البرٹ وکٹر نبیرۂ ملکہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند رونق افروز لکھنؤ ہوئے، کل تعلقہ داران سندیلہ واسطے معائنہ جلسہ دعوت و روشنی و آتشبازی جو منجانب انجمن ہند لکھنؤ آج رات کو ہوئی، روانہ لکھنؤ ہوئے، راقم نہیں گیا کہ صرف بے جا تھا۔

زکام وبخار | یکم اپریل سنہ ۱۸۹۰ء قصبہ سندیلہ اور اس کے نواح و نیز تمام ہندوستان میں آج کل بیماری زکام و بخار کی بشدت تمام ہے، کوئی گھر ایسا نہیں ہے کہ جس میں اس کی شکایت نہ ہو لیکن محل شکر ہے کہ اس بیماری سے اب تک کوئی ضائع نہیں ہوا۔

انفلوئنزا | ...... بخار انفلوئنزا انگلستان سے یہاں آیا ہے وہاں یہ بڑا مہلک تھا۔ یہ سرد ملک کا عارضہ ہے جس کو جوشاندہ سے فائدہ ہوتا ہے، سرد چیزیں مضر ہیں۔ فاقہ و علاج نہ کرنا اسکی عمدہ دوا ہے۔ ہندوستان کے سرد ملکوں میں یہ مہلک قرار پایا ہے۔ سنا گیا ہے کہ جبل پور میں نوسو آدمی ہلاک ہوئے۔

بارش | ۱۰ر اگست سنہ ۱۸۹۰ء بمعائنہ اودھ اخبار وغیرہ واضح ہوتا ہے کہ امسال تمامی ہندوستان میں اس قدر بہ کثرت بارش ہوئی جس سے مکانات خام و پختہ و سڑک ریلوے و فصل خریف وغیرہ کو ازحد نقصان ہوا۔ اشخاص مسن کا بیان ہے کہ ایسی بارش ان کی عمر میں شاید کبھی ہوئی ہو۔ سڑک ریل کانپور واناؤ کو ایسا صدمہ پہنچا کہ تین ہفتہ تک وہ جاری نہیں ہو سکتی اور یہی کیفیت بریلی ریل کی رام گنگا[۵] نے کر رکھی ہے۔ آمد و شد مطلقاً بند ہے۔ مغل سرائے بنارس ہو کر ڈاک کانپور، الہ آباد اور لکھنؤ کو آتی ہے۔ تحقیق سے سنا گیا ہے کہ جس مقام پر ریل کانپور کی بگڑی ہے اس مقام پر تیس فٹ اونچا پانی سڑک پر آگیا ہے۔

ایجوکیشن کانگریس علی گڈھ | ۱۲ر نومبر سنہ ۱۸۹۰ء آج شب کو چودھری محمد عظیم صاحب تعلقہ دار گکرالی و رئیس اعظم سندیلہ و چودھری نصرت علی خلف چودھری عظمت علی صاحب مرحوم سکریٹری انجمن ہند لکھنؤ و رئیس سندیلہ و چودھری محمد رؤف صاحب خلف چودھری حشمت علی صاحب تعلقہ دار مرحوم و مولوی فریدالدین صاحب رئیس کرہ جانس سب جج پنشن یافتہ میری عیادت کو تشریف لائے۔ مولوی صاحب نے استدعا کی کہ ایجوکیشن کانگریس علی گڈھ کے جس کے

---

۵ یو۔پی کے ایک دریا کا نام۔ (ن)

سرپرست مولوی سید احمد خاں صاحب ہیں آپ ممبر تجویز ہوئے اور آپ سے ممبری کی فیس پانچ روپیہ چاہیئے۔ پس آپ زر مذکورہ داخل کریں۔ چنانچہ راقم نے بپاس خاطر مولوی صاحب بلا لحاظ طمع ممبری اسی وقت مبلغ مطلوبہ پیش کئے۔

۱۲ر دسمبر ۱۸۹۰ء۔ آج ایک خط سر سید احمد خاں صاحب سکریٹری محمڈن ایجوکیشنل کانگریس الہ آباد بدیں مضمون بنام راقم موصول ہوا کہ من ابتدائے ۲۸ر دسمبر ۱۸۹۰ء لغایۃ ۳۰ ماہ مذکور اجلاس کانگریس بمقام الہ آباد قرار پایا ہے، چوں کہ آپ اس جلسہ کے ممبر ہیں اگر شرکت کریں تو پیشتر سے مطلع فرمائیں کہ ریلوے اسٹیشن پر سواری بھیجی جائے اور انتظام مکان و قیام اور سامان مہمان داری ہر قسم کا بغرض آسائش و آرام آپ کے مہیا کیا جاوے۔

دو شاہزادوں کا سفر ہند | ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۰ء۔ بعائنہ اودھ اخبار محررہ امروزہ سے واضح ہوا کہ شہنشاہ زادہ سلطنت روس و شہزادہ جارج ملک یونان ۲۳ر دسمبر ۱۸۹۰ء کو بطور سیر و سیاحت ہندوستان داخل بمبئی ہوئے جن کا بہت جلوس کے ساتھ منجانب انگلش گورنمنٹ اعزاز ہوا، یہ نامی مقامات ہندوستان کی سیر کریں گے اور مقامات سرحدی بھی ملاحظہ کریں گے۔

طریقۂ تعلیم | ۱۶ر فروری ۱۸۹۱ء۔ چونکہ طریقہ تعلیم مبتدی اب نہایت خراب حالت میں ہے معلم مکتبی اسی پرانے ڈھنگ سے تعلیم کرتے ہیں جس سے چند سال تک مبتدی کو کوئی لیاقت استعداد پیدا نہیں ہوتی اور مثل طوطے کے بلا فہمید الفاظ فارسی و عربی کے رٹا کرتا ہے لہذا بعد غور میں نے تجویز کیا کہ بقاعدۂ مدارس گورنمنٹ نور دیدہ منتظم حسین کی تعلیم کراؤں۔

مردم شماری | ۲۶ر فروری ۱۸۹۱ء۔ آج نو بجے رات کو کل ہندوستان و تمامی جزائر و ممالک

محروسہ گورنمنٹ انگریزی کی مردم شماری ہوئی۔

ایک لغت انگریزی | ۲۱ر جولائی ۱۸۹۱ء۔ آج ایک کتاب انگریزی ڈکشنری (کتاب لغت) جس میں انگریزی سے اُردو اور اُردو سے انگریزی معنی باسانی نکلتے ہیں اور ایسی کتاب اس وقت تک جامع و مانع تالیف نہیں ہوئی ہے اور عموماً بیس روپیہ اوس کی قیمت ہو آج مجھے میر علی حسین ہیڈ ماسٹر انگریزی سندیلہ کے ذریعہ علی احمد خاں ولد امیر خاں سابق نیٹو ڈاکٹر شفا خانہ سندیلہ سے بہ قیمت مبلغ پانچ روپیہ حاصل ہوئی۔

طریقۂ تعلیم | ۱۵ر ستمبر ۱۸۹۱ء۔ میرا تجربہ ہے کہ ملا مکتبی اپنے طریقہ قدیمہ کی تعلیم سے لڑکوں کو کودن کر دیتے ہیں، میں نے بچشم خود مشاہدہ کیا کہ سات برس کے تعلیم یافتہ لڑکے کو اس قدر مادہ حاصل و متواصل نہ تھا کہ وہ خط و کتابت بلا تکلف کر سکتا۔ لہذا اس تعلیم سے مجھے تنفر کامل ہو گیا ہے........

انگریزوں کی طمع | ......اب انگریزوں کو بھی طمع زیادہ ہو گئی ہے اور بمقابلہ اپنے فائدہ کے تحریراً و تقریراً غلط بیان کرنے میں ان کو کوئی تکلف نہیں ہوتا سچ یہ ہے کہ روپیہ دنیا میں عجب چیز ہے جس سے سب تمنائیں بہ آسانی پوری ہو سکتی ہیں۔

وفات البرٹ | ۱۵ر جنوری ۱۸۹۲ء کل واقعہ ۱۴ر جنوری کو شاہزادہ البرٹ وکٹر خلف اول پرنس آف ویلز نے بہ مقام لندن بہ عمر ۲۸ سال عارضۂ بخار میں رحلت کی۔ ان کی شادی عنقریب ہونے والی تھی۔ سال پیوستہ میں ہندوستان کو تعزیجاً تشریف لائے تھے۔ اگر زندہ رہتے تو بعد اپنے باپ کے وہی شہنشاہ انگلستان وغیرہ کے ہوتے۔ یہ ملکہ وکٹوریہ کے پوتے تھے۔

وفات حکیم محمود علی خاں | ۳۰ر جنوری ۱۸۹۲ء بمعائنہ اودھ اخبار محررہ امروزہ سے واضح ہو

کہ حکیم محمود خان طبیب دہلی نے واقعہ ۲۴ر جنوری بہ عمر ۷۰ سال عارضہ فالج میں قضا کی یہ بڑے نامور اور حاذق حکیم تھے۔ دور دور ملکوں میں ان کا نام تھا اور مریض معالجہ کو آتے تھے، مرحوم کا اکثر کشتہ جات پر عمل تھا اور نہایت دولت مند طبیب تھے مگر اپنا جانشین بھی بہت لائق چھوڑا جو ان کا پورا یادگار رہے گا۔

ہیضہ | ۲۶ر مئی ۱۸۹۲ء۔ گرمی بہ شدت ہوتی ہے۔ خلائق کو از حد انتشار ہے، خدا رحم کرے۔ ہندوستان کے اکثر حصص میں شکایات ہیضہ وبائی پیدا ہے۔ کابل میں ۱۹ر اپریل سے ۲۹ر اپریل تک ۵۷۵۵ آدمی ہیضہ سے ضائع ہوئے۔

۱۰ر جون ۱۸۹۲ء۔ معائنہ اخبارات سے واضح ہوتا ہے کہ جب سے ۱۸۹۲ء شروع ہوا ہے صدہا جلیل القدر و معزز اشخاص یوروپین اور بیسیوں راجہ و مہاراجہ و نواب ہندوستانی بہ عوارض مختلف رہ گرائے عالم بقا ہوئے۔ اور شکایت بیماری ہیضہ وغیرہ ہر مقام پر بہ کثرت ہے جس سے اوسط و ادنیٰ درجہ کے اشخاص ہزارہا ضائع ہوئے ہیں اور ہنوز موسم بارش آغاز نہیں ہوا ہے، جس میں انواع اقسام کی بیماری کا خروج ہوتا ہے اور واقعات طرح طرح کے پیش آتے ہیں، دیکھا چاہیئے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ میری یاد میں ایسا سال ناقص کمتر وقوع پذیر ہوا۔ خدا اپنا رحم فرمائے۔

۲۸ر جون۔ بمعائنہ اودھ اخبار (جو اس زمانے میں اعلیٰ درجہ کا روزانہ اخبار ہے اور مطبع منشی نول کشور لکھنؤ سے شائع ہوتا ہے) واضح ہوا کہ کسی شہر و قصبہ وغیرہ میں ہنوز کافی حقہ بارش نہیں ہوئی اور سخت پریشانی پیدا ہو رہی ہے، دیکھا چاہیئے کہ انجام اس کا کیا ہو جس کا آغاز ایسی ناقص حالت سے ہو رہا ہے۔

مردم شماری | ۶ر اگست ۱۸۹۲ء۔ بمعائنہ اودھ اخبار مطبوعہ امروزہ بحوالہ لاہور گزٹ

مورخہ ۲۳ر جولائی کے واضح ہوا کہ جو مردم شماری واقعہ ۲۶ر فروری ۱۸۹۱ء کو ہوئی تھی اس کی رو سے حسب ذیل تعداد مختلف مذاہب کے پیرؤوں کی ہے :-

ہندو	۲۰ کرور ۱/۲ ۷ لاکھ	سلمان	۵ کرور ۱/۲ ۷ لاکھ
بودھ . . .	۷ لاکھ	عیسائی .	۲۵ لاکھ
آبادی جنگلات . .	۹ لاکھ	پارسی.	۸۹۹۸۹
یہودی	۱۷۱۸۸	ملحد.	۳۸۹ .
برہمو. . ..	۳۴۰۱	آریا	.. ۴۶۰۰

مذہب نامعلوم . . ۳۹۷۶۵ ، تعداد ہنود سب قوموں میں فرائد ہے

سردی | ۲۱ر فروری ۱۸۹۳ء بمعائنہ اخبارات واضح ہوتا ہے کہ امسال کی ایسی سردی چند سال گزشتہ میں نہیں ہوئی جس کی تصدیق مسن لوگوں سے ہوتی ہے کہ کشمیر میں پیالوں کی چاء جم جاتی ہے اور بیضۂ مرغ اگر زمین پر پھینکے جاتے ہیں تو مثل لکڑی کے ان میں آواز آتی ہے۔ ٹوٹنے پھوٹنے کا کچھ خیال ہی نہیں گزرتا۔ کل سے ابر و باد گھٹ گیا ہے جس سے فی الجملہ ژالہ زدگی سے اطمینان پیدا ہوا، اگر پھر اعادہ نہ کرے۔

رؤسا ہند کی آمدنی | ۲۵ر مارچ ۱۸۹۳ء۔ بمعائنہ اودھ اخبار مطبوعہ امروزہ سے واضح ہوا آمدنی سالانہ رؤسارِ ہندوستانی حسب ذیل ہے

ریاست حیدرآباد دکھن	۲ کرور	گوالیار	۱/۲ ۱ کرور
گیکوار بروده.....	۱ کرور ۲۰ لاکھ	میسور ...	.ایک کرور سے کچھ زائد
کشمیر ...	۸۵ لاکھ	اودے پور	.۶۴ لاکھ

ٹراونکور	۶۰ لاکھ	اندور	۵۰ لاکھ
پٹیالہ	۴۴ لاکھ	بھرت پور	۲۸ لاکھ
بھوپال	۲۶ لاکھ	جودھ پور	۲۵ لاکھ
ریوا ...	۲۵ لاکھ	الور	۳۰ لاکھ
بہاول پور	۱۹ لاکھ	کپورتھلہ	۱۷ لاکھ
راؤ صاحب کچھ	۱۲ لاکھ		

یہ بھی اس اخبار سے معلوم ہوا کہ ہندوستان کے شہروں میں بلحاظ آبادی سب سے اول
شہر کلکتہ، پھر بمبئی، پھر مدراس، پھر حیدرآباد دکن لکھنؤ ازاں بعد بنارس ہے

موسم ۱۸ مئی سنہ ۱۸۹۳ء۔ اگرچہ مہینہ جیٹھ کا رواں ہے لیکن فصل میں کچھ ایسا غیر معمولی انقلاب
ہے کہ شب و روز بہ شدت ہوا مشرقی چلتی ہے اور شب کو سردی ہوتی ہے۔ چنانچہ آج
جب میں بوقت شب زیر سائبان سو رہا تھا تو مجھے لحاف اوڑھنے کی ضرورت داعی
ہوئی اور یہی غیر معمولی کیفیت تمامی ہندوستان میں دیکھنے اخبارات سے ظاہر ہوتی ہے
میرے ہوش میں ایسا حال کبھی دیکھنے میں نہ آیا۔

ٹیکہ ہیضہ ۱۴ مئی سنہ ۱۸۹۳ء۔ ڈاکٹر ایم ہیفکن شہر پیرس ملک فرانس کے رہنے والے ہیں اور
حسب اجازت وزیر اعظم سلطنت لندن وارد ہندوستان ہو کر کلکتہ میں تشریف لائے
ان کا تجربہ ہے کہ جیسے ٹیکہ لگانے سے چیچک نہیں نکلتی اسی طور سے عارضہ ہیضہ ٹیکہ دینے
سے نہیں عارض ہوتا۔ زخم ٹیکہ کے ذریعہ سے جسم میں پہنچاتے ہیں ایک مرکب عرق کو جو
ہر رگ وپے میں اثر کر جاتا ہے اور صاحب ٹیکہ بیماری ہیضہ سے محفوظ رہتا ہے اور اس
ٹیکہ دینے سے اور استعمال دوا سے چنداں تکلیف نہیں ہوتی۔ چنانچہ بالفعل آگرہ، علی گڈھ

اور جھانسی وغیرہ میں فوجی لوگوں کو ٹیکہ دے رہے ہیں۔ دیکھا چاہیئے کہ موسم ہیضہ میں اس کا کیا اثر ظاہر ہوتا ہے۔

آم | ۹ر جولائی ۱۸۹۳ء...... فصل آم کی امسال ایسی افراط ہے کہ ایک سو آم ۳ پائی کو ملتا ہے۔ ایسی ارزانی کبھی دیکھی اور سنی نہیں گئی۔ غربا نے روٹی کھانا موقوف کر دیا ہے جبکہ ½ پائی میں ان کو سیری ہو جاتی ہے۔

ہندو مسلم فساد | ۱۸ر اگست ۱۸۹۳ء۔ آج کل جہاں تک میں خیال کرتا ہوں تو کوئی اہل دنیا خالی از فکر و تردد نہیں۔ کسی نہ کسی رنج میں ضرور مبتلا ہے۔ چنانچہ بمعائنہ اودھ اخبار مطبوعہ امروزہ سے واضح ہوا کہ بوجہ نزاعات اہل اسلام و ہنود ریاست جوناگڈھ کاٹھیاواڑ و نیز شہر بمبئی میں جو ایک نہایت مہذب شہر ہے واقعہ ۱۱ر اگست سنہ رواں کو درمیان ہندو اور مسلمانوں کے سخت لڑائی ہوئی، ۴۰ قتل اور ۵۰ زخمی ہوئے اور مسٹر ڈینسنٹ کمشنر پولس بر وقت انسداد حملہ زخمی ہوئے۔ مقام غور ہے کہ ایسا تسلط اور اس میں ایسے مناقشات کا پیش آنا نہایت تعجب خیز ہے علی الخصوص بمبئی میں جو نہایت مہذب شہر ہے اور جہاں سو برس سے زائد عملداری سرکار کو گزر چکے ہیں۔

نرخ غلہ | ۱۹ر ستمبر ۱۸۹۳ء۔ امسال غلہ کی ایسی ارزانی ہے کہ شاید قبل اس کے جب سے کہ ریل جاری ہوئی کبھی نہیں ہوئی اور حالت فصل خریف بھی اس وقت تک بہت عمدہ ہے اوسط درجہ نرخ غلہ آج کل فی روپیہ حسب ذیل بازار میں فروخت ہوتا ہے۔

گندم	۱۸ سیر	گوجئی	۲۵ سیر	بجھڑا	۳۵ سیر	نخود	۳۶ سیر
ماش	۱۸ ″	ارہر	۳۶ ″	مونگ	۱۵ ″	دھان	۴۰ ″
جوار کالاں	۳۶ ″						

مردم شماری | ۲۱ر ستمبر ۱۸۹۳ء۔ مردم شماری ۹۱ء سے واضح ہوا کہ تمامی ہندوستان میں ۲۸ کروڑ ۴۴ لاکھ ۷۳ ہزار آبادی ہے۔ کل فرقہ کے آدمیوں سے حسب ذیل از کار رفتہ ہیں۔

بیوقوف وخراب دماغ کے آدمی ۷۴۲۸۹

بہرے اور گونگے ۱۹۶۴۶۱ اندھے ۴۵۸۸۶۸

زلزلہ | ۴ر جنوری ۱۸۹۴ء..... آج بوقت ۵½ بجے شام کے زلزلہ محسوس ہوا چونکہ فی الجملہ شدید تھا اور تمام کوٹھی میری جنبش کرنے لگی تھی لہذا میں اندیشناک ہو کر باہر صحن کے چلا گیا تھا اور قیام اس کا تقریباً دو منٹ تک رہا، اور چار منٹ کے بعد پھر محسوس ہوا جو نصف منٹ سے زائد نہیں رہا۔

انفلوئنزا | ۲۲ر مارچ ۱۸۹۴ء۔ آج میں بعد دوپہر بخار و کھانسی میں مبتلا ہو گیا۔ اعضا شکنی اور درد سر کی شکایت بڑھی۔ شب کو غذا نہیں کی اور بے خوابی کے ساتھ نیند آئی نفخ نے اور بھی تکلیف دی۔ یہ ایک انگریزی بخار انفلوئنزا ہے جس کی آج کل عام شکایت ہے

گرہن | ۶ر اپریل ۱۸۹۴ء۔ مجھے اپنے ہوش میں ایسے مشاہدہ کا کمتر اتفاق ہوا کہ چندر گرہن اور سورج گرہن ایسے زمانہ قریب میں پڑے ہوں جیسا کہ ۱۸۹۴ء میں۔ چندر گرہن ۲۱ر مارچ ۶½ بجے شام کو اور سورج گرہن آج صبح کے ۶½ بجے پڑے تھے۔ ۱۷ دن میں دونوں قسم کے گرہن پڑے۔ دیکھا چاہیئے کہ اس کا پھل کیا ہو۔ ہندو لوگ تو ناقص بتلاتے ہیں۔ انگریزی قاعدہ سے جب زمین درمیان چاند و سورج کے آجاتی ہے اس وقت چندر گرہن ہوتا ہے اور جب چاند درمیان سورج و زمین کے آجاتا ہے اس وقت سورج گرہن ہوتا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

غدر گاؤکشان | ۱۴ر جون ۱۸۹۴ء۔ صوبہ بہار، بنگالہ اور اضلاع گورکھپور بلیا و اعظم گڈھ وغیرہ

میں آم کے درختوں میں مٹی کے چھوٹے لگائے جا رہے ہیں جس کا حال باوصف تحقیقات
پولیس ہنوز کچھ منکشف نہیں ہوا بعض حکام گمان کرتے ہیں کہ اس کی حالت ۱۸۵۷ء کی
ٹکیاں کے موافق ہے۔ جس کا حال ابتداءً کچھ ظاہر نہیں ہوا اور آخر کو غدر ہو گیا۔ گورنمنٹ
آف انڈیا کو اس حال سے ازبس پریشانی ہے۔ اکثر یورپین کا ظن غالب ہے کہ عید قرباں
میں کچھ نہ کچھ نزاع مذہبی ضرور برپا ہو گی۔ خدا امن رکھے۔

ہیضہ | ۱۷ جولائی ۱۸۹۴ء...... مجھے چند سال کے تجربہ سے یہ بات تحقیق ہوئی کہ زمانہ
بیماری ہیضہ میں جس روز بارش زیادہ ہوتی ہے اس روز بہت سے آدمی بیمار اور ضائع
ہوتے ہیں جس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ رطوبت فضلیہ باعثِ مرض و ہلاکت ہے۔

۱۸ جولائی ۱۸۹۴ء...... میر نظیر حسین خلف حسین علی اشراف ٹولہ نے آج دوپہر
کو ہیضہ میں قضا کی جو کل ۱۱ بجے رات کو مبتلا ہوئے تھے۔ متوفی خوش تقریر اور کارندگری
میں بہت ہوشیار فارسی داں لائق شخص تھے۔ ...... ان کی ایک کہاوت ضرور قابل
یادداشت ہے کہ متوفی ہیضہ میں مبتلا ہونے کے تین گھنٹے قبل حکیم ظہور الحسن صاحب
طبیب میونسپل سے براہِ تعلّی بیان کرتے تھے کہ ہیضہ میں وہی لوگ مبتلا ہوا کرتے ہیں جو
غذا ثقیل اور دیر ہضم چکھتے ہیں اور کثرت سے پانی پیتے ہیں، اور ہم ایسے لوگوں کے
پاس بیماری ہیضہ ہرگز نہیں آتی جو مرغن گوشت اور سپید دھلی ہوئی دال ماش کی کھاتے
ہیں لیکن یہ بیان اُن کا برعکس ثابت ہوا اور تین گھنٹے کے بعد وہ مبتلا ہیضہ ہوئے اور
رحلت کر گئے۔ سچ یہ ہے کہ جب قضا آتی ہے تو اس کے وہی سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔
سریع الہضم اور دیر ہضم غذا ہرگز اسے روک نہیں سکتی۔ میرے خیال میں جب اس قسم کی
بیماری کا خروج ہو تو جن لوگوں کے مزاج میں خفقانیت کا دخل ہو ان کو ایسے ہولناک

لے دیکھئے: اشاریہ

اخبار نہ سنانا چاہئے کیوں کہ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ خوف کے باعث بھی دست آنے لگتے ہیں۔

۲۳ر جولائی ۱۸۹۴ء۔ شب گزشتہ کو دختر خورد لالہ دیاشنکر متوفی نے ہیضہ سے قضا کی۔ جو لوگ لاش دیاشنکر متوفی کی گنگا لے گئے تھے ہنوز واپس نہیں آئے کہ دوسرا واقعہ پیش آیا۔ گھر میں سوائے بیوہ اور سالگ رام برادر خورد متوفی کے دوسرا نہیں ہے ہرچند کوشش کی گئی کہ کوئی ایک شخص از قوم ہنود اجرت دے کر واسطے تجہیز و تکفین متوفیہ کے بھیجا جاوے لیکن یہ وقت ایسا ہولناک ہے کہ کوئی شخص اس طرف کا رُخ نہیں کرتا۔ این الم بالائے الم است۔

۲۴ر جولائی ۱۸۹۴ء۔ آج دس بجے کی ریل گاڑی میں راجہ درگا پرشاد صاحب کا کل خاندان لکھنؤ چلا گیا۔ راجہ صاحب تو چار دن بیشتر جا چکے تھے۔ اب رؤسا کی دیکھا دیکھی غربا بھی جہاں جس کا سو بیتا ہے بیرونجات کو جا رہے ہیں۔ اشراف محلہ میں میری نقل و حرکت کے رکھنے سے بہت لوگوں کو دلاسا پیدا ہے اور وہ یہاں میرے ہونے کو غنیمت خیال کرکے اپنی تشفی کرتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے اشراف محلہ کی رونق بمقابلہ دوسرے محلوں کے بخوف ہیضہ کم نہیں ہوئی۔ میں اپنے خدا پر پورا بھروسا کئے ہوئے اور طبنے اعزا کو طمانیت دیئے ہوئے بیٹھا ہوں اور سمجھ لیا ہے کہ اگر قضا اسی حیلہ سے لکھی ہے تو اس سے گریز نہیں ہو سکتا اور اگر یہاں موت بھی آوے گی تو چار بھائی بند مل کر تجہیز و تکفین بہت خوش عنوانی کے ساتھ کر دیں گے اور اگر باہر جانے پر یہ واقعہ پیش آیا تو مشکل ہے کوئی شرکت بھی نہ کرے گا کیوں کہ عموماً لوگ اس مرض اور اس کے مریض اور جو اس میں فوت ہوا ہو اس سے بہت خوف کرتے ہیں پس میں نے اسی پر قناعت کی کہ سندیلہ نہ چھوڑوں۔ آج اٹھارہ

آدمی قصبہ ہذا میں ضائع ہوئے۔

۲۵ر جولائی ۱۸۹۴ء آج تو ہیضہ میرے مکان کے ہر چہار طرف گشت لگا رہا ہے، جس میں پڑوسی لوگ مبتلا ہیں۔ پورب:- منیر حجام و مرتضیٰ خاں چپراسی تحصیل سندیلہ پچھم:- اہل خانہ حکیم امجد علی۔ اُتر:- محمد شعیب۔ دکھن:- ننھا نداف، خداوند کریم سب کو بچاوے اور اطمینان بخشے، ہر ایک کی جان سوکھ رہی ہے، بے نمازی نمازی ہوگئے، توبہ واستغفار وردِ زبان ہے۔

۹ر اگست ۱۸۹۴ء ...... اب کی سال کوئی مقام ایسا نہیں چھوٹا جہاں حضرت ہیضہ صاحب کا دورہ نہ ہوا ہو سچ یہ ہے کہ جہاں یہ ہولناک بیماری ہوتی ہے، چاہے جیسا مستقل مزاج آدمی ہو لیکن اس کا قلب اس کے خطروں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اللہ اس کو دور کرے آمین! ہیضہ عجب ہولناک مرض ہے کہ کوئی شخص مریض کی بخواہش دل قربت پسند نہیں کرتا اگرچہ مرتبہ عزیز القلوبی اسے حاصل کیوں نہ ہو۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ احباب و اعزا خاص اس سے دوری چاہتے ہیں اور ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ شاید مریض سے دور رہنے میں میری جان بچ جاوے۔ حشر میں نفسی نفسی کی خبر کلام شریف میں تھی لیکن میں نے دنیا میں اس مرض کے خروج پر وہ کیفیت بچشم خود مشاہدہ کرلی اللہم احفظنا من بلاء الدنیا و عذاب الآخرہ۔

ہندو مسلم فساد | ۱۲ر ستمبر ۱۸۹۴ء سا ودھ اخبار لکھنؤ سے معلوم ہوا کہ ۱۲ر ستمبر کو مابین ہندو اور مسلمانوں کے شہر ہذا میں سخت لڑائی ہوئی کہ ہندو باجا بجاتے ہوئے مسجد کے دروازے سے نکلے جبکہ مسلمان قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔

وفات منشی نول کشور | ۱۹ر فروری ۱۸۹۵ء۔ آج چار بجے صبح کو منشی نول کشور صاحب مالک

مطبع اودھ اخبار نے دفعتاً بمقام لکھنؤ قضا کی، بڑے مشہور لائق و دانشمند شخص تھے، اپنی ذاتی لیاقت و قابلیت سے ایک بہت بڑا مطبع لکھنؤ حضرت گنج میں قایم کیا جس میں ہزارہا آدمی کارپرداز ہیں۔ مرحوم نے کارخیر میں باظہار اپنی لیاقت و خوش رکھنے حکام وقت صرفِ زر کو جائز رکھا جس سے گورنمنٹ میں بہت بڑا رسوخ پیدا ہوا اور خطاب سی۔ آئی۔ ای گورنمنٹ نے عطا کیا اور متعدد دیہات میں زمینداری پیدا کرانے سے تعلقہ دار بھی ہوئے جس کی سند انجمن ہند لکھنؤ سے حاصل ہوئی اور لکھنؤ بنچ کے آنریری مجسٹریٹ بھی تھے، غرض کہ دنیوی امور میں ہر قسم کی ترقی نمایاں کی، متوفی نے کوئی اولاد ذکور نہیں چھوڑی، عمر متوفی ۶۷ سال تھی۔

سرحد | ۱۱ اپریل ۱۸۹۵ء۔ جو فوج برٹش گورنمنٹ بہ تعداد ۱۴ ہزار بغرض اعانت چترال واسطے مقابلہ عمرا خان والی باجور کے بھیجی گی تھی اس کا مقابلہ سواتی لوگوں سے بمقام شاہ کوٹ ۴ اپریل کو ہوا۔ ۵ گھنٹے تک سخت لڑائی رہی۔ اگرچہ سرکاری فوج زیادہ کام آئی لیکن مقام مذکور فتح ہوگیا۔ اس بیان کی تصدیق اودھ اخبار مطبوعہ ۱۰ اپریل ترجمہ اخبار پائنیر انگریزی الہ آباد مورخہ ۶ اپریل سے ہوئی۔ اول لڑائی گھاٹی مالا کانڈ میں ۳ اپریل کو ہوئی تھی۔......

۷ مئی ۱۸۹۵ء۔ دیکھنے اخبارات سے واضح ہوا ہے کہ عمرا خان باجوری تاب مقابلہ انگلش گورنمنٹ نہ لاکر مفرور ہوئے اور شیر افضل خاں اور ان کے ہمراہیوں کو جو قلعہ چترال کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، محمد شریف خاں، خان دیر نے گرفتار کرکے سپرد فوج انگریزی کیا، اب فوج اعانت چترال سے کوئی مقابلہ کرنے والا باقی نہیں رہا۔ سچ یہ ہے کہ انگریزی قواعد داں فوج کا گروہ افغانی کیا مقابلہ کرسکتے ہیں جن کے پاس

ہتھیار تک نہیں ۔

وفات مولوی فضل الرحمان صاحب | ۱۳ ستمبر ۱۸۹۵ء۔ آج آٹھ بجے شام کو بمقام مراد آباد گنج جناب مولوی فضل الرحمان صاحب نے بعارضہ پیرانہ سالی قضا کی۔ آپ کے فیض و برکت کا اس قدر شہرہ تھا کہ تمام ہندوستان کے لوگ جوق جوق آپ کی زیارت و شرف حصول بیعت کو تشریف لاتے تھے حتیٰ کہ سر چارلس کراسویٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر اضلاع مغربی و شمالی و اودھ جب ۱۸۹۵ء بتقریب دورہ وارد ملاواں ہوئے تو مراد آباد جاکر آپ کی ملازمت سے شرف اندوز ہوئے ۔

قحط | ۷ رفروری ۱۸۹۷ء۔ آج کل بباعث ثقامت فصل از حد گرانی ہے، لوگ مصیبت سخت میں مبتلا ہیں۔ دو دو، تین تین روز تک دانہ میسر نہیں آتا حتیٰ کہ اکثر بے دین ہو گئے دوسروں کی غلامی اختیار کی، بعض نے اپنی اولاد دیکھ لے کر جدا کر ڈالی۔ چنانچہ چند لڑکیاں مختلف قوم کی جو اسی نہج سے حاصل ہوئیں میرے گھر میں موجود ہیں۔ یہی کیفیت تمام ہندوستان کی ہے جس کی تصدیق اخباروں سے ہوتی ہے۔ میرے خیال میں یہ حالت خشک سالی ۱۸۷۷ء سے بڑھ کر ہے جو صرف ایک فصل خریف کی عدم پیداوار سے رونما ہوئی تھی اور حالت موجودہ تین سال زیادتی بارش و سال حال کی کمی بارش سے پیدا ہو رہی ہے۔ یہ حالت سخت نازک ہے خدا آبرو رکھے۔ آج کل نرخ غلہ بازار امانی گنج[1] سندیلہ حسب ذیل ہے :۔

گندم ۱۱½ سیر، بجھرا ۱۵½ سیر، نخود ۱۵ سیر، باجرہ ۱۴ سیر۔ جوار کلاں ۱۶ سیر
جوار خورد ۱۵½ ,, ، دھان ۲۳ ,, ، چاول ۱۴ ,, ، ماش ۱۳ ,, ، مونگ ۱۱½ ,,

---

[1] سندیلہ کے غلہ بازار کا نام ۔

مردم شماری اضلاع یوپی | ۲ر مئی ۱۸۹۶ء قیام میونسپل و مردم شماری شہرہائے نامی اضلاع مختلف مغربی و شمالی و اودھ۔

نمبر شمار	نام قصبہ و شہر	کب میونسپلٹی قائم ہوئی	مردم شماری اندر حدود میونسپل
۱	لکھنؤ	یکم جنوری ۱۸۶۲ء	۲۶۰۹۱۰
۲	بنارس	یکم جون ۱۸۶۸ء	۲۱۳۱۶۸
۳	آگرہ	۷ر اکتوبر ۱۸۶۳ء	۱۶۹۵۰۹
۴	کانپور	۲۲ر نومبر ۱۸۶۱ء	۱۶۳۷۷۹
۵	الہ آباد	یکم مارچ ۱۸۶۳ء	۱۶۲۸۹۵
۶	میرٹھ	یکم جولائی ۱۸۶۴ء	۱۱۹۳۹۰
۷	بریلی	۲۴ر جون ۱۸۵۸ء	۱۰۷۷۹۵
۸	فیض آباد	۱۹ر اگست ۱۸۶۵ء	۷۲۶۸۶
۹	باندہ	یکم نومبر ۱۸۶۵ء	۲۳۰۷۱

زلزلہ | ۲۰ر جون ۱۸۹۶ء۔ آج رات کو بوقت ۱۱ بج کر ۵۵ منٹ پر سخت زلزلہ آیا۔ میری چارپائی کو جنبش ہوئی اور میں سوتے سے جگ پڑا۔ چھت کی کھڑکیاں ہلنے لگیں۔ قریباً ایک منٹ تک اس کا قیام رہا۔ اس قدر سخت زلزلہ میری یاد میں کبھی نہیں آیا۔

قحط | ۶ر اگست ۱۸۹۶ء۔ تین ہفتے سے بارش نہیں ہوئی جس سے جوار کلاں بالکل خشک ہو گئی اور رقم دھان نصف رہ گئی ہنوز کپاس اور جوار خورد کی حالت اچھی ہے۔ اگر دو چار روز میں بارش ہو گئی۔ کاشتکاران دیہات کی حالت قابل بیان نہیں جو فاقہ پر فاقہ کر رہے ہیں اور خرابی فصل کو دیکھ کر دھاڑیں مار مار کر روتے ہیں جو سڑک سندیلہ بانگرمئو

بغرض رفاہ عام درست ہو رہی ہے اس پر سات سو آدمی کام کرتے ہیں......
حسب ذیل اجرت مرمت سڑک کی ملتی ہے۔ مرد ۵ پیسہ۔ عورت ۴ پیسہ۔ لڑکا ۳ پیسہ۔ اور جو
لوگ بوجہ شدت ضعف جسمانی بوجہ فاقہ کشی کے کام نہیں کر سکتے ہیں، ان سب کو کھانا دیا
جاتا ہے جن کی تعداد قریب ۱۳۲ کے ہوگی۔ پکی ہوئی روٹی و دال فی کس تین پاؤ کے
حساب سے ان کو مفت ملتی ہے اور لڑکوں کو پاؤ سیر سے آدھا سیر تک۔ ان لوگوں کی حالت
ایسی تباہ ہے کہ چند قدم نہیں چل سکتے۔ ان کی صورتیں خوفناک معلوم ہوتی ہیں۔ صرف
ہڈی اور چمڑا جسم میں باقی ہے۔ امید ہے کہ گورنمنٹ کی بدولت ان کی زندگی ہو جاوے۔

۲۴ ستمبر ۱۸۹۶ء........ یہ عجیب وقت ہے کہ آج کل تمامی ہندوستان میں
بباعث امساک باراں و عدم پیداوار فصل سخت گرانی و نوبت قحط کی پہنچ گئی ہے کہ صدہا آدمی
فاقہ سے مر رہے ہیں۔ فقیروں کی یہ کثرت ہے کہ تمام دن اور ۱۱ بجے رات تک ان کے
سوالوں سے نجات نہیں ملتی حالانکہ میں نے اپنے گھر کا بندوبست کر رکھا ہے کہ کچھ غلہ
اپنی نگاہ کے سامنے رکھوا لیا ہے اور ملازموں پر تاکید ہے کہ جو سائل آوے وہ خالی
نہ پھیرا جاوے لیکن کہاں تک دیا جاوے۔ بعض وقت نوکر بھی تنگ آکر جواب دینا
جائز رکھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں تین قسم کی صعوبتیں نازل ہوئی تھیں
اول حاکم ظالم، دوسرے ہیضہ وبائی کی شدت، تیسرے قحط کی صعوبت جس سے خلق اللہ
کو سخت پریشانیوں کا سامنا ہوا تھا آج کل میں جہاں تک خیال کرتا ہوں تو وہی کیفیت
تمامی ہندوستان کی ہو رہی ہے اور جا بجا لوٹ مار، ڈاکہ زنی شروع ہو گئی ہے، آج کی
تاریخ میں نرخ غلہ بازار سندیلہ کا حسب ذیل ہے:۔

گندم ۸½ سیر۔ نخود ۱۱½ سیر۔ بجھرا ۱۰¾ سیر۔ جو ۱۱ سیر۔ مکائی ۱۲½ سیر

کاکن ۱۴ سیر، منڈوی سرخ ۱۳ سیر، دھان یک من یعنی ۱۶ سیر، ماش ½ ۱۰ سیر
یہ گرانی ۱۸۷۷ء سے بھی بڑھ گئی جب کہ گیہوں کا نرخ ۱۰ سیر تھا۔

۲ / اکتوبر ۱۸۹۶ء کیفیت امساک بارش بدستور ہے، آسمان بالکل صاف، بہ ظاہر کوئی آثار بارش کے نظر نہیں آتے، رقم خریف وکنوار وا گھن جاتی رہی۔ اب اگر خدانخواستہ ہفتہ عشرہ میں پانی نہ ہوا تو کاشت ربیع بھی غیر ممکن ہو جاوے گی اور سخت قحط کا سامنا ہوگا جو ناقابل برداشت متصور ہے۔ ابھی سے لوٹ مار شروع ہو گئی ہے۔ شہر آگرہ کی غلہ کی منڈی کنگلوں نے لوٹ لی اور انتظام پولیس کچھ کارگر نہ ہوا۔ جب لوگ بھوکوں سے مر رہے ہوں تو جو کچھ کر نہ گزریں تعجب ہے بقول مشہور مرتا کیا نہ کرتا۔ ہیضہ بھی بہت سے مقاموں پر تیزی کے ساتھ چل رہا ہے جس سے ہزاروں بندۂ خدا ضائع ہو رہے ہیں۔ اس زمانہ سخت قحط سالی میں لارڈ ایلگن وائسرائے ہند ہیں اور سر انٹنی میکڈانلڈ صاحب ہمارے صوبہ کے لفٹننٹ گورنر و مسٹر سوئل صاحب و مسٹر مکناش صاحب قایم مقام ڈپٹی کمشنر ہردوئی و لکھنؤ ہیں اور ہماری تحصیل کے تحصیلدار شیخ رحمت اللہ ساکن شہر الہ آباد ہیں۔ مشہور عام ہے کہ اعلیٰ سے ادنیٰ تک جملہ حکام خوش نیت نہیں بلکہ جابر و بد نیت ہیں ایسی حالت میں اللہ رحم کرے۔

۱۶ / اکتوبر ۱۸۹۶ء تفصیل قحط جو ہندوستان میں پڑے۔

نمبر شمار	سال قحط	اس زمانہ کون حاکم تھا	کیفیت
۱۔	۱۷۷۰ء	ایسٹ انڈیا کمپنی	یہ قحط صوبہ بنگالہ میں پڑا تھا کاشتکاروں نے اپنے بیل بیچ ڈالے تھے، گداگری کرتے تھے اور مقدار قلیل غلہ کے عوض اپنی اولاد فروخت

نمبر شمار	سال قحط	اس زمانہ میں کون حاکم تھا	کیفیت
			کرتے تھے، زندہ مُردوں کو کھاتے تھے اور ہر قسم کی سخت بیماری وبائی پیدا تھی جس سے ایک ملک آباد ندارد ہو گئی۔
۲۔	۱۷۸۳ء	وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل	اضلاع مغربی و شمالی و اودھ میں یہ قحط پڑا تھا اودھ میں جو چنا ۱۵ سیر کا بکتا تھا حالانکہ معمولی نرخ غلہ وہاں ہمیشہ فی روپیہ ڈیڑھ من پختہ تھا بیماری وبا بھی ساتھ ساتھ تھی۔
۳۔	۱۸۳۷ء	ایسٹ انڈیا کمپنی	یہ قحط کل ہندوستان میں ایسا ہیبت ناک تھا کہ اس کے رو سے لوگ اپنی عمر کا اس وقت تک حساب لگاتے تھے۔
۴۔	۱۸۶۶ء	ملکہ وکٹوریہ	یہ قحط مساوی قحط ۱۸۳۷ء کے تھا لیکن گورنمنٹ نے بہت سے کام رفاہ عام نہر و پل جاری کیے جس سے اس کا کچھ زیادہ اثر نہیں ہوا۔
۵۔	۱۸۷۳-۷۴ء	سر جارج کیمبل لفٹننٹ گورنر بنگالہ	یہ قحط بہار و بنگالہ میں پڑا تھا جس سے زراعت خشک ہو گئی تھی۔
۶۔	۱۸۷۷ء	لارڈ لٹن صاحب گورنر جنرل	جاری ہونے کام رفاہ عام سے بہت بڑی مدد ملی، ۱۰ سیر گندم اس وقت میں فروخت ہوتا تھا۔ اگرچہ یہ قحط عام تھا لیکن صرف فصل خریف

بوجہ نہ ہونے پانی کے بوئی نہیں گئی تھی لیکن
ربیع بہت عمدہ ہوئی کہ عین وقت بونے و
پکنے غلہ کے دو پانی ہوگئے تھے۔

۷۔ ۱۸۹۶ء لارڈ الجن صاحب گورنر جنرل — یہ قحط تمامی ہندوستان میں ہے جس سے ایک
عام پریشانی پیدا ہے۔ خریف جس قدر بوئی گئی
تھی وہ بوجہ امساک باراں بہت کم ہوئی اور
کاشت ربیع کی کوئی صورت نظر نہیں آتی یہ
بہت طویل قحط ہے۔ لوگ اناج دمڑ کو چیخ رہے
ہیں، بازار موت نرم ہے اگرچہ گورنمنٹ اجرار
کام رفاہ عام میں بڑی فیاضی کر رہی ہے۔

زلزلہ | ۱۲ر جون ۱۸۹۷ء۔۔ آج ساڑھے چار بجے زلزلہ شدید آیا جس کا قیام قریبًا ایک
منٹ رہا۔ میں اپنی کوٹھی میں بیٹھا ہوا آمدنی آکڑائی کی جانچ کر رہا تھا، میرے پاس چند
آدمی اور بھی بیٹھے تھے جو یہ کیفیت دیکھ کر باہر نکل گئے۔

۱۶ر جون ۱۸۹۷ء۔۔۔۔۔ جو زلزلہ بارہ جون کو آیا تھا اس سے کلکتہ اور آسام میں
بہت کچھ ضرر پہنچا۔ صدہا جانیں ضائع ہوئیں اور بڑے بڑے مکانات گر گئے، اخبارات
سے معلوم ہوتا ہے کہ کلکتہ کو کبھی ایسا ضرر نہیں پہنچا جو اس مرتبہ زلزلہ سے کیفیت ویرانی
پیدا ہے۔ مکانوں کے گرنے سے علاوہ خانہ بربادی کے اکثر لوگ ہندوستانی اور یورپین
ضائع ہوئے۔

قحط | ۱۷ر جون ۱۸۹۷ء ہفتہ مختتمہ ۲۹ر مئی میں حسب ذیل آدمی کا رہائے رفع تکلیف

ہندوستان میں تھے۔

مدراس	۴۰۰۸۶۱	بمبئی	۳۵۰۰۰۲
بنگال	۸۳۳۴۴۷	ممالک مغربی وشمالی واودھ	۱۵۴۴۴۲۵
پنجاب	۹۶۳۶۶	ممالک متوسط	۶۹۷۴۵۸
برہما	۱۸۲۷۷	برار	۳۰۴۷۲
حیدرآباد	۴۰۵۳۷	وسط ہند	۱۲۸۴۵۴
راجپوتانہ	۲۰۶۵۰	کل	۴۱۶۱۲۴۹-

نرخ غلہ | ۲۴ رجولائی ۱۸۹۷ء۔ بمعائنہ اخبار انجمن ہند ہفتہ گزشتہ کے واضح ہوا کہ جب ملکہ وکٹوریہ کا جشن تخت نشینی واقعہ ۲۱ رجون ۱۸۳۷ء ہوا تھا اور جب جشن جوبلی ۲۲ رجون ۱۸۹۷ء کو ہوا تو نرخ غلہ دونوں زمانہ کا ہندوستان میں حسب ذیل تھا۔

نام جنس	نرخ بروقت جلوس ملکہ معظمہ ۲۱ رجون ۱۸۳۷ء	نرخ غلہ بروقت جشن جوبلی واقعہ ۲۲ رجون ۱۸۹۷ء
گندم	یک من ۵ سیر بحساب نمبری	۹¾ سیر بحساب نمبری
نخود	یک من ۵ سیر 〃 〃	۱۰ سیر 〃 〃
بجھڑا	یک من ۲۰ سیر 〃 〃	۱۱ سیر 〃 〃
جو	یک من ۲۰ سیر 〃 〃	۱۱¾ سیر 〃 〃
باجرہ	یک من ۵ سیر 〃 〃	۷½ سیر 〃 〃
ہُن	یک من ۱۰ سیر 〃 〃	۷½ سیر 〃 〃
مونگ	یک من ۱۵ سیر 〃 〃	۶¾ سیر 〃 〃

نام جنس	نرخ بروقت جلوس ملکہ معظمہ ۲۱ جون ۱۸۳۷ء	نرخ غلہ بروقت جشن جوبلی ۲۲ جون ۱۸۹۷ء
ارہر	یک من بحساب نمبری	۱۰¾ سیر بحساب نمبری
جوار	یک من ۱۰ سیر 〃 〃	۱۰¾ سیر 〃 〃
چاول	۲۰ سیر 〃 〃	۸¼ سیر 〃 〃
گڑ	۱۳ سیر 〃 〃	۸¾ سیر 〃 〃
گھی	۴½ سیر 〃 〃	۱½ سیر 〃 〃
تیل	۱۴ سیر 〃 〃	۳½ سیر 〃 〃

سرحد ۲۵ اگست ۱۸۹۷ء۔ آج کل سرحد مالاکنڈ و توچی پر انگریزوں سے سخت لڑائی ہو رہی ہے اور ہندوستان کی فوج بغرض مقابلہ برابر جا رہی ہے۔ اگرچہ امید نہیں تھی کہ مجاہدین لوگ ظفریاب ہوں گے جن کے پیشوا ملّا ہڈا ہیں لیکن یہ بات اخباروں سے ضرور معلوم ہوتی ہے کہ سرکاری فوج کو بہت نقصان پہنچا۔

۲۸ نومبر ۱۸۹۷ء۔ سرحدی لڑائی آفریدیوں اور برٹش گورنمنٹ سے ابتدائے جنوری ۱۸۹۷ء شروع ہوئی تھی وہ اب تک بدستور قائم ہے اور ۶۵ ہزار فوج سرکاری مقامات سرحد پر موجود ہے۔ سرکاری فوج اور اس کے افسر بہت سے مارے گئے۔ بالفعل یہ مقابلہ تیراہ میں ہو رہا ہے۔ اور اب برف پڑنا شروع ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے سرکاری فوج کا اب زیادہ قیام وہاں مشکل نظر آتا ہے۔

۷ دسمبر ۱۸۹۷ء۔ ۱۹ نومبر کو مہاراجہ پرتاب سنگھ وزیر اعظم جودھپور جنگ سرحدی میں زخمی ہوئے۔ ہاتھ میں گولی لگی، یہ جنگ انگریزوں اور آفریدیوں سے

ہو رہی ہے اور مہاراجہ صاحب انگریزوں کی کمک پر گئے تھے۔

۱۲؍ دسمبر ۱۸۹۷ء۔ یکم دسمبر کے پرچہ ہندوستانی اخبار لکھنؤ سے واضح ہوا کہ ۱۹؍ جون سے ۱۰؍ نومبر تک جنگ سرحدی آفریدیوں میں حسب تفصیل ذیل برٹش افسر اور سپاہی مقتول و مجروح ہوئے۔

ملٹری سررشتہ اسٹاف کے افسر	۲ ہلاک	۶ مجروح
رجمنٹ کے افسر	۲۷ "	۶۰ "
برٹش عہدہ دار و سپاہی	۵۹ "	۲۴۰ "
دیسی افسر	۶ "	۲۲ "
دیسی عہدہ دار و سپاہی	۲۳۶ "	۶۵۸ "
شاگرد پیشہ	۹ "	۲۲ "
کل	۳۳۹ "	۱۰۰۸ "

اگرچہ قتل و مجروح بہت سے لوگ ہوئے لیکن یہ لڑائی کا اصول ہے کہ تعداد کم کرکے لکھی جاتی ہے۔

وفات سرسید ۳۰؍ مارچ ۱۸۹۸ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ ۲۷؍ مارچ یوم یکشنبہ ۱۰½ بجے رات کو سرسید احمد خاں صاحب بانی علی گڈھ کالج نے بعمر اکیاسی سال رحلت کی ۱۴؍ اکتوبر ۱۸۱۷ء میں پیدا ہوئے تھے اور مسلمانوں میں اس قدر ذی وقعت شخص زمانہ حال میں کم گزرے ہیں، آپ کے کالج کے ملاحظہ کے لئے اکثر لفٹنٹ گورنر و وائسرائے کشور ہند تشریف لے جایا کرتے تھے، اگر یہ کہا جائے تو بے محل نہ ہوگا کہ مرحوم مسلمانوں میں آفتاب ہند تھے۔

قحط | ۱۲ ار ستمبر ۱۸۹۹ء۔ کئی روز سے ابر محیط آسمان ہے لیکن پانی نہیں برستا، رقم وھان خشک ہوئی جاتی ہے ...... آثار قحط پیدا ہیں، یہ حالت تو ادوھ کی ہے لیکن اور حصہ ہندوستان میں کام قحط شروع ہوگیا ہے۔ میں نے ایسا جلد قحط تو تاریخ ہندوستان میں کہیں نہیں دیکھا ایک کو ابھی دو سال نہیں گزرے تھے کہ دوسرا نمودار ہوگیا۔ پروردگار عالم اپنی خلقت پر رحم کرے۔

مردم شماری | ۲۸ ر ستمبر ۱۸۹۹ء۔ ۲۶ ر فروری ۱۸۹۱ء کو تمام ہندوستان کی مردم شماری ہوئی۔ ۲۸ کروڑ دس لاکھ مرد و عورت ہیں منجملہ ان کے انگریزی عملداری میں ۲۲ کروڑ ۵ لاکھ اور ریاستوں میں ۶ کروڑ پانچ لاکھ آباد ہیں، جو ۱۸۸۱ء میں مردم شماری ہوئی تھی اس کے مطابق ۲ کروڑ ۹ لاکھ آدمیوں کی ترقی ہوئی۔

بارش و قحط | ۷ ر اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ دیکھنے اخبارات سے واضح ہوتا ہے کہ دارجلنگ متصلہ کلکتہ میں اس قدر شدید بارش ہوئی کہ پہاڑ کو جنبش ہوگئی جس سے چار سو جانیں تلف ہوگئیں اور صدہا مکانات گرگئے اور اس کے رہنے والے اسی کے اندر دفن ہوگئے۔ راستہ آمد و شد ہنوز بند ہے عجب حال دنیا کا ہے کہ کہیں تو اس قدر بارش ہو رہی ہے کہ لوگ اس سے اماں مانگ رہے ہیں اور کہیں اس قدر اس کی کمی ہے کہ عدم پیداوار غلہ و گھاس سے بغرض رفاہ عام کام قحط کا جاری ہے۔ عجب کارخانہ ایزدی ہے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

۱۲ ار اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ چوں کہ ریاست ہائے راجپوتانہ میں اور نیز بعض حصص ممالک مغربی و شمالی میں کمی بارش سے قحط پیدا ہے لہذا اکثر ڈاکہ زنیاں بوجہ گرانی غلہ ہو رہی ہیں۔ ڈاکوؤں نے جس موضع کو تاکا فوراً وہاں رات کو پہنچ گئے اور جو پایا

لوٹ لے گئے۔

۱۹ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ چونکہ جودھپور وغیرہ راجپوتانہ میں قحط پڑا ہوا ہے لہذا بہت سے مارواڑی اپنا وطن چھوڑ کر اس ضلع میں آگئے ہیں اور شب روز بھیک مانگ کر اپنی گزر کرتے ہیں، نرخ وہاں کا حسب ذیل ہے:۔

گندم ۴½ سیر نخود ۵½ سیر جو ۵½ سیر مکائی ۵½ سیر
جوار ۵½ " باجرہ ۴ " روغن زرد ½ "

عمدہ صاف شدہ پانی فی روپیہ ۲۵ گھڑے میلا و گندلا پانی فی روپیہ ۵۰ گھڑے

طاعون | ۱۹ فروری ۱۸۹۹ء۔ تین برس ہو چکے ہیں مگر اس وقت تک عارضہ طاعون بمبئی سے دور نہیں ہوا بلکہ وہ مختلف شہروں، مدراس کراچی، لاہور وغیرہ میں پھیلتا جاتا ہے اور کوئی تدبیر اس کے دفع ہونے کی موثر نہیں ہوتی، باوجودیکہ جرمن فرانس، لندن اور بہت سے یورپین سلطنتوں کے تجربہ کار ڈاکٹر بمبئی میں آئے اور ہر قسم کی جانچ کی لیکن کوئی دوا مفید ثابت نہیں ہوئی اور وہ بدستور بمبئی میں اپنی شورش کر رہا ہے۔

وفات عبدالحق خیرآبادی | ۱۰ مارچ ۱۸۹۹ء۔ ... ۶ مارچ کو مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی نے بعارضہ چند در چند رحلت کی، مرحوم بہت بڑے عالم متقی تھے اور دو سو روپیہ ماہوار ریاست رام پور سے وظیفہ پاتے تھے، مولوی صاحب کی شہرت تمام ہندستان میں تھی۔

کانگریس | ۴ جنوری ۱۹۰۰ء ...... مسٹر کاکس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ہردوئی حسب منشاء گورنمنٹ بذریعہ پولیس سندیلہ اس بات کی تفتیش کرا رہے ہیں کہ روسا سندیلہ سے کون کون لوگ شریک جلسہ کانگریس لکھنؤ ہوئے جو میدان درگاہ شاہ مینا صاحب میں ۲۷ دسمبر سے ۲۹ دسمبر تک تین روز منعقد رہا اور جس کے پریسیڈنٹ مسٹر دت بنگالی تھے جو اس

کام کے لئے ولایت لندن سے آئے تھے جہاں وہ کسی مدرسہ کے پروفیسر ہیں اُن کی اسپیچ آج اور کل کے اودھ اخبار میں میں نے دیکھی جو نہایت پُرمضمون تھی۔

طاعون اور مشہور فساد کانپور | ۱۲ راپریل سن ۱۹۰۰ء۔ آج کل کانپور میں طاعون نے خروج کیا ہے اور بوجہ کارروائی انسدادی کہ اشخاص مبتلا شدہ شہر کے باہر جھونپڑوں میں رکھے جاویں، وہاں کے متمول لوگوں کو خلاف ہوا اور ہندو ومسلمانوں نے باہم اتفاق کر کے چند پولیس مین اور ایک ہیڈ کانسٹبل کو جو محافظ جھونپڑوں کے تھے، مار ڈالا اور ان کو اسی جھونپڑوں میں آگ لگا کر جلا دیا جس سے ایک عام بلوہ ہوگیا اور ہزاروں آدمی متفق ہوگئے کہ ہم ایکٹ نمبر ۳ ۱۸۹۷ء قانون طاعون کی شرائط کو قبول نہیں کر سکتے کہ ہماری اولاد اور عورتیں بحالت بیماری شہر کے باہر رکھی جائیں اور کیفیت غدر کی پیدا ہوگئی۔ بظہور اس امر کے فوراً لفٹننٹ گورنر بذریعہ خاص ٹرین نینی تال سے کانپور تشریف لائے، کارروائی دفعیہ غدر میں مصروف ہوئے اور قواعد طاعون کے ترمیم فرمائے جس کا یہ منشا ہے کہ جو لوگ مبتلا طاعون ہوں وہ اپنے مکان کے کسی علیحدہ حصہ میں رکھے جاویں اور جن لوگوں سے ان کا عقیدہ ہو اس کا علاج کریں اور اگر اس مکان میں گنجائش ایسی نہ ہوئی کہ مریض علیحدہ رکھا جا سکے تو کسی اور علیحدہ مکان میں وہ رکھا جاوے، اور اگر ایسا مکان بہم نہ پہنچے تو جنرل اسپتال میں قیام کرے اور اپنی مرضی کے موافق جس شخص کا چاہے علاج کرے، پولیس و ڈاکٹر کوئی مزاحمت نہ کریں گے۔

ناگری | ۱۶ رمئی سن ۱۹۰۰ء۔ گورنمنٹ نے جو رزولیوشن اپنے گزٹ مورخہ ۱۸ راپریل میں نسبت رواج حروف ناگری کے جاری کیا ہے اس کی وجہ سے کل بڑے بڑے شہروں میں کمیٹیاں ہو رہی ہیں اور لفٹننٹ گورنر و گورنمنٹ ہند کو میموریل بھیجے جا رہے ہیں کہ

ناگری کا دفاتر سرکاری میں جاری ہونا مناسب نہیں ہے جس کی وجہ سے تکلیف زائد ہو گی۔

ہندوستان کے قحط

۱۹ر جولائی سنہ ۱۹۱۸ء جس قدر قحط ہندوستان میں ہوئے ان منجملہ اُن کے گزشتہ ۱۳۱ سال کے قحطوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوگا کہ موجودہ قحط کیا چیز ہے۔

نمبر شمار	سنہ	قحط زدہ علاقہ	قحط زدہ رقبہ
۱۔	سنہ ۱۷۷۰ء	بنگال	ایک لاکھ مربع میل
۲۔	سنہ ۱۷۹۱ء	مشرقی مدراس، حیدرآباد، گجرات، مارواڑ، جنوبی مہاراشٹر	دو لاکھ مربع میل
۳۔	سنہ ۱۸۰۳ء	دکھن حیدرآباد	۱½ لاکھ ؍؍ ؍؍
۴۔	سنہ ۱۸۰۴ء	ممالک مغربی وشمالی وسط ہند و راجپوتانہ	ایک لاکھ ؍؍ ؍؍
۵۔	سنہ ۱۸۲۴ء	شمالی مدراس	۸۰ ہزار ؍؍ ؍؍
۶۔	سنہ ۱۸۲۵ء	بمبئی، گجرات وشمالی دکن	•
۷۔	سنہ ۱۸۳۷ء	ممالک مغربی وشمالی، مشرقی ریاستہائے راجپوتانہ۔ مشرقی پنجاب	•
۸۔	سنہ ۱۸۳۹ء	دوآبہ، ممالک مغربی وشمالی، دہلی وحصار ڈویژن	۸۰ ہزار ؍؍ ؍؍
۹۔	سنہ ۱۸۴۰ء	گجرات، کچھ وکاٹھیاواڑ	۵۰ ہزار ؍؍ ؍؍
۱۰۔	سنہ ۱۸۶۱ء	دوآبہ، ممالک مغربی وشمالی، دہلی حصار وایک حصہ راجپوتانہ	۵۰ ہزار ؍؍ ؍؍
۱۱۔	سنہ ۱۸۶۵ء	اضلاع گنجام بلاری اوڑیسہ بہار میسور، حیدرآباد، بمبئی، وسط ہند و بنگال	دو لاکھ ؍؍ ؍؍

نمبر شمار	سنہ	قحط زدہ علاقہ	قحط زدہ رقبہ
۱۲-	سنہ ۱۸۷۳ء	مغربی راجپوتانہ، اضلاع الہ آباد، دہلی، حصار، گجرات، کچھ چند اضلاع ممالک متوسط	
۱۳-	سنہ ۱۸۷۴ء	بہار، یو۔پی	۵۵ ہزار مربع میل
۱۴-	سنہ ۱۸۷۶ء	مدراس، دکھن میسور، حیدرآباد	
۱۵	سنہ ۱۸۷۷ء	مدراس، میسور، بمبئی، حیدرآباد	۲½ لاکھ " "
۱۶-	سنہ ۱۸۷۸ء	ممالک مغربی و شمالی، کشمیر و پنجاب	۱½ لاکھ " "
۱۷-	سنہ ۱۸۹۶ء	ممالک مغربی و شمالی و ممالک متوسط	
۱۸-	سنہ ۱۸۹۷ء	ممالک مغربی و شمالی و سی۔پی۔	۳ لاکھ سے ۴ لاکھ مربع میل تک
۱۹-	سنہ ۱۸۹۹ء	جنوبی پنجاب، راجپوتانہ، سی۔پی، برار، وسط ہند، حیدرآباد، بمبئی، چھوٹا ناگپور وغیرہ	
۲۰	سنہ ۱۹۰۰ء	جنوبی پنجاب، مشرقی سندھ، راجپوتانہ، وسط ہند، برار، سی۔پی، بمبئی، کاٹھیاواڑ، گجرات	۶ لاکھ سے ۷ لاکھ مربع میل تک یعنی نصف ہندوستان

وفات امیر مینائی | ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء۔ منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی نے ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو حیدرآباد میں قضا کی۔ مرحوم اردو زبان کے ایک مسلم الثبوت اور بے بدل شاعر تھے سنہ ۱۲۴۴ھ میں پیدا ہوئے تھے اور بعمر ۷۳ سال قضا کی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے۔

علی گڈھ | ۱۵ جون سنہ ۱۹۰۱ء۔ علی گڈھ کالج سرسید احمد خاں مرحوم میں ایک انجمن قایم ہوئی ہے۔ جس کا نام انجمن القرض ہے اس کا منشا یہ ہے کہ چندہ ہر شہر و دیار سے وصول کر کے محتاج طلبہ کے خورد و نوش کی کفالت میں صرف کیا جائے، چنانچہ کالج مذکورہ کے چار طالب علم

سید ابو محمد اور واحد حسین وغیرہ کل وارد سندیلہ ہوئے اور آج انھوں نے ایک جلسہ کمیٹی میونسپل ہال میں منعقد کیا جس میں بہت سے رؤسا شریک جلسہ ہوئے۔ انھوں نے اسی قسم کی اسپیچیں کیں جس کا منشا میں اوپر ظاہر کرچکا ہوں۔ بعد ختم ہونے ان اسپیچوں کے فہرست چندہ کھولی گئی۔

دفات حکیم عبدالمجید دہلوی | ۱۴ر جولائی سنہ ۱۹۰۱ء۔ تاریخ ۱۱ر جولائی کو حکیم عبدالمجید خاں مشہور طبیب دہلی نے عارضہ صرع میں انتقال کیا۔ چوں کہ حکیم حاذق تھے اس وجہ سے رؤسائے اعظم ان سے علاج کرانے کو دہلی جایا کرتے تھے، اور اگر وہ حسب طلب کسی راجہ مہاراجہ کے باہر جاتے تھے تو بڑی فیس یومیہ لیتے تھے۔ مرحوم حکیم محمود خاں صاحب نامی طبیب دہلی کے فرزند تھے۔ افسوس کہ ایسے نامی طبیب کی وفات سے دہلی خالی ہوگئی۔ حکیم صاحب بہت متمول آدمی تھے۔

بیواؤں کی مردم شماری | ۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۰۲ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ سنہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کی روسے بیوہ عورتوں کی تعداد دوکروڑ چھبیس لاکھ ستاون ہزار چارسو چھبیس ہے جس میں ہندو بیواؤں کی تعداد مع جینی مت کے ایک کروڑ چورانوے لاکھ ترپن ہزار پانچ سو چھیاسی ہے اور مسلمانوں وعیسائی وغیرہ بیواؤں کی تعداد بتیس لاکھ تین ہزار آٹھ سو چھیالیس ہے۔ اس ملک ہندوستان کی مردم شماری قریب تیس کروڑ کے ہے جس میں ہندو قریب بیس کروڑ کے ہیں اگر نصف مرد اور نصف عورتیں ہوں تو گویا دس کروڑ عورتوں میں قریب دوکروڑ کے بیوہ ہیں یعنی پانچ عورتوں میں ایک بیوہ چونکہ تعداد بیواؤں کی بہت زائد ہے لہذا اگر اصلاح دہندگان قوم ان کے عقد ثانی کی جانب متوجہ ہوجائیں تو ایک سخت مشکل آسان ہوسکتی ہے۔

یو-پی | ۲۹ رمارچ سنہ ۱۹۰۲ء۔ بموجب اشتہار گورنمنٹ محکمہ ۲۴ رمارچ سنہ ۱۹۰۲ء بحوالہ اشتہار ہوم ڈیپارٹمنٹ کلکتہ مورخہ ۲۲ رمارچ اضلاع مغربی وشمالی واودھ کا نام تبدیل ہوکر ضلاع متحدہ آگرہ واودھ رکھا گیا اور یہ تبدیلی بزمانہ وائسرے لارڈ کرزن صاحب بہادر و لفٹننٹ گورنری سر انٹونی صاحب وقوع میں آئی جو قابل یادگار رہوگی، اب اضلاع مغربی وشمالی پشاور کے اضلاع قرار دئے گئے۔

طاعون | ۲۷ راپریل ... .. اب شکایت بیماری طاعون برابر ترقی کرتی جاتی ہے، بڑے بڑے شہروں میں تو عرصہ سے اس کی شکایت پیدا ہے لیکن اب بہت سے اور مقامات میں اس بیماری کی مداخلت پیدا ہوتی جاتی ہے، جو شہر یا قصبہ کنارے دریا کے واقع ہے وہاں اس کا قیام مدت تک رہتا ہے اور جب کسی قصبہ یا شہر میں اس بیماری کا خروج ہوتا ہے تو سب سے پہلے مرے ہوئے چوہے نظر پڑتے ہیں۔ ایسا ہونے پر اگر مکان فوراً خالی نہ کردیا گیا اور ایک بھی آدمی اس گھر کا مرا تو اس گھر والوں میں کسی کی خیریت نہیں۔

لارڈ کچنر | ۲ ردسمبر سنہ ۱۹۰۲ء۔ ۲۸ ر نومبر سنہ ۱۹۰۲ء کو لارڈ کچنر صاحب لندن سے داخل بمبئی ہوئے اور سر جارج پاور صاحب کمانڈر ان چیف ہندوستان سے چارج لیا۔ لارڈ صاحب کی عمر ۵۲ سال کی ہے اور بڑے نامی گرامی اور مشہور شخص ہیں انھوں نے ملک مصر میں سوڈان فتح کیا تھا اور مہدی سوڈانی کا مقبرہ کھود واکر پھینک دیا تھا اور جنوبی افریقہ کی جنگ ٹرانسوال میں وہی باعث صلح نامہ بوئیر لوگوں سے ہوئے یورپ میں شجیع بہت ہو رہے۔ دیکھا چاہئے کہ ہندوستان میں وہ کتنی ناموری حاصل کرتے ہیں۔

صوبہ برار | ۱۸ ردسمبر سنہ ۱۹۰۲ء۔ گورنمنٹ انگریزی نے نظام حیدرآباد کو مجبور کرکے اقرارنامہ پر دستخط کرالئے، جس کا منشا یہ ہے کہ ۲۵ رلاکھ سالانہ بعوض صوبہ برار دوامًا نظام حیدرآباد کو

دیتی رہے گی، سنا جاتا ہے کہ فی الحال صوبہ مذکور کی آمدنی ایک کروڑ روپیہ سال کی ہے۔ سنا گیا کہ نظام کو اس قدر موقع نہیں ملا کہ اس بارۂ خاص میں اپنے وزراء سے پورے طور پر صلاح کریں

نمک | ۱۹ مارچ ۱۹۰۳ء ۔ آج کے اخبار پانیر سے معلوم ہوا کہ کرزن صاحب وائسرائے کشور ہند کی کونسل کی رائے ہے کہ نمک پر ڈھائی روپے فی من سے محصول گھٹا کر دو روپے فی من کر دیا جائے اور انکم ٹیکس جو پانچ سو روپیہ سالانہ کے منافع پر لیا جاتا ہے، اب ہزار روپیہ کے منافع پر لیا جائے گا اور جن لوگوں کا منافع پانچ سو روپیہ ہے وہ بری کئے جاویں گے غالباً ۲۵ مارچ ۱۹۰۳ء کی کمیٹی سے اس کی بابت حکم صادر ہو جاوے ۔

سرخی شفق | ۶ اپریل ۱۹۰۳ء میں دیکھ رہا ہوں کہ تھوڑے زمانے سے بوقت طلوع و غروب آفتاب جو سرخی شفق کی ہوا کرتی ہے اس کا قیام ڈیڑھ دو گھنٹے سے کم نہیں ہوتا، حالانکہ اس قسم کی سرخی وقت طلوع و غروب آفتاب کے ۱۵ یا ۲۰ منٹ میں فرو ہو جاتی تھی ۔ کتاب مہابھارت میں لکھا ہے کہ کورو اور پانڈو کی لڑائی کے قبل بھی ایسی ہی سرخی وقت طلوع و غروب آفتاب کے نمودار ہوا کرتی تھی جس کا انجام یہ ہوا کہ دونوں میں سخت لڑائی ہوئی اور لاکھوں آدمی کا کشت و خون ہوا کہ دریا خون کے بہے، لہذا میں خیال کرتا ہوں کہ جب سے اس سرخی کو ترقی ہوئی بیماری طاعون سے کئی لاکھ آدمی ضائع ہو گئے اور جو ہفتہ ۲۸ مارچ کو ختم ہوا ہے اس میں تمامی ہندوستان میں تعداد کشتگان ۳۰۰۷۸ آدمیوں کی فی ہفتہ ہے، پس مقام غور ہے کہ آغاز طاعون سے کہ جس نے ۱۸۹۶ء سے بمبئی میں عروج کیا ہے، اس وقت تک کس قدر لوگ ضائع ہوتے ہوں گے، لیکن اب دو چار روز سے وقت طلوع و غروب آفتاب قیام سرخی کا کم رہتا ہے، کیا عجب ہے کہ بیماری مذکورہ

گھٹ جاوے خدا ایسا ہی کرے۔

طاعون | ۲۶ مئی ۱۹۰۳ء .... اودھ اخبار مورخہ امروزہ سے بحوالہ اخبار ٹیلیگراف انگریزی محررہ ۳ اپریل ۱۹۰۳ء واضح ہوا کہ جب سے طاعون ہندوستان میں شروع ہوا ہے اس کی سالانہ اموات حسب ذیل تمامی ہندوستان میں وقوع پذیر ہوئیں۔

۱۸۹۷ء	۵۶ ہزار	۱۸۹۸ء	ایک لاکھ ۱۸ ہزار
۱۸۹۹ء	ایک لاکھ ۳۳ ہزار	۱۹۰۰ء	ایک لاکھ ۹۳ ہزار
۱۹۰۱ء	دو لاکھ ۷۰ ہزار	۱۹۰۲ء	پانچ لاکھ ۷۳ ہزار
ششماہی ۱۹۰۳ء	تین لاکھ ۳۱ ہزار	صرف ماہ مارچ ۱۹۰۳ء	ایک لاکھ ۲۶ ہزار

کل ---------- -- -- ۱۶ لاکھ ۳ ۷ ہزار

وفات سید محمود | ۱۲ مئی ۱۹۰۳ء ...... ۸ مئی کو مسٹر سید محمود بیرسٹر ایٹ لا کا بمقام سیتاپور انتقال ہو گیا۔ متوفی سر سید احمد خاں صاحب بانی کالج علی گڈھ کے بیٹے تھے اور امتحان بیرسٹری لندن میں پاس کر کے ہندوستان میں وکالت شروع کی تھی، چند سال تک وہ جج ہائی کورٹ بھی رہے تھے جنھوں نے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل قانونی اپنی قابلیت اور عالی دماغی سے حل کیے، بعدہٗ عہدۂ ججی سے بحصول پنشن ۱۲۰۰ ماہوار کنارہ کش ہو کر پھر اپنا کام بیرسٹری شروع کیا مگر افسوس کہ وہ شراب بکثرت پینے لگے جس سے ان کا دماغ خراب ہو گیا، آخرش انتقال ہوا۔ متوفی ۲۲ مئی ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوئے تھے، ایک لڑکا خوردسال جس کی عمر ۱۶ سال ہو گی یادگار چھوڑا۔ مسٹر محمود کی لاش علی گڈھ بھیجی گئی جہاں اپنے باپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

طاعون | ۲۶ مارچ ۱۹۰۳ء۔ معائنہ پانیر اخبار محررہ امروزہ سے معلوم ہوا کہ ہفتہ مختتمہ

۱۰/ مارچ ۱۹۰۴ء میں کل ہندوستان میں ۷۵۲۴ آدمی طاعون سے فوت ہوئے جس میں بڑا حصہ اموات بہ مقابلہ دیگر صوبہ جات کے پنجاب کا ہے۔ اللہ اکبر یہ کس قدر تعداد ہے اس بیماری سے اب کیسے دنیا قائم رہے گی۔

کرزن | ۱۰/ دسمبر ۱۹۰۴ء۔ ۹ دسمبر ۱۹۰۴ء کو لارڈ کرزن صاحب وائسرائے انگلستان سے داخل بمبئی ہوئے، یہ ان کا دوبارہ انتخاب ہے اور جس قدر وائسرائے اب تک ہندوستان کو آئے یہ سب سے کم سن ۴۵ برس کے ہیں۔

علی گڈھ | ۲۳/ دسمبر ۱۹۰۴ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ اہل لکھنؤ شاہزادگان و نواب زادگان لکھنؤ نے ایک جلسہ خلاف کانفرنس علی گڈھ کے امام باڑہ آصف الدولہ میں ۱۱/ دسمبر کو منعقد ہوا تھا جس میں علماء فرنگی محل اہل تسنن و مجتہدان شیعہ کے فتوے مشعر بریں خلاصہ پیش ہوئے کہ کالج علی گڈھ کے لوگوں کے عقائد خلاف دین اسلام ہیں کہ وہ ۔۔بی میں نماز پڑھنا لازمی نہیں سمجھتے ہیں اور نہ پانچ وقت کی نماز کی پابندی اور نہ عید اضحیٰ کی قربانی اور نہ روزہ رکھنا وغیرہ وغیرہ تو ایسی حالت میں اطلاق کفر کا ان پر لازم آتا ہے ان کی اعانت کسی نہج سے نہیں کرنا چاہئے۔ اس پر بہت سی تقریریں ہوئیں اس جلسے میں اہل سنت جماعت کے معزز شریک نہیں ہوئے تھے، چونکہ علی گڈھ کالج نے طریقہ تعلیم کا ایک عمدہ نوعیت کا جاری کیا ہے اب اس کی مخالفت ہو رہی ہے۔

۲۷/ دسمبر ۱۹۰۴ء۔ آج کی تاریخ سے کانفرنس علی گڈھ کالج بمقام لکھنؤ کیننگ کالج شروع ہوا جو ۲۹/ دسمبر تک قایم رہے گا، بہت سے معززین قصبہ ہذا واسطے شرکت کے لکھنؤ گئے ہیں ہیں بھی اس کا ممبر تھا لیکن بوجہ اس کے کہ طبیعت کو اب کوئی لطف باقی نہیں اور بحالت تنہائی وخاموشی ایام زندگانی بسر کرنا پسندیدہ معلوم ہوتے ہیں لہذا۔

فسخ عزیمت کی۔

۳۰ / دسمبر ۱۹۰۴ء۔ آج معلوم ہوا کہ سید التفات رسول تعلقہ دار جلالپور سندیلہ نے چندہ کانفرنس علی گڈھ منعقدہ ۲۷ / لغایت ۳۰ / دسمبر ۱۹۰۴ء کیننگ کالج لکھنؤ مبلغ پانچ ہزار روپیہ بنابر تعمیر کمرہ علم سائنس کالج علی گڈھ کو دینا تجویز کیا جس سے کمرہ کا نام ان کے والد (فضل حسین) کے نام پر رکھا جاوے گا۔

زلزلہ | ۴ / اپریل ۱۹۰۵ء۔ آج بوقت ۶ بج کے ۱۵ منٹ پر زلزلہ آیا۔ میں اپنی کوٹھی میں بیٹھا تھا جس کی جوڑیاں اور چھت ہلنے لگی، اندیشہ ہوتا تھا کہ کہیں چھت گر نہ پڑے قریب ۲۰ سکنڈ اس کا قیام رہا، دہرہ دون، منصوری اور لاہور میں بہت سے نقصانات ہوئے چھتیں گر گئیں، جس سے بہت سے آدمی فوت اور مجروح ہوئے۔

کرزن | ۹ / مئی ۱۹۰۵ء ... لارڈ کرزن صاحب وائسرائے ہند کے عہد حکومت میں مصائب ذیل باشندگان ہندوستان کے حق میں وقوع پذیر ہوئے، اول تو طاعون کی شدت سے بہت سے آدمی ضائع ہوئے، دوسرے پالہ زدگی سے فصل ربیع ۱۳۱۲ فصلی کو بہت ضرر پہنچا، تیسرے زلزلہ جوالامکھی سے ہزاروں جانیں اور املاک ضائع ہوئیں چوتھے ان کی اسپیچ کلکتہ متعلقہ تعلیم سے عوام اور تعلیم یافتہ کو سخت ناراضگی پیدا ہوئی کہ انھوں نے ہندوستانیوں کو بُرے نام سے یاد کیا اور تعلیم کو سخت کردیا۔

ایجاد | ۱۳ / اگست ۱۹۰۵ء۔ آج راجہ درگا پرشاد صاحب نے مجھے تحفۃً ایک سفیدہ کی پیالی بھیجی ہے جس میں ایک قسم کا اسفنج رکھا ہوا ہے جس کی یہ تاثیر ہے کہ اگر انگلی سے اسے چھوکر لفافہ بند کریں تو اس کے لمس سے لفافہ وغیرہ بند ہوجاوے گا اور گوند وغیرہ کی کوئی ضرورت نہ ہوگی، یہ ایک نئی ایجاد یورپ کی ہے، ایسی ہی ایجادوں سے ہندوستان کا

روپیہ یورپ کو چلا جاتا ہے کیونکہ رؤسا لوگ ایک نئی اور عمدہ چیز کو دیکھ کر شوق سے اس کی خریداری کے گرویدہ ہو جاتے ہیں

سودیشی تحریک | ۲۷ ر اکتوبر ۱۹۰۵ء۔۔۔۔۔۔۔۔ اہل بنگالہ نے جو سودیشی کارروائی شروع کی ہے یعنی اپنے ہی ملک ہندوستان کی اشیا کو استعمال کریں اور یورپ کی ساختہ اشیاء کو ترک کریں، اس کے جلسے ہندوستان کے تمام شہروں میں ہو رہے ہیں اور کوشش ہے کہ ہندوستان کی بنی ہوئی چیزیں کام میں لائی جائیں، چونکہ عموماً ہر مقام پر کوشش ہو رہی ہے، عجب نہیں کہ یہ کارروائی تکمیل کو پہنچ جاوے۔

کرزن | ۲۲ ر نومبر ۱۹۰۵ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ ۸ ر نومبر کو لارڈ منٹو داخل بمبئی ہوئے، یہ چھبیسویں گورنر جنرل ہند کے ہیں اور ۱۸ ر نومبر کو لارڈ کرزن کنارہ کش ہو کر واپس براہ بمبئی روانہ ولایت ہوئے، آخر الذکر کا انتظام ہند تو بہت اچھا تھا لیکن بعض بعض باتیں اُن سے ایسی ظہور میں آئیں جس سے زیادہ حصہ ہندوستانیوں کا کبیدہ خاطر ہوا اور ان کے زمانہ وائسرائی میں چند قسم کے مصائب مفصلہ ذیل ہندوستان پر نازل ہوئے۔ طاعون کی شدت رہی جس سے لاکھوں آدمی ضائع ہوئے، آتش زنی سے بہت نقصان ہوا، زلزلہ کانگڑا سے بیس ہزار جانیں تلف ہوئیں، پالہ زدگی فصل ربیع سے ۱۳۱۲ف کو سخت نقصان پہنچا کہ زمیندار اور کاشتکار تباہ ہو گئے فصل خریف ۱۳۱۲ف کی بارش سے بہت ہی کم ہوئی اور ربیع آئندہ کی بھی حالت بہت ہی خراب ہے اور ہزاروں بیگہ اراضی کاشت ہونے سے رہ گئی، شاید بمشکل تمام زر مال گزاری وصول ہو سکے۔

شاہزادہ ویلز | ۲۳ ر دسمبر ۱۹۰۵ء۔ شاہزادہ ویلز نے ۱۸ ر دسمبر ۱۹۰۵ء کو اپنی دادی ملکہ وکٹوریہ

کی شبیہ برنجی کا افتتاح کیا جو آگرہ کے میکڈانلڈ پارک میں نصب ہوئی۔اس کی تیاری میں ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا، یہ برنجی شبیہ ملک اطالیہ کی بانو ترس کمپنی نے طیار کی ہے۔

کمبھ میلا | ۳ رجنوری ۱۹۰۶ء۔میلا کمبھ الہ آباد میں جو ابھی ختم ہوا ہے ۲۰ لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا۔ ۲ رجنوری ۱۹۰۶ء کو کثرت ازدحام سے دس آدمی ہلاک ہوئے اور ۱۸ سخت مجروح ہوئے۔

شاہزادہ ویلز | ۴ رمئی ۱۹۰۶ء۔شاہزادہ ویلز کے دورۂ ہندوستان میں جو ۱۹۰۵-۰۶ء میں ہوا، گورنمنٹ ہند کا ۱۶ ½ لاکھ روپیہ صرف ہوا۔ دیکھا چاہئے کہ جب شاہزادہ موصوف بادشاہ ہوتے ہیں تو رعایا ہندوستان کو کیا نفع پہونچاتے ہیں۔

کانگرس | ۵ رستمبر ۱۹۰۶ء۔آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ سرانند رناتھ بنرجی مشرقی ومغربی دونوں بنگالوں کے شاہ کی حیثیت سے انھیں تاج پہنایا گیا اور انھوں نے غیر ملک کی ساخت کی چیزوں پر سخت اعتراض کیا اور ملک کی کارروائی جائز رکھنے کے لئے مذہبی مدد حاصل کی اور انگریزی کپڑے پر اسی وجہ سے اعتراض کیا کہ وہ سؤر کی چربی سے گھوٹا جاتا ہے، لہذا ہندو اور مسلمان دونوں کو ناگوار ہے۔اس جلسہ میں ہزاروں بنگالیوں کا مجمع تھا۔میری رائے میں بہ ظاہر ان کارروائیوں کا انجام بخیر نظر نہیں آتا۔

اخبارات | ۱۱ رستمبر ۱۹۰۶ء۔آج کل ہندوستان میں ۱۷۱۲ اخبار نکلتے ہیں، تعداد کے لحاظ سے بمبئی کو درجہ اول اور پنجاب کو درجہ دویم حاصل ہے۔

وفد | ۹ راکتوبر ۱۹۰۶ء۔مسلمانوں کے ایک ڈیپوٹیشن نے بہ سرغنائی آغا سلطان محمد شاہ آغا خان صاحب جی۔سی۔آئی۔ای بمبئی جن کے ساتھ سربرآوردہ معززاہل اسلام ہندوستان

شریک تھے یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء بمقام شملہ حضور میں لارڈ منٹو صاحب بہادر وائسرائے ہند حاضر ہو کر ایڈریس پیش کیا کہ جو انتظامات نسبت تقرر ججان ہائی کورٹ وغیرہ آئندہ ہونے والے ہیں ان میں مسلمانان ہند کے حقوق کا بھی لحاظ رکھا جاوے جس کا جواب وائسرائے نے قابل اطمینان دیا۔ اس کی کیفیت مفصل اودھ اخبار مورخہ ۱۸ اکتوبر میں درج ہے۔

مسلمانوں کا وفد | ۷ جنوری ۱۹۰۷ء۔ جو ڈپوٹیشن اہل اسلام یکم اکتوبر ۱۹۰۶ء کو حضور میں لارڈ منٹو صاحب وائسرائے ہند بمقام شملہ کے گیا تھا اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ مسٹر شاہ دین بیرسٹر و مسٹر شرف الدین بیرسٹرایٹ لا جیف کورٹ پنجاب و ہائی کورٹ کلکتہ کے جج مقرر ہوئے جس کے معنی یہ ہیں کہ گورنمنٹ نے استدعا مسلمانان ہند پذیرا فرمائی اور ان کو عہدہ ہائے جلیلہ عطا فرمائے۔

لاجپت رائے | ۲۱ مئی ۱۹۰۷ء۔۔۔۔ لالہ لاجپت رائے ایک نامور متمول وکیل لاہور قلعہ مانڈلے واقع ملک برہما میں بطور سلطانی قیدی مقید ہیں۔

۷ جون ۱۹۰۷ء۔ آج کے اخبارات سے واضح ہوا کہ اجیت سنگھ پنجابی نائب لالہ لاجپت رائے امرتسر میں گرفتار ہوا جو عنقریب کسی مقام پر جلاوطن کیا جائے گا۔ اجیت سنگھ گورنمنٹ کے خلاف اسپیچیں لاہور وغیرہ میں دیا کرتا تھا جس کی وجہ سے اس پر وارنٹ گرفتاری بصدنا پانچ سو روپیہ انعام کے جاری تھا

۱۹ جون ۱۹۰۷ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ لالہ لاجپت رائے ملک برہما میں قلعہ مانڈلے کے ایک آراستہ بنگلہ میں مقیم ہیں جو لب سڑک واقع ہے، ان کے واسطے کتابیں مہیا کی گئی ہیں اور پنکھی اور ایک جوڑی گھوڑے کی ان کی سواری کے واسطے ہے، وہ افسروں کے ہمراہ باہر نکل سکتے ہیں۔ جو ہندوستانی اُن کو دیکھنا چاہتے ہیں

وہ دیکھ سکتے ہیں، ان کے صرفہ سالانہ کے واسطے گورنمنٹ نے ۴۸ ہزار روپیہ منظور کیا ہے دوسری روایت یہ ہے کہ ان کو ۴۰ روپیہ یومیہ ملتا ہے۔ بہرحال ان دونوں میں سے ایک رقم ان کو ملتی ہے، غالباً اخیر رقم صحیح ہو جس کی تعداد ماہواری ۱۲۰۰ ہے۔

اکنی | یکم اگست ۱۹۰۷ء۔ آج یکم اگست ۱۹۰۷ء سے ایک ۲ نہ کا نکل کا سکہ جاری ہوا ہے۔ اس سکہ کا کنارہ پہلو دار ہے جس سے یہ غرض ہے کہ اس پر چونی کا دھوکا نہ ہو، اگرچہ چونی سے کسی قدر بڑا اور موٹا ہے مگر چونی سے کچھ مشابہ ہے۔ پہلو دار بنانے سے دنیا کے سکوں میں یہ نرالا سکہ ہے کیونکہ اس وقت تک کسی ملک میں ایسا سکہ مسکوک نہیں ہوا ہے۔ اس کے سامنے کے رُخ پر بادشاہ کا تاجدار چہرہ ہے۔

دمدار ستارہ | ۱۶ اگست ۱۹۰۷ء۔ آج کل تین بجے آخر رات کو ایک دمدار ستارہ نکلتا ہے جو پورب میں کہکشاں کے قریب اتر کو دکھلائی دیتا ہے یہ ستارہ زمانہ غدر یعنی ۱۸۵۷ء زمانہ خشک سالی میں نکلا تھا اب پھر نکلتا ہے۔ دیکھا چاہیئے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے، بارش کی کمی اور خریف کا نقصان تو ظاہر ہو رہا ہے۔

وفات نواب محسن الملک | ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء۔ نواب محسن الملک سکریٹری مدرسۃ العلوم علی گڈھ نے ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء بمقام شملہ قضا کی، مرحوم لائق و قابل شخص تھے، اُن کی اسپیچ میں ایسی سحر بیانی تھی کہ حاضرین جلسہ اُن کے منشا سے فوراً متاثر ہو جاتے تھے، اور اُن کے مقاصد کی پوری تعمیل ہوتی تھی، محسن الملک ۹ دسمبر ۱۸۳۷ء کو پیدا ہوئے، اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۷ء یوم چہارشنبہ کو فوت ہوئے، اور ۱۹ اکتوبر یوم شنبہ مدرسۃ العلوم علی گڈھ متصل قبر سرسید احمد خاں کے مسجد میں مدفون ہوئے حساباً اُن کی عمر ۶۹ سال ۹ ماہ تئیس روز کی ہوئی۔

ہڑتال | ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء۔ ملازمان یورپین و ہندوستانی ایسٹ انڈیا ریلوے نے ہڑتال

کردی کہ یہ زمانہ قحط سالی ہے، اگر ہماری تنخواہوں میں اضافہ نہ ہوگا تو ہم ریل نہیں چلائیں گے
چنانچہ ۱۸ر نومبر سے کلکتہ سے کالکا تک ریل بند ہے اور مسافروں اور مال کی آمد و شد
رکی ہوئی ہے۔

علی گڈھ | ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء ..... آج کی کمیٹی علی گڈھ سے وقارالامراء سکریٹری علی گڈھ
کالج بجائے محسن الملک نواب مہدی علی خاں متوفی سکریٹری مقرر ہوئے۔

وفات غلام احمد قادیانی | یکم جون ۱۹۰۸ء۔ ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو غلام احمد قادیانی جنھوں نے
ایک جدید اسلامی فرقہ قائم کیا تھا، بعارضہ ہیضہ لاہور میں قضا کی۔

مسٹر تلک | ۲۲ر جولائی ۱۹۰۸ء .... مسٹر تلک مرہٹہ رئیس پونہ کو بمبئی کے جج صاحب نے
چھ سال قید سخت کی سزادی، اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کیا، مسٹر تلک اپنی قوم میں نہایت
معزز اور پُر اثر شخص تھے، قیدی نے اپنے اخبار مرہٹی زبان میں تین دفعہ گورنمنٹ کی کچھ
شکایت اور توہین چھاپی تھی اس وجہ سے ان کو حسب منشا دفعہ ۱۲۴ حرف الف و دفعہ ۱۵۳
تعزیرات ہند سزا ہوئی مسٹر تلک عدن میں جلا وطن کئے گئے اور جس وقت وہ جہاز پر سے
جا رہے تھے تو ان کے ہمدرد لوگوں نے بہت کچھ یورش کی اور گارڈ کے سپاہیوں کو اینٹ
اور پتھ مارے کئی افسر زخمی ہوئے اور ادھر سے فوج نے گولیاں چلائیں۔ چار آدمی ہلاک
ہوئے اور ۲۲ آدمی زخمی ہوئے۔ کیفیت غدر کی اس وقت پیدا تھی۔

جشن جوبلی | ۲ر نومبر ۱۹۰۸ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ جشن قیصری جوبلی ۲ر نومبر ۱۹۰۸ء
کو تمامی ہندوستان میں ہوا تھا اس کا یہ منشا تھا کہ برٹش سلطنت میں براہ راست قدیم
انڈیا کمپنی سے حکومت ہندوستان کی زمام اپنے ہاتھ میں لے لے جس کو زمانہ پچاس سال
کا ہوا۔ جو زمانہ امن و امان سے ختم ہوا۔

حقہ کی ایجاد | ۱۳؍ نومبر ۱۹۰۸ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ اکبر بادشاہ کے حکم سے حکیم ابوالفتح گیلانی نے حقہ کی ایجاد کی جس کو اکبر بادشاہ نے بہت پسند کیا تھا۔

بنگال میں حادثہ | ۱۴؍ نومبر ۱۹۰۸ء .... آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ ایک جلسہ کلکتہ میں سر انڈرو فریزر صاحب لفٹننٹ گورنر کی ریسیڈنسی میں ۷؍ نومبر کو بوقت شام منعقد ہوا تھا، جوتندرناتھ چودھری نے ایک ریوالور تپنچہ سے لفٹننٹ گورنر پر دو مرتبہ فیر کرنا چاہا لیکن تپنچہ نے خطا کی اور چودھری مذکور گرفتار کر لیا گیا جس کی تحقیقات ہو رہی ہے، اسی اخبار سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نندو لال بنرجی انسپکٹر تحقیقات فوجداری کو کسی نے ۱۰؍ نومبر کو تپنچہ کے دو فیروں سے قتل کیا، قاتلوں کی تفتیش ہو رہی ہے ہنوز کوئی سراغ نہیں لگا۔

۲۸؍ نومبر ۱۹۰۸ء۔ آج کے اخبار سے واضح ہوا کہ جوتندرناتھ چودھری جس نے سر انڈرو فریزر لفٹننٹ گورنر بنگال کو ہلاک کرنا چاہا تھا اس کو دس سال قید سخت کی سزا ملی۔ اگر مہاراجہ بردوان لفٹننٹ گورنر اور قاتل کے درمیان میں نہ آجاتے تو ضرور تپنچہ سر ہونے سے ہز آنر ہلاک ہو جاتے۔

ندوہ | ۲؍ دسمبر ۱۹۰۸ء۔ ۲۸؍ نومبر ۱۹۰۸ء کو سر ہیوٹ صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر اضلاع متحدہ آگرہ و اودھ نے سنگ بنیاد دارالعلوم ندوۃ العلما کا بمقام لکھنؤ رکھا۔

گاڑیوں کا تصادم | ۱۰؍ دسمبر ۱۹۰۸ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ ۳؍ دسمبر ۱۹۰۸ء کو قصبہ مصطفیٰ آباد متصلہ لاہور میں دو ریل گاڑیاں لڑ گئیں جس سے ۱۸ آدمی ہلاک ۲۵ مجروح ہوئے۔

تار | ۱۳؍ فروری ۱۹۰۹ء .... یکم جنوری ۱۹۰۹ء سے ٹیلیگرام بھیجنے کا حسب ذیل انتظام ہوا یعنی تار جو ایک روپیہ میں جاتا تھا وہ اب چھ آنے میں جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ مع نام و پتہ و مکتوب الیہ و عہدہ مکتوب الیہ بارہ لفظوں سے زائد نہ ہوں اور اگر زائد الفاظ ہوں گے۔

تو فی لفظ ۲ پائی مزید دینا ہوں گی اور جو تار ضروری دو روپیہ میں جاتا تھا وہ ایک روپیہ میں جاوے گا مگر اس میں بھی یہ شرط ہے کہ مع نام کاتب و مکتوب الیہ وغیرہ کے بارہ لفظوں سے زائد نہ ہوں اگر ہوں گے تو فی لفظ ایک آنہ مزید دینا ہوگا۔

آگرہ | ۲۲ر فروری ۱۹۰۹ء .... آگرہ کے تاج محل میں ایک لمپ عطیہ لارڈ کرزن صاحب سابق وائسرائے ہند ۱۶ر فروری ۱۹۰۹ء وقت سوا سات بجے رات کے سر ہیوٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر اضلاع متحدہ و اودھ نے آویزاں کیا، یہ نہایت عمدہ لمپ ہے مصر کے تمدروس مدبروں نے دو سال میں اس لمپ کو تیار کیا ہے، یہ لمپ کسی تقریب ضرورت میں روشن کیا جایا کرے گا۔

قتل | ۱۰ر جولائی ۱۹۰۹ء یکم جولائی ۱۹۰۹ء کو کرنیل کرزن ویلی اور ڈاکٹر لال کاکا کو مسمی مدن لال طالب علم سکنہ امرتسر نے بمقام لندن تمنچہ کی گولیوں سے قتل کر ڈالا جسکی وجہ سے مدن لال قاتل نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ غالباً اس کو سزا پھانسی کی ہوگی، مقدمہ کی تحقیقات لندن کورٹ میں ہو رہی ہے، مدن لال نے اپنی بریت کیلئے کوئی بیان نہیں دیا بلکہ جو اُس نے پولیس میں بیان کیا تھا وہی کافی سمجھا گیا

۲۷ر جولائی ۱۹۰۹ء آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ لارڈ اورسٹوں نے مدن لال قاتل سر کرزن ویلی کو پھانسی کی سزا دیتے ہوئے کہا کہ میں جو بات کہوں گا اس کا ملزم پر کچھ اثر نہ پڑے گا، جب مدن لال حکم سزا سن چکا تو اُس نے فوجی سلام کیا اور کہا کہ مائی لارڈ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں خوش ہوں کہ مجھے میرے وطن کیلئے مرنے کا یعنی شہید ہونے کا فخر نصیب ہوا۔

علی گڑھ | ۸ر فروری ۱۹۱۰ء .... معلوم ہوا سر آغا خان موجوں کے ہیر بذریعہ

اسپیشل ٹرین ۵ ر فروری بوقت ۱۱ بجے دن لکھنؤ تشریف لائے اہالی لکھنؤ نے ان کی نہایت قدر و منزلت کی اور گھوڑے کھول کر خود اسٹیشن سے قیصر باغ تک لے گئے، اسٹیشن سے قیصر باغ تک جھنڈیاں لہرا رہی تھیں ان کی تشریف آوری کا یہ سبب ہے کہ علی گڑھ کالج کو یونیورسٹی قرار دینا چاہتے ہیں جس کا تخمینہ ۳۰ لاکھ روپیہ ہے منجملہ اُس کے دس لاکھ روپیہ وصول ہو چکا ہے۔ اب صرف دس لاکھ چندہ ہونے کی ضرورت ہے، غالباً لکھنؤ میں فہرست چندہ کھولی جائے اور متمول لوگ حسب حیثیت چندہ دیں جس کی تعداد میں آئندہ کسی تاریخ میں درج روزنامچہ ہذا کروں گا۔

۵ رمارچ ۱۹۱۱ء...... اودھ اخبار مورخہ ۴ رمارچ ۱۹۱۱ء سے واضح ہوا کہ سر آغا خان صاحب بہادر قوم خوجہ آج کل تمامی ہندوستان سے بنا بر قائم کرنے یونیورسٹی علی گڑھ مسلمانوں سے چندہ وصول کر رہے ہیں اور بیس لاکھ سے زائد وصول کر چکے ہیں اور بالفعل لاہور (پنجاب) میں ہیں۔ وہ ۱۱ ر نومبر ۱۸۷۷ء کو بمقام کراچی پیدا ہوئے، اس حساب سے اُن کی عمر ۳۴ سال کی ہے، آدمی نہایت لائق خطاب یافتہ فرقہ خوجہ کے امام ہیں اور ہزاروں روپیہ کی اُن کی آمدنی ہے یقین ہے کہ اُن کی کوشش موجودہ سے تیس لاکھ سے زائد چندہ وصول ہو جائے۔ یہ پہلے شخص ہیں جو بعد سر سید احمد خاں بانی علی گڑھ اپنی قوم کے لئے یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے اس قدر کوشش کر رہے ہیں۔

وفات سید علی بلگرامی | ۲ ر مئی ۱۹۱۱ء...... شب گذشتہ کو سید علی بلگرامی مقیم ہردوئی نے بعارضہ رُک جانے حرکت قلب کے قضا کی عمر ۶۵ سال تھی، یہ بڑے نامی گرامی بلگرام کے روسا میں تھے اور باہر ملازمت حیدرآباد دکن میں انھوں نے بہت کچھ کمایا۔ سُنا جاتا ہے کہ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ اُن کا بینک میں جمع ہے اور اسّی ہزار روپیہ کا کتب خانہ حیدرآباد

میں ہے۔ شراب خوار اکثر رُکنے سے حرکت قلب کے مر جاتے ہیں، چونکہ متوفی بھی شراب خوار تھے، لہذا دفعتاً اسی عارضہ میں فوت ہوئے، کئی لڑکے اور لڑکیاں اور ایک بیوی یادگار چھوڑیں، متوفی علاوہ زبان انگریزی، فارسی، عربی اور سنسکرت کے فرانسیسی اور جرمنی زبان کے بھی ماہر تھے، کوئی شک نہیں کہ ان کو بہت بڑی قابلیت حاصل تھی اور جلیل القدر حکام ان کو نگاہ وقعت سے دیکھتے تھے۔

تاجپوشی جارج پنجم | ۲۴ر نومبر ۱۹۱۱ء ...... آج کل دہلی میں بڑے بڑے انتظامات ہو رہے ہیں۔ ۲۵ میل مربع میں خیمہ وغیرہ نصب ہیں کہ ہمارے شہنشاہ جارج پنجم و ملکہ میری ۱۲ر دسمبر ۱۹۱۱ء کو رسم تاجپوشی بمقام دہلی ادا فرمائیں گے اور بہت سے والیان ملک شریک دربار رسم تاجپوشی ہوں گے، ہمارے ضلع ہردوئی سے راجہ صاحب کٹیاری و نواب عبدالکریم خاں صاحب تعلقہ دار شاہ آباد مطلوبہ گورنمنٹ شریک دربار ہوں گے، یہ بہت بڑا جشن دہلی میں ہوگا کہ لاکھوں آدمی شریک ہوں گے شاید ایسا کبھی ہوا ہو۔

۱۵ر دسمبر ۱۹۱۱ء۔ ۱۲ر دسمبر کو جب ملک معظم نے تخت نشینی بمقام دہلی اختیار فرمائی تو لارڈ ہارڈنگ گورنر جنرل نے حسب ذیل اسپیچ فرمائی کہ:۔

(۱) دہلی بجائے کلکتہ کے دارالسلطنت قرار پائے۔

(۲) بعہد لارڈ کرزن صاحب جو تقسیم بنگالہ کی ہوئی تھی اور جس کی وجہ سے بنگالیوں میں ایک شورش پیدا تھی وہ منسوخ کی جاتی ہے۔

(۳) ۵۰ لاکھ روپیہ واسطے تعلیم کے دیا گیا۔

(۴) ملازمان سول و فوجی جن کی تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار تھی...... آج کی تاریخ میں اعزاز تقسیم ہوئے جس میں تعداد کثیر انگریزوں اور والیان ملک وغیرہ کی ہے۔

باب دوم

ریاستیں اور تعلقے

کپور تھلہ | یکم نومبر سنہ ۱۸۶۷ء بنت کپور تھلہ آج سندیلہ ہو کر گذرا۔ چونکہ راجہ صاحب بذریعہ ریل واسطے ملاقات گورنر جنرل بہادر کے لکھنؤ تشریف لے گئے ہیں لہذا لشکر براہ خشکی پیدل منزل بہ منزل جاتا ہے۔

بلرام پور | ۲۸ مئی سنہ ۱۸۸۲ء۔ ۲۷ مئی کو مہاراجہ درگبجے سنگھ والی ریاست بلرام پور و تلسی پور عارضہ استسقا میں بمقام الہ آباد فوت ہوئے۔ عمر ۵۹ سال تھی، مہاراجہ کو سرکار انگلشیہ سے بہت بڑا اعزاز ملا تھا اور گیارہ ضرب توپیں سلامی کی ان کی آمد و شد میں سر ہوتی تھیں۔ سنا گیا کہ ایک لاکھ روپیہ قبل وفات بیجاریان الہ آباد وغیرہ کو دیا گیا۔

حیدر آباد | ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۸۲ء۔ مولوی ضامن حسین صاحب حال سٹی مجسٹریٹ حیدر آباد میری ملاقات کو تشریف لائے اور عہد التذکرہ بیان کیا کہ حیدر آباد میں یہ دستور ہے کہ جب کوئی کسی کی ملاقات کو آتا ہے تو جس وقت دوسرا پان صاحب خانہ ملاقاتی کو دیتا ہے تو اس سے رخصتی مفہوم ہوتی ہے اور اہل ملاقات پان کھا کر رخصت ہو جاتا ہے۔

۸ فروری سنہ ۱۸۸۳ء۔ سر سالار جنگ مختار الملک وزیر اعظم دکن حیدر آباد نے

بعارضہ ہیضہ وبائی آج انتقال کیا۔ یہ بہت بڑے مدبر فرزانۂ روزگار تھے اوران کے عہد وزارت میں ریاست حیدرآباد نے بہت ترقی حاصل کی۔

۲ر فروری ۱۸۸۵ء۔ کل نظام حیدرآباد گدی نشیں ہوئے۔ لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل کشور ہند نے گدی نشین کیا۔

بھوپال | ۲۔ نومبر ۱۸۸۵ء۔ معائنہ اودھ اخبار ۱۸۸۵ء معلوم ہوا کہ ۲۶ ر ماہ حال کو بحکم گورنمنٹ مولوی صدیق حسن خاں صاحب شوہر رئیسہ بھوپال سے خطاب نوابی واپس لیا گیا اور کار ریاست سے بے تعلق ہوئے اور ۱۷ ضرب توپ سلامی کی موقوف ہوئی جس کا سبب یہ معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف رعایا پر ظلم و جور بہت کرتے تھے جس کی شکایت سرلیپل گریفن صاحب ایجنٹ راجپوتانہ نے گورنمنٹ سے کی تھی۔

اندور | ۱۷ رجون ۱۸۸۶ء۔ آج مہاراجہ ہلکر نے ۱۱ بجے دن کو انتقال کیا۔

رام پور | ۲۶ رمارچ ۱۸۸۶ء۔ نواب کلب علی خاں صاحب والی ریاست رام پور بعوارض چند در چند ۲۳ رمارچ یوم چہارشنبہ کو فوت ہوئے۔ نواب صاحب مرحوم نے ایک لاکھ روپیہ واسطے مرمت جامع مسجد دہلی کے عطا کیا تھا۔

حیدرآباد | ۴ ر نومبر ۱۸۸۸ء۔ معائنہ اودھ اخبار لکھنؤ سے واضح ہوا کہ سرسالار جنگ مرحوم وزیر اعظم حیدرآباد دکن کی پوتی کی شادی ایک امیرزادہ سے ہوئی عمر دولہا تین سال اور دلہن کی ایک ماہ سات دن کی ہے، ایسی شادی نادر الوقوع ہے جو قبل اس کے کبھی سماعت میں نہیں آئی اور اسی وجہ سے اس مقام پر اس کا اندراج ہوا

بھوپال | ۲۹ ر فروری ۱۸۸۹ء۔ آج چودھری نصرت علی صاحب اسسٹنٹ سکرٹری

انجمن تعلقہ داران اودھ و آنریری مجسٹریٹ لکھنؤ سے ملاقات ہوئی، کمال تپاک سے پیش آئے اور مجھے وہ تحریریں معائنہ کرائیں جو اُن کے نام شاہجہاں بیگم صاحبہ والی ریاست بھوپال اور نواب صدیق حسن خاں صاحب شوہر رئیسہ نے بجواب شقہ طلب دستار دہی چودھری عزت علی خلف چودھری صاحب موصوف بھیجی ہیں اور رئیسہ نے ایک ہزار روپیہ کا کرنسی نوٹ بطریق نیوتہ و تیاری جوڑے کے بمعیت اپنے معتمد خاص کے بھیجا ہے، تحریروں سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ ہر دو صاحبان کی نظر الطاف چودھری صاحب پر زائد ہے اور ان کو امید وار ملازمت بعہدہ نائب وزارت مال کے کیا ہے جس کا اشارہ تحریر نواب صاحب میں درج تھا. تعداد مشاہرہ کی بالفعل چار سو پچاس قرار پائی ہے اور آئندہ کو امید ترقی ہے لیکن منشا چودھری صاحب بباعث غیر استقلالی و تلون ریاست کے معلوم نہیں ہوتا۔

رام پور | یکم مارچ ۱۸۸۹ء. معائنہ اودھ اخبار مطبوعہ امروزہ سے معلوم ہوا کہ نواب مشتاق علی خاں صاحب والئ ریاست رام پور نے بعارضہ سرسام بعمر ۳۴ سال واقعہ ۲۵ فروری سنہ حال روز دوشنبہ ۲ بجے دن کے انتقال کیا، دو لڑکے خورد سال چھوڑے. حامد علی خاں ولی عہد کی عمر ۱۴ سال کی ہے، صاحب ایجنٹ روہیلکھنڈ نے ولی عہد صاحب کو بتاریخ ۲۷ فروری مسند نشین ریاست کا کیا اور اختیارات ریاست اس وقت عطا ہوں گے جب وہ علوم متعرفہ کو حاصل کر کے لیاقت پیدا کریں گے اس وقت تک امور انتظامی بذریعہ کونسل تصفیہ پاتے رہیں گے جس کے وائس پریسیڈنٹ جنرل اعظم الدین خاں صاحب ممبر مال ہیں و ممبر جوڈیشل نواب اکرام اللہ خاں صاحب بارجنگ منشی علی حسن خاں صاحب ممبر مال ہیں. نواب مشتاق علی خاں صاحب مرحوم ابتدائے عمر سے بعارضہ فالج مبتلا تھے۔

بوندی | ۵ راپریل ۱۸۸۹ء۔ معائنہ اودھ اخبار ۵ راپریل سے معلوم ہوا کہ ۸ رمارچ سن رواں کو مہاراؤ راجہ رام سنگھ والی ریاست بوندی بعمر ۸۰ سال فوت ہوئے۔ ان کی رعایا ان سے بہت رضامند تھی بجائے راجہ صاحب متوفی ان کے بیٹے رگھوبر سنگھ گدی نشیں ہوئے۔

بھوپال | ۲۶ رفروری ۱۸۹۰ء معائنہ اودھ اخبار محررہ امروزہ سے معلوم ہوا کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب شوہر شاہجہاں بیگم رئیسہ بھوپال واقعہ ۱۹ رفروری سن رواں بعارضہ استسقا فوت ہوئے اور ۲۰ ر کو دفن ہوئے۔ نواب صاحب ساکن قنوج ادنیٰ درجہ کے آدمی تھے لیکن اقبال نے کچھ ایسی ترقی کی کہ دفعتاً شوہر رئیسہ ہو کر مرتبہ اعلیٰ پر پہنچے اور خطاب نوابی گورنمنٹ انگلشیہ سے حاصل ہوا اور گیارہ ضرب توپ سلامی کے مقرر ہوئے لیکن تھوڑے عرصہ میں بہ ثبوت مخالفت گورنمنٹ نے خطاب وغیرہ واپس لیا اور عہدہ مدارالمہامی ریاست سے معزول کیا جس کا سخت صدمہ نواب صاحب کو ہوا اور کوئی کوشش حصول اعزاز کارگر نہ ہوئی، بالآخر اسی کوفت میں انتقال کیا۔ اگرچہ ذی علم تھے لیکن مادہ انتظامی دماغ میں نہ تھا تلون کی شکایت تھی اور مخبری پر دارومدار جس سے سارے اہل کاران ریاست ہمیشہ اندیشہ ناک رہتے تھے۔ نواب صاحب کی ذات سے رئیسہ کی بیٹی اور داماد کے درمیان عداوت قلبی تھی یقین ہے کہ اس حادثہ سے اہل کاران ریاست کم ملول ہیں

کشمیر | ۲۵ رجولائی ۱۸۹۲ء۔ آج پنڈت منوہر ناتھ خلف پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سابق سب جج اضلاع اودھ ہمراہی راجہ کنور نریند بہادر صاحب تعلقدار میری ملاقات کو تشریف لائے اور اپنی مہذبانہ بات چیت سے مجھے خوش کیا۔ بالفعل پنڈت صاحب سٹی مجسٹریٹ شہر سری نگر کشمیر کے ہیں اور ۳۰۰ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں میری ان سے اس وقت کی ملاقات ہے جب کہ ان کے والد من ابتدا ۱۸۷۳ء لغایۃ ۱۸۷۶ء تحصیلدار سندیلہ تھے۔

پنڈت صاحب کا بیان ہے کہ اس موسم میں جب کہ یہاں زمانہ بارش کا ہوتا ہے تو کشمیر کا موسم نہایت خوشگوار و پسندیدہ ہوتا ہے اور دور دور کے لوگ وہاں تفریحاً اسی زمانے میں جاتے ہیں۔

حیدرآباد | ۲۶ مارچ ۱۸۹۳ء بمعائنہ اودھ اخبار مطبوعہ امروزہ سے معلوم ہوا کہ جو مقدمہ توہین کا نواب مہدی حسن فتح نواز جنگ سابق ہوم سکریٹری ریاست حیدرآباد دکن ساکن ضلع نواب گنج اودھ نے دربارۂ اشاعت پمفلٹ فضیحتی نسبت بدچلنی و بداطواری مسماۃ گرٹروڈ ڈانڈلے (زوجہ مہدی حسن) کے مسٹر مترا بنگالی پر دائر کیا تھا اور جس کی تحقیقات مسٹر ڈیس کو یتھ اسسٹنٹ رزیڈنٹ حیدرآباد مدت ایک سال سے کر رہے تھے اُسے ختم کر کے ۱۹ اپریل ۹۳ء کو اپنی تجویز مجمع عام میں سنائی کہ مترا ملزم اس بنیاد پر بری ہوا کہ اثبات جرم کے یہ ثابت کرنے میں ناکامی ہوئی کہ مترا نے پمفلٹ شائع کیا تھا اور واجبیت کے بابتہ مجسٹریٹ صاحب نے فیصلہ قلمبند کرنے سے انکار کیا، ہرچند کہ فریقین کی استدعا تھی۔

مقدمہ ہذا میں بہت بڑی طوالت و فضیحتی ہوئی جو ہندوستان کی تواریخ میں قابل یادگار ہوگی، آغا مرزا ملقب بہ سرور جنگ برادر زادہ مرزا عباس بیگ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ اضلاع سیتاپور و ہردوئی ساکن دہلی حال سکریٹری صیغہ متفرقات ریاست نظام بانیِ مقدمہ ہذا تھے اور انھیں کی مدد سے یہ مقدمہ اس قدر زمانہ تک چلا جس میں لکھوکھا روپیہ صرف ہوا، اُن کے معین سر خورشید جاہ کے از دولت منداخوان ریاست ہیں اور مہدی حسن کے مددگار سر آسمان جاہ وزیر ریاست، پس انھیں دو صاحبوں کا روپیہ صرف ہوا ورنہ سرور جنگ و فتح نواز جنگ کچھ بالذات ایسی مقدرت نہ

رکھتے تھے کہ چند ہزار روپیہ بھی اپنی جیب خاص سے صرف کرسکتے۔ آج کل سرور جنگ کا بہت بڑا زمانہ ہے، نظام حیدرآباد دکن کی ناک کے بال ہو رہے ہیں اور مابین نظام و صاحب ریزیڈنٹ کے متوسط ہیں۔

یکم اگست ۱۸۹۳ء بمعائنہ اودھ اخبار مطبوعہ امروزہ کے واضح ہوا کہ مولوی مہدی علی خاں صاحب ملقب بہ نواب محسن الملک جو ہوم ڈیپارٹمنٹ ریاست حیدرآباد کے نامور وزیر تھے اور جن کی لیاقت و عالی دماغی کی بہت تعریف تھی اور ریاست موصوفہ کے سچے خیرخواہ تھے، مسٹر پلوڈن صاحب ریذیڈنٹ حیدرآباد کی پولیٹکل کارروائیوں سے علیحدہ ہوئے اور یکم محرم ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۰ر جولائی سنہ الیہ کو ریاست موصوفہ سے اپنے وطن مالوفہ شہر اٹاوہ کو روانہ ہوئے جن کی مفارقت میں ہزارہا پارسی، دکھنی و ہندستانی بوقت رخصت اسٹیشن ریلوے پر چشم پرنم و گریاں تھے، سچ یہ ہے کہ یہ زمانہ خیرخواہ لوگوں کا دشمن ہے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ جب کسی ریاست میں زوال آنے والا ہوتا ہے تو وہاں سے خیرطلب لوگ اول اسی طور سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔

قلات | ۲۴ر اگست ۱۸۹۳ء بمعائنہ اودھ اخبار کے واضح ہوا کہ خداداد خاں خان قلات بلوچستان بباعث قتل کرنے اپنے وزیر و وزیرزادہ کے معزول ہوئے اور بجائے ان کے محمود خاں ان کے بڑے بیٹے حسب منظوری گورنمنٹ ہند والی قلات مشتہر ہوئے۔

رام پور | ۴ر اپریل ۱۸۹۴ء۔ آج صبح کو سر چارلس کراس ویٹ صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر اضلاع مغربی و شمالی و چیف کمشنر اودھ نے نواب حامد علی خاں صاحب والیِ ریاست رام پور کو حسب ضابطہ مسند نشیں کیا اور ایک ہزار اشرفی نواب صاحب نے بطور نذر کے پیش کی۔

حیدرآباد | ۹ رفروری ۱۸۹۶ء۔ ۳ رفروری سن الیہ کو آغا مرزا بلقب نواب سرور جنگ پیشی سکریٹری نظام حیدرآباد اپنے عہدہ سے علیحدہ کیئے گئے اور بلدہ سے خارج۔ چار سال تک ان کا زمانہ بہت موافق رہا اور لاکھوں روپیہ کمایا۔ اور سر آسمان جاہ وزیر اعظم و نواب محسن الملک مہدی علی خاں و نواب مہدی حسن انھیں کی کارروائیوں سے موقوف ہوئے تھے۔

بھوپال | ۱۹ رجون ۱۹۰۱ء۔ خط برخوردار مجتبیٰ علی مطابق ۲۹ رصفر موصولہ بھوپال سے واضح ہوا کہ تاریخ ۱۶ رجون ۱۹۰۱ء یوم یکشنبہ ساڑھے بجے دن کے سرکار عالیہ شاہجہاں بیگم صاحبہ والی ریاست بھوپال نے بعمر ۶۰ سال مرض آکلا میں رحلت کی جس خناریت میں وہ ایک سال سے مبتلا تھیں۔ رئیسہ کے مزاج میں خیر خیرات بہت تھی اور بیکس مسلمان تھیں۔ انھوں نے اپنا عقد ثانی مولوی صدیق حسن قنوجی سے کیا تھا جو شوہر ہونے کے بعد خطاب نواب سے ممتاز ہوئے جو گورنمنٹ نے دیا تھا۔ اسے بارہ سال کا زمانہ ہوا کہ مولوی صاحب صوف نے رحلت کی۔ مرحومہ بعد نماز مغرب باغ نشاط افزا میں دفن ہوئیں پچیس ہزار سے زائد لوگ شریک نماز تھے۔ بعد وفات رئیسہ مرحومہ ان کی ولی عہد بیٹی سلطان جہاں بیگم صاحبہ داخل تاج محل ہوئیں۔ چونکہ رئیسہ مرحومہ ۱۶ سال سے ان سے ناراض تھیں اس وجہ سے صرف ایک مرتبہ بیٹی صاحبہ چند منٹ کے لئے اپنی والدہ کی عیادت کو آئی تھیں اور اب بعد وفات آئیں۔

۲۸ رجون ۱۹۰۱ء۔ آج برخوردار مجتبیٰ علی مع ہمشیرہ منجھلی خود وارد سندیلہ ہوئے جن کی زبانی معلوم ہوا کہ ۳ رجولائی مطابق ۱۷ ربیع الاول سن رواں کو جناب سلطان جہاں بیگم رئیسہ بھوپال تخت نشین ہوں گی لیکن انھوں نے انتظام ریاست ابھی سے شروع کر دیا ہے اور ہر ایک کارخانہ میں تخفیف کا لگا لگا دیا ہے۔ چنانچہ تعمیرات میں ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار

کا مرفہ تھا جو گھٹا کر صرف دو ہزار روپیہ کردیا گیا اور جس قدر بیگمات لکھنؤ وغیرہ کی محل سرا میں تھیں ان سب کو نکال دیا اور منشی احتشام علی خلف امتیاز علی صاحب مرحوم سابق وزیر اعظم کو جو تنخواہ پانچ سو روپیہ ماہوار ملتی تھی وہ موقوف کردی گئی، غرض کہ ریاست میں ہر قسم کا عزل و نصب ہو رہا ہے اور سلطان جہاں بیگم اپنے شوہر احمد علی خاں ملقب سلطان دولہا کی رائے پر کام کرتی ہیں۔

۲۹ر جون سنہ ۱۹۰۱ء۔ حالات مختصر جناب نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ مرحومہ رئیسہ بھوپال، آپ ۶ر جمادی الاول سنہ ۱۲۵۴ھ میں قلعہ اسلام نگر میں پیدا ہوئیں اور ۲۸ر ذیقعدہ سنہ ۱۲۶۰ھ کو بیگم صاحبہ کے والد جہانگیر محمد خاں صاحب نے بعارضہ ضعف معدہ انتقال کیا۔ اور ۱۲ر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۱ھ کو بخشی باقی محمد خاں ملقب امراؤ دولہا صاحب سے آپ کی شادی ہوئی اور ۲۷ر ذیقعدہ سنہ ۱۲۷۴ھ نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں، ۲۱ر صفر سنہ ۱۲۸۴ھ امراؤ دولہا صاحب شوہر بیگم صاحبہ نے انتقال کیا اور ۴ر رجب سنہ ۱۲۸۵ھ کو کو نواب سکندر بیگم صاحبہ والدہ ماجدہ نواب بیگم صاحبہ نے انتقال کیا۔ نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ یکم شعبان سنہ ۱۲۸۵ھ کو مسند نشین ہوئیں اور موصوف الیہا نے سنہ ۱۲۸۸ھ ہجری میں مولوی صدیق حسن صاحب قنوجی سے عقد ثانی کیا۔ شاہجہاں آباد کی آبادی میں قریباً ایک لاکھ روپیہ صرف کیا جس کو آپ نے خود آباد کیا اور ۱۶ر جون سنہ ۱۹۰۱ء مطابق ۲۹ صفر سنہ ۱۳۱۹ھ یوم یکشنبہ کو انتقال کیا اور ۴ر جولائی سنہ ۱۹۰۱ء مطابق ۱۷ر ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹ھ یوم پنجشنبہ کو نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ دختر بلند اختر شاہجہاں بیگم صاحبہ مرحومہ نے تخت شاہی پر جلوس فرمایا اور ان کے خلف اکبر نصر اللہ خاں صاحب ولی عہد ریاست مقرر ہوئے اس وقت عمر رئیسہ حال کی ۴۵ سال ہے اور ان کے دو فرزند اور ایک شوہر نواب سلطان دولہا

اس وقت موجود ہیں اور ان ہی کی رائے پر کام ریاست چل رہا ہے۔

جودھپور | نیز آج خط عزیزاز جان سید اعجاز الحسن مورخہ ۱۴ رجون سن رواں کے جو جودھپور سے موصول ہوا وہ لکھتے ہیں کہ اس ریاست کے سکریٹری پنڈت دینا ناتھ جی صاحب ہیں جن کی تنخواہ پانچ سو روپیہ ماہوار اور پانچ سو کی اُن کی جاگیر ہے۔ پنڈت سکھ دیو پرشاد صاحب منجھلے بھائی سکریٹری صاحب کے جوڈیشنل سکریٹری ہیں اور انگریزی میں بی۔اے پاس ہیں اور خطاب راؤ بہادر گورنمنٹ سے ان کو ملا ہے تنخواہ ان کی بارہ سو ماہوار ہے اور پنڈت شیو پرشاد صاحب سکریٹری صاحب کے چھوٹے بھائی کی تنخواہ دو سو روپیہ ماہوار ہے اور سر مہاراجہ پرتاب سنگھ وزیر اعظم اور مہاراجہ سری دربار کی مشورت سے کام ریاست جودھپور کا سرانجام پاتا ہے۔ اب چونکہ دونوں صاحب ریاست میں تشریف نہیں رکھتے ہیں اس وجہ سے سکریٹری صاحب باستصواب رائے جناب صاحب رزیڈنٹ بہادر امورات اہم ریاست کے انجام دیتے ہیں اور عدالتی کارروائی کونسل سے ہوتی ہے اور انتظامی مصارف بھی صاحب موصوف کے حکم سے ہوتے ہیں مگر سب امور سکریٹری صاحب ہی کی رائے سے طے ہوتے ہیں۔

بھوپال | ۶ رجنوری ۱۹۰۲ء۔ بمعائنہ اخبار انگریزی پائنیر الہ آباد کے معلوم ہوا کہ نواب احمد علی خاں صاحب شوہر نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال نے بتاریخ ۴ رجنوری ۱۹۰۲ء یوم شنبہ ۳ بجے صبح کے دفعتاً انتقال کیا۔ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ قلب پر فالج گرا نواب صاحب مرحوم کی عمر چالیس سال کے اندر تھی، اپنے صاحبزادگان نصر اللہ خاں و عبید اللہ خاں کی تقریب شادی میں مصروف تھے جو ۷ رشوال آمد کو ہونے والی تھی سنا جاتا ہے کہ مرحوم سخت منتظم تھے، انھوں نے ہزار ہا آدمی ڈیوڑھی خاص سرکار عالیہ شاہجہاں بیگم

صاحبہ مرحومہ کو موقوف کردیا اور اب تخفیف عمال کے کاغذات پیشی میں تھے جن کے واسطے
عنقریب حکم تخفیف کا صادر ہونے والا تھا لیکن قبل اس کے کہ کاغذات ملاحظہ ہو کر کوئی
حکم اس پر صادر ہو دفعتاً پیک اجل نے اپنے پنجہ میں ایسا لیا کہ پھر دم زدن کا موقع نہ ملا،
اور عموماً کل باشندگان اور خصوصاً ملازمت پیشہ کو مرحوم کے انتقال سے نہایت درجہ
خوشی ہوئی۔ البتہ نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ کو سخت صدمہ ہوا جو اپنے شوہر کی
نہایت درجہ مطیع و فرماں بردار تھیں۔

انپارہ | ۳ مئی ۱۹۰۲ء۔ یکم مئی ۱۹۰۲ء کو سر راجہ جنگ بہادر تعلقہ دار انپارہ نے بعوارض
چند در چند بمقام بہرائچ قضا کی عمر .. سال تھی۔ آدمی نہایت مخیر اور متمول تھے اور
نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ گیارھویں حضرت پیرانِ پیر چار روز انجام دیتے
تھے اور جو لوگ بغرض شرکت وہاں جاتے تھے اُن کو حسب حیثیت زر نقد دیا کرتے تھے
مزاج میں انکسار بہت تھا اور مثل ادنیٰ آدمیوں کے اپنا طرز عمل رکھتے تھے۔

حیدرآباد | ۶ دسمبر ۱۹۰۲ء۔ نظام حیدرآباد دکن نے ۹ نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک دربار منعقد
کیا جس میں صاحب رزیڈنٹ بہادر بھی شریک تھے اور مہاراجہ کشن پرشاد صاحب
کو خلعت وزارت عطا فرمایا جو قیمتاً ایک لاکھ روپیہ کا تھا۔

اندور | یکم فروری ۱۹۰۳ء۔ کل مہاراجہ ہلکر اندور نے تخت سے کنارہ کشی کی، شاید
لارڈ کرزن وائسرائے سے کچھ ناچاقی ہوگئی تھی۔ مہاراجہ موصوف ۱۸۶۰ء میں پیدا
ہوئے تھے اور ۱۸۸۶ء میں ریاست کی گدی پر متمکن ہوئے تھے۔ بعد کنارہ کشی اپنے
اکلوتے بیٹے بالا صاحب کو تخت نشیں کیا جس کی اب عمر بارہ برس کی ہے اور مہاراجہ
صاحب کو منجانب ریاست چار لاکھ سالانہ کا گزارہ تجویز ہوا اور انھوں نے اپنی ریاست

کا ایک مقام بروہارو واسطے سکونت کے تجویز کیا جو دریائے نربدا کے کنارے واقع ہے اور اسی وقت اندور سے روانہ ہو گئے۔

حیدرآباد | ۸ راپریل ۱۹۰۳ء آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ مہاراجہ سرکشن پرشاد صاحب وزیر اعظم حیدرآباد پر نواب سید سراج الحسن امیر یار جنگ بہادر نے بذریعہ قاضی کبیر الدین بیرسٹرایٹ لا بمبئی و ہرادجی وکیل حسب منشا دفعہ ۳۶۱، ۳۶۳، ۴۹۳، ۴۹۶؛ ۱۰۹ العزیرات ہند باجلاس کنٹونمنٹ مجسٹریٹ مقدمہ دائر کیا ہے کہ ان کی پوتی مسماۃ غوثیہ بیگم نابالغہ دختر سید نورالدین متوفی کو بلا اجازت ناشی عقد کر کے اپنے محل میں داخل کر لیا ہے چونکہ یہ جرم انگریزی عملداری میں وقوع پذیر ہوا ہے لہذا مدعا علیہ پر سمن جاری ہونا چاہیئے اور اور یہ نالش سکندرآباد کے مجسٹریٹ کے اجلاس میں رجوع ہوئی ہے اور بیرسٹر نے یہ بھی بیان کیا کہ حسب دفعہ ۱۸۱ ضمن ۴ ضابطہ فوجداری سے عدالت میں یہ مقدمہ دائر ہونا چاہیئے

۹ رمئی ۱۹۰۳ء مسماۃ فیض النسا بیگم زوجہ مسٹر سید نورالدین متوفی نے اخبار مشیر دکن کو چٹھی بھیجی کہ عدالت کنٹونمنٹ مجسٹریٹ سکندرآباد میں سید سراج الحسن نے مہاراجہ کشن پرشاد صاحب وزیر اعظم پر جو نالش دائر کی تھی وہ خارج ہوئی اور بوجہ پردہ نشینی اس کی اطلاع مجھے دیر کو ہوئی لہذا اب میں سچے واقعات ظاہر کرتی ہوں کہ میری دختر غوثیہ بیگم پر جو الزام عداوتاً لگائے گئے ہیں ان کی تردید کروں۔ غوثیہ بیگم مسٹر سید نورالدین کی اور میری دختر ہے جو صغر سنی سے اپنے والد متوفی اور میری حفاظت و نگرانی میں پرورش پاتی رہی۔ اب اس کی عمر ۲۱ برس کی ہے۔ اس کے بلوغ کو پانچ برس کا عرصہ ہوا۔ گو مسٹر سراج الحسن غوثیہ بیگم کے دادا ہیں لیکن کبھی وہ ان کی حفاظت و نگرانی میں نہیں رہی میں نے مہاراجہ کشن پرشاد بہادر کے ساتھ اپنی خوشی اور اپنے لڑکے یعنی اس کے بھائی

سید معین الدین کی رضامندی سے غوثیہ بیگم کی نسبت کردی یہ گفتگو ایک سال سے ہو رہی تھی جس سے سراج الحسن اور تمام اہل خاندان واقف تھے اور جن باتوں کا انھوں نے ذکر کیا وہ محض بے بنیاد ہیں، نہ میرے بیٹے سکندر آباد کو گئے اور نہ کسی عورت نے اسے بہکایا اور نہ کسی وقت مہاراجہ کشن پرشاد نے اپنے مذہب کے بارے میں مجھ سے غلط بیانی کی۔ تمام باتیں میری رضامندی سے ہوئیں۔

۲۲ رمئی ۱۹۰۳ء۔ مہاراجہ کشن پرشاد کے خاندان میں برابر یہ دستور چلا آتا ہے۔ کہ منجملہ اور زبیبیوں کے ایک مسلمان بی بی بھی تصرف میں آیا کرتی ہے چنانچہ مہاراجہ چندولال جو مہاراجہ حال کے پرداداتھے ان کی بھی ایک مسلمان بی بی تھی علیٰ ہٰذا ان کے بعد جو جو راجہ وزیر مقرر ہوئے ان کے بھی ایک زوجہ مسلمان ہوتی آئی۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب حال کے بھی مسلمان زوجہ سابق میں تھی جو فوت ہوگئی۔ اب مسماۃ غوثیہ بیگم بنت فیض النساء بیگم زوجہ ثانیہ ہوئی ہیں۔

محمود آباد | ۳۱ رمئی ۱۹۰۳ء۔ راجہ محمد امیر حسن خاں صاحب تعلقہ دار محمود آباد تاریخ ۳۰ رمئی ۱۹۰۳ء کو بوقت آٹھ بجے صبح کے بعوارض چند در چند فوت ہوئے، مرحوم نہایت لائق و فائق تعلقہ دار تھے ۱۸۶۲ء میں میں اور وہ ایک ساتھ مدرسہ سیتاپور میں انگریزی پڑھتے تھے، مزاج میں نہایت خلق و مروت تھی۔ مرحوم ۱۶ رجون ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوئے تھے، اس حساب سے ان کا سن تقریباً ۵۴ سال کے تھا، اولاد لائق چھوڑ گئے۔

کشمیر | ۴ راگست ۱۹۰۳ء۔ یہاں پانی کی کمی ہے اور کشمیر ۲۹ رجولائی کو اتنا پانی برسا کہ سیلاب آگیا جو ۱۸۹۳ء کے سیلاب سے دو فٹ بلند تھا، وہاں کے باشندے پہاڑوں پر چڑھ گئے اور کشتیوں پر جا کر پناہ لی، ریذیڈنسی و ہوٹل اور ہوٹلوں کے مکانات میں چھت

تک پانی بھر گیا۔ خیریت ہوئی کہ سیلاب دن کو آیا، اگر رات کو آتا تو بہت سی جانیں تلف ہو جاتیں آبادی میں دس سے پندرہ فٹ کی گہرائی میں پانی تھا، ایسا سیلاب وہاں کبھی نہ آیا۔

۷ر ستمبر ۱۹۰۳ء۔ جو سیلاب ۲۳ رجولائی ۱۹۰۳ء کو کشمیر میں آیا تھا اس سے سات ہزار مکان شہر کے منہدم ہو گئے اور تیس ہزار آدمی بے خانماں ہو گئے۔

رام پور | ۹ر فروری ۱۹۰۴ء آج منشی میکو لال صاحب شاعر لکھنؤ، تخلص حسرت عزیز راجہ درگا پرشاد صاحب موضع کھجونہ سے میری ملاقات کو آئے اور کہا کہ میں اخیر ہفتہ دسمبر ۱۹۰۳ء میں مہمان راجہ کشن کمار صاحب رئیس بہس پور ضلع مرادآباد کا تھا جہاں ایک جلسہ بدیں غرض منعقد ہوا تھا کہ نواب حامد علی خاں صاحب والی ریاست رامپور قلعہ زیر تعمیر برج جنوبی کا بنیادی پتھر تاریخ ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۳ء وقت ۱۰ بجے دن کے رکھیں چنانچہ نواب صاحب نے کنی نقرئی سے بنیاد رکھی اور جلسہ رقص دو روز منعقد ہوا۔ ایک طوائف منی نامی نے جو علی گڑھ سے ۲۰۰ روپیہ یومیہ پر آئی تھی، رقص شروع کیا، ہنوز اس نے کچھ گایا نہیں تھا کہ حضرت نواب صاحب نے جو جلسہ کے محاذ ایک کمرہ میں مع اپنے مصاحبین کے، قیام فرما تھے طوائف مذکور کو طلب کیا اور سر مجلس اس سے مذاق شروع کر دیا جو ایک گھنٹہ تک کرتے رہے، اس کے بعد طوائف مذکورہ کو اپنے ہمراہ لئے چلے گئے، یہ امر خلاف تہذیب سب حاضرین کو ناپسند ہوا، یہی وجہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ آج والیان ملک و رؤسا کو نگاہ وقعت سے نہیں دیکھتی ہے کہ طرز معاشرت ان کا نہایت، نواب خلاف تہذیب ہے۔

حیدرآباد | ۹ر اکتوبر ۱۹۰۸ء۔ آج کے اودھ اخبار سے معلوم ہوا کہ ۲۷ر ستمبر ۱۹۰۸ء کو شدت کی بارش حیدرآباد میں ہوئی اور سیلاب آئے۔ تالاب میر جملہ کا بند ٹوٹ جانے

سے مفصلہ ذیل محلے تباہ و برباد ہوگئے۔ ریذیڈنسی، بازار شیری۔ مہاراج گنج، افضل گنج، یہ محلے
تو بالکل تباہ ہوگئے اور ریذیڈنسی کے مغربی جانب تھوڑے فاصلہ پر جو مکانات کی قطار
واقع تھی وہ بالکل مسمار ہوگئی۔ چادرگھاٹ ہلماٹ یہ دونوں گاؤں بہہ گئے۔ پل انگوریا
اور کوٹھی جوڑا اور ڈاک خانہ بالکل منہدم ہوگئے۔ افضل گنج کے کنارے کنارے جو مکانات
تھے ان میں کوئی باقی نہیں رہا۔ عابد کمپنی کا کارخانہ واقعہ چادرگھاٹ سے لے کر سرکاری
باغات کی سڑک تک نوبت خانہ بازار کا ایک حصہ منہدم ہوگیا۔ جان بازار، مہراج گنج
ٹھنڈی بازار اور بیگم بازار بالکل مسمار و منہدم ہوگئے ہیں۔ شمالی جانب ایک پل سے دوسرے
پل تک جس قدر گاؤں اور بستیاں دریا کے کنارے واقع تھیں سب بہہ گئیں، شہر میں
بارہ دری، پوسٹ آفس بازار، بستر گورج۔ امین باغ، نیزہ گلی تک بہہ گئی، افضل گنج کا اسپتال
جس کی تیاری میں دس بارہ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہوگا اس کا ایک بڑا حصہ مسمار ہوگیا۔
زنانہ اسپتال، امین باغ جس کا بنیادی پتھر بیگم شہزادہ ویلس نے رکھا تھا اور جس کی تیاری
میں چار لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا، اس کا بہت بڑا حصہ گر گیا، نظام حیدرآباد کو اس واقعہ
سے سخت صدمہ ہوا۔ لکھا ہے کہ ایک چہارم حیدرآباد تباہ و برباد ہوگیا۔ دریائے موسیٰ ان
پہاڑوں سے نکلا ہے جو شہر سے ۵۰ میل پر واقع ہیں، جاڑے اور گرمی کے موسم میں یہ
بالکل ہی بے حقیقت نالہ معلوم ہوتا ہے برسات میں بھی اس دریا سے لوگ پایاب عبور کرتے
ہیں، اس دریا میں اکثر طغیانی آتی ہے جس سے نقصان پہنچتا ہے خاص کر سنہ ۱۷۴۸ء اور
سنہ ۱۶۷۱ء و اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء میں جو سیلاب اس دریا میں آئے ان سے بہت نقصان ہوئے اور بے شمار
لوگ غرق ہوئے اور بہت سے مکانات مسمار ہوگئے۔

۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۸ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ سیلاب آنے سے جو تباہی و

بربادی شہر حیدرآباد کی ہوئی اس کے واسطے اس وقت تک حسب ذیل چندہ ہوا ہے:۔

لارڈ منٹو وائسرائے ہند ۱۵۰ پونڈ لیڈی منٹو ۷۵ پونڈ
نظام حیدرآباد اپنی جیب خاص سے ۴ لاکھ پچاس ہزار گورنمنٹ حیدرآباد دو لاکھ
گورنر بمبئی ۲۵۰ روپے کریم بھائی ابراہیم۔ دوارکا داس وغیرہ
اور سرسوتی، بورڈو، وغیرہ منجانب ریاست حیدرآباد تیس ہزار آدمیوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ ایک لاکھ آدمی بے خانماں ہو گئے۔

۲۴ر نومبر ۱۹۰۸ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ حیدرآباد کے سیلاب سے ۵۲ وارڈ ویران ہو گئے اور ڈیڑھ کروڑ کی جائداد غیر منقولہ اور ایک کروڑ کی منقولہ جائداد کا نقصان ہوا۔ ایک لاکھ انتیس ہزار روپیہ مصیبت زدوں کی امداد کیلئے چندہ ہوا ہے اور یہ چندہ ۱۶ر نومبر ۱۹۰۸ء تک کا ہے۔ جو چندہ اب کے ہوا ہے اس کی تعداد آئندہ تحریر ہوگی۔ قریب ستر ہزار کے جانیں تلف ہوئیں۔ یہ امر حیدرآباد کے جلسۂ عام میں طے ہوا جس میں اعلیٰ وادنیٰ ہر قسم کے لوگ شریک جلسہ تھے۔

یکم ستمبر ۱۹۱۱ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ نواب میر محبوب علی خان بہادر نظام حیدرآباد دکن مورخہ ۱۴ر اگست ۱۸۶۶ء کو پیدا ہوئے تھے اور ۲۹ر اگست ۱۹۱۱ء کو عارضۂ فالج میں وفات پائی عمر ۴۵ سال تھی۔ مرحوم تعلیم یافتہ اور شکار دوست تھے متوفی کی بجائے ان کے بیٹے میر عثمان علی خان مسند نشین ہوئے جن کی عمر اس وقت پچیس سال کی ہے۔

۲۱ر ستمبر ۱۹۱۱ء بمعائنہ اودھ اخبار امروزہ واضح ہوا کہ ہز ہائی نس نواب میر عثمان علی خاں جدید نظام دکن حیدرآباد تاریخ ۲۹ر جمادی الثانی ۱۳۰۴ھ یوم سہ شنبہ وقت ۹ بجے رات کو پیدا ہوئے تھے۔

باب سوم

واقعاتِ بیرونِ ہند

جنگ روس و روم | ۲۹ مارچ ۱۸۷۸ء۔ جو لڑائی سلطان روم و روسیوں سے ہو رہی تھی اس میں سلطان کو شکست ہوئی اور بحالت مجبوری صلح کرنے کو مجبور ہوئے، شرائط صلح ابھی دریافت نہیں ہوئی ہیں، مگر اس بات کا ضرور اندیشہ ہے کہ روسی ایک نہ ایک روز ضرور قسطنطنیہ دارالخلافہ روم کو اپنے قبضہ میں لے آویں گے کیونکہ سامان جنگ روسیوں کا بمقابلہ سلطان کے بکثرت ہے اور سلطنت روم کو روز بروز زوال نظر آتا ہے۔

۸ مئی ۱۸۷۸ء۔ درمیان گورنمنٹ انگلستان و روس بباعث مزاحمت نہر باسفورس فی الجملہ صورت رنجش کی پیدا ہے اسی وجہ سے فوج انگریزی ہندوستان سے براہ بمبئی بجانب ٹاپو مالٹا بھیجی گئی ہے، عجب نہیں کہ جنگ ہو۔

کابل | ۲۵ اکتوبر ۱۸۷۸ء منجانب انگلش گورنمنٹ افسری چمبرلین صاحب کابل کو سفارت جاتی تھی، بمقام علی مسجد فیض محمد خاں گورنر علی مسجد نے حسب اشارت امیر شیر علی خاں والی کابل سفارت کو آگے جانے سے روکا لہٰذا سرکار نے حکم فراہمی فوج بندھنے لام کا بمقام پشاور دیا ہے۔ غالباً تھوڑے زمانے میں لڑائی ہو۔

۲۲ نومبر ۱۸۷۸ء۔ سرکار اور امیر شیر علی خاں والی کابل سے لڑائی شروع ہو گئی

ہے۔ ۱۲ر نومبر ۱۸۷۸ء کو اس کا آغاز ہوا تھا، ۲۲ر ماہ حال کو قلعہ علی مسجد فتح ہو گیا اور سرکار انگریزی کے قبضہ میں آیا۔

۲۵ر مارچ ۱۸۷۹ء۔ جنگ کابل ابھی تک ختم نہیں ہوئی ہے، ایک فوج کابلی مع سامان کثیر واسطے مقابلہ انگریزوں کے کابل سے جلال آباد کو بھیجی گئی۔

۹ر ستمبر ۱۸۷۹ء۔ معائنہ اودھ اخبار سے دریافت ہوا کہ میجر کوگنارل صاحب ریذیڈنٹ و دیگر حکام انگلش بمقام کابل بالا حصار قتل ہوئے۔ کوئی شخص فوج انگریزی کا باقی نہیں رہا جس کا سبب یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ فوج کابلی امیر صاحب غدر کر کے باعث اس قتل عام کی ہوئی ہے اور امیر یعقوب خاں بھی بحالت محصوری ہیں، لہذا فوج انگریزی قندھار سے واسطے تادیب فوج باغی کے کابل بھیجی گئی ہے۔

۸ر اپریل ۱۸۸۵ء۔ کل بمقام راول پنڈی عبدالرحمٰن خاں صاحب امیر کابل و لارڈ ڈفرن صاحب گورنر جنرل کشور ہند سے ملاقات ہوئی اور بہت تحائف امیر کابل کو منجانب سرکار دئے گئے، بہت بڑے بڑے رئیس اس دربار میں شریک تھے۔

کابل و روس | ۳۰ر مارچ سن الیہ کو بمقام پنجدہ متعلقہ کابل افغانان اور روسیوں سے لڑائی ہوئی، پانچ سو فوج امیر کابل کی قتل ہوئی، جنرل کمروف فوج روسیہ کا افسر تھا۔

آبادی ممالک | یکم جون ۱۸۸۵ء۔ معائنہ پرچہ جریدۂ روزگار مدراس نمبری ۲۱۵ محررہ مئی ۱۸۸۶ء سے واضح ہوا کہ ممالک ذیل کی آبادی حسب صراحت تحت ہے۔

چین	۴۰ کروڑ	سلطنت برطانیہ	۳۶ کروڑ
روس	۱۰ ″	فرانس	۷ ″
ممالک متحدہ امریکہ	½۵ ″	جرمنی	۵ ″

شہنشاہ جرمنی | ١٩ر جون ١٨٨٨ء بمعائنہ اودھ اخبار محررہ امروزہ کے واضح ہوا کہ ١٥ر جون ١٨٨٨ء کو یوم جمعہ ساڑھے بارہ بجے دن کے شہنشاہ فریڈرک جرمن نے تین مہینے ایوم سلطنت کے بعد بعمر ٥٧ سال عارضہ خناق میں قضا کی۔ متوفی ملکہ وکٹوریہ انگلینڈ کے بڑے داماد تھے

مردم شماری دارالسلطنت ممالک | معائنہ اودھ اخبار مورخہ ٢٧ر جون ١٨٨٨ء نمبری ١٣٨ سے - واضح ہوا کہ مردم شماری سلطنت ہائے ذیل میں حسب مندرجہ تحت ہے۔

لندن	دارالسلطنت	انگلستان	٣٦٥٥٨١٩
پیرس	″	فرانس	٢٢٦٩٠٢٣
برلن	″	پروشیا	١١٢٢٣٣٠
سینٹ پیٹرس برگ	″	روس	٧٦٦٦٦٤
کلکتہ	″	ہندوستان	٧٦٦٢٩٨
وائنا	″	آسٹریا	٧٢٠١٠٥
قسطنطنیہ	″	ٹرکی	٧٠٠٠٠٠
میڈرڈ	″	اسپین	٥٠٠٩٠٠

مردم شماری ناخواندگی | ٤ر اپریل ١٨٨٩ء۔ ممالک یورپ ممالک مندرجہ ذیل میں اشخاص ناخواندہ یعنی جاہل حسب ذیل ہیں جس کی شہادت اخبار سررشتہ تعلیم اودھ یکم اپریل ١٨٨٩ء سے کماحقہ ہوتی ہے۔

نام ملک	تعداد فی صدی	نام ملک	تعداد فی صدی
روس و سرویا و رومانیہ	٨٠	فرانس و بلجیم	١٥
اسپین	٦٣	انگلستان	١٢

نام ملک	تعداد فی صدی		نام ملک	تعداد فی صدی	
اٹلی	۴۸	"	اضلاع امریکہ	۸	"
ہنگری	۴۱	"	اسکاٹ لینڈ	۷	"
آسٹریا	۲۹	"	جرمنی	۱	"
سوئٹزرلینڈ	۲۵	"	ڈنمارک، بویریا	۰	"
آئرلینڈ	۲۱	"	ہندوستان	۹۳	"

یعنی ہندوستان میں سو میں صرف ۷ آدمی لکھے پڑھے ہوتے ہیں، مقام غور ہے کہ ہندوستان کے باشندے روسیوں سے بھی جو جاہل قوم مشہور رہے تہذیب و شائستگی میں پیچھے رہ گئے۔

تعداد اخبارات | ۲۶ ستمبر ۱۸۹۰ء سچ ہے دنیا میں تہذیب و شائستگی کی روز افزوں ترقی ہے علی الخصوص یورپ کو اگر مخزن تہذیب کہیں تو گنجائش ہے، ایک ادنیٰ سی بات یہ ہے کہ اودھ اخبار محررہ امروزہ مترجمہ انگریزی ٹائمس سے معلوم ہوا کہ بالفعل تخمیناً اکتالیس ہزار اخبار تمام دنیا میں شائع ہوتے ہیں ان میں چوبیس ہزار یورپ میں ہیں۔ حسب ذیل:-

جرمنی	۵۵۰۳	فرانس	۴۱۰۰	انگلستان	۴۰۰۰
آسٹریا ہنگری	۳۵۰۰	اٹلی	۲۴۰۰	اسپین	۸۵۰
روس	۸۰۰	سوئٹزرلینڈ	۴۵۰	ہائی لینڈ	۳۰۰
امریکہ	۱۲۵۰۰	کنیڈا	۷۰۰	آسٹریلیا	۷۰۰
ایشیا	۳۰۰	جاپان	۱۰۰	افریقہ	۲۰۰

مکہ میں ہیضہ | ۴ ستمبر ۱۸۹۱ء۔ بمعائنہ اودھ اخبار امروزہ بحوالہ ملٹری گزٹ ۲۸ اگست سن الیہ سے واضح ہوا کہ مکہ معظمہ میں حفظان صحت کا عمدہ بندوبست نہیں ہے اس وجہ سے ہر سال

شکایت ہیضہ وبائی بکثرت ہوتی ہے اور ایک ایک تاریخ میں چار چار پانچ پانچ سو آدمی مبتلائے عارضہ مہلکہ ہو کر ضائع ہوتے ہیں۔ نقشہ سرکاری چھ سال گزشتہ سے واضح ہوتا ہے کہ جس قدر حاجی بمبئی سے گئے ان میں سے دو ثلث سے زیادہ ہندوستان واپس نہیں گئے۔

حاجیوں کا شمار

سنہ	روانگی	مراجعت	ضائع
۱۸۸۵ء	۸۴۳۶	۵۰۴۵	۳۳۹۱
۱۸۸۶ء	۸۶۰۶	۶۱۵۰	۲۴۵۶
۱۸۸۷ء	۹۴۶۶	۵۷۲۶	۳۷۴۰
۱۸۸۸ء	۱۳۹۷۰	۶۵۰۵	۷۴۶۵
۱۸۸۹ء	۱۲۴۹۵	۱۱۱۰۱	۱۳۹۴
۱۸۹۰ء	۱۱۶۶۵	۸۶۶۲	۳۰۰۳
میزان	۶۴۶۳۸	۴۳۱۸۹	۲۱۴۴۹

چندہ اول | ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء چندہ اول میں تجربہ کار عاقلوں کے ذیل درج کرتا ہوں جو قابل یاد رکھنے کے ہیں۔

ملٹن ـــ سچ کی کسی ظاہری برائی سے قدر و کم نہیں ہو سکتی جیسے کہ سورج کی کرنوں کو کوئی ہاتھ لگا کر میلا نہیں کر سکتا

کوپر ـــ خالی بیٹھا رہنا آرام نہیں ہے، چونکہ کسی شغل سے خالی ہے وہ غم سے بھرا ہوا ہے
جو کسی کی برائی کرتا ہے اسی کے خود خیالات اسے رنج و دکھ میں رکھتے ہیں۔

سعدی۔ دو شخصوں کے درمیان ایسی بات کہنا چاہئے کہ اگر وہ دوست ہو جاویں تو ان سے شرمندہ ہونا نہ پڑے۔

سعدی۔ جو کوئی شخص بروں میں بیٹھے اگرچہ ان کی عادات اس میں اثر نہ کریں لیکن
بُروں کے فعل کی تہمت اس پر بھی لگے گی۔

سعدی۔ بیوقوف کے لئے خاموشی سے بہتر کوئی بات نہیں ہے لیکن اگر وہ اس مصلحت
کو جانتا تو بے وقوف نہ ہوتا۔

سعدی۔ جو اپنی امیری کی حالت میں بھلائی نہیں کرتا وہ غریبی کی حالت میں تکلیف
اُٹھاتا ہے۔

متفرق اعداد و شمار | ۳ رجولائی ۹۳ء۔ بمعائنہ اودھ اخبار لکھنؤ مطبوعہ دیروزہ سے معلوم
ہوا کہ (۱) تمام روئے زمین پر اہل اسلام کی آبادی ساڑھے سترہ کروڑ ہے۔
(۲) شہر لندن کی ۷۰۰ مربع میل میں آبادی ہے۔
(۳) تمام دنیا میں ایک ارب ۳۷ کروڑ پچاس لاکھ من گیہوں پیدا ہوتا ہے۔ واقعی
اس زمانہ میں شہر لندن سے کوئی دوسرا بڑا شہر بلحاظ طول و آبادی روئے زمین
پر نہیں ہے۔

کابل | ۳۱ رستمبر ۹۳ء۔ مسٹر ڈیونڈ کا کمیشن بغرض صلاح و مشورہ عبدالرحمان خاں امیر کابل
۱۵ رستمبر سن الیہ کو پشاور سے روانہ جمرود ہوا۔ یہ کمیشن لارڈ لینس ڈاؤن صاحب گورنر جنرل
کشور ہند کی ہدایت سے بدیں غرض بھیجا گیا ہے کہ مراتب ضروریہ سرحدی کے بعد یہ بھی
امیر سے طے کرے کہ وہ قندھار تک ریل بنانے کی اجازت عطا کریں۔

وزیر اعظموں کا وزن | ۱۸ رنومبر ۹۳ء لارڈ سالسبری سابق وزیر اعظم انگلستان کا وزن
جسمانی ۳ من ۶ سیر اور حال کے وزیر اعظم مسٹر گلیڈسٹن کا دو من ۴ سیر ہے۔ ایک ڈاکٹر
کا قول ہے، سر ٹھنڈا رکھو اور پاؤں گرم اور عادات باقاعدہ پھر تم کو طبیب اور ڈاکٹر

کی ضرورت نہ ہوگی۔

کابل | ۲۳ر نومبر ۱۸۹۳ء۔ سفارت مسٹر ڈیورنڈ کامیابی کے ساتھ کابل سے واپس ہوئی۔
امیر عبدالرحمان خاں صاحب نے ہر طرح سے اس کی خاطرداری کی اور جملہ عہد و مواثیق
مابین گورنمنٹ اور امیر کابل بسہولت طے ہوگئے اور برٹش گورنمنٹ نے بعوض بارہ لاکھ
روپیہ سالانہ اب اٹھارہ لاکھ روپیہ سالانہ کا گزارہ امیر کابل کا مقرر کردیا یعنی ڈیڑھ لاکھ
روپیہ ماہوار ان کو ملا کریں گے اور جس قسم کے آلات حرب وغیرہ امیر کابل چاہیں
انگلستان سے منگالیں۔

گلیڈسٹن | ۹ر مارچ ۱۸۹۴ء۔ ۲ر مارچ سن رواں کو مسٹر گلیڈسٹن وزیر اعظم انگلستان نے اپنی
ملازمت سے بحضور ملکہ معظمہ استعفا داخل کیا اور لارڈ روزبیری صاحب کو یہ اعزاز بخشا گیا
مسٹر گلیڈسٹن نے بوجہ ضعف بصارت و نہ منظور ہونے قانون ہوم رول آئرلینڈ کے استعفا
داخل کیا، اب ان کی عمر ۸۳ سال ہے۔

زار روس | ۵ر نومبر ۱۸۹۴ء۔ معائنہ اخبار پائنیر انگریزی الہ آباد مطبوعہ ۲ر نومبر سے واضح ہوا
کہ زار روس (الگزنڈر سویم شہنشاہ روس) نے پھیپھڑے کے عارضہ میں بمقام لیوادیا تاریخ یکم نومبر
پنجشنبہ سوا دو بجے شام کو انتقال کیا۔ یہ بادشاہ بہت صلح پسند تھا۔

تعداد افواج | ۹ر جنوری ۱۸۹۵ء۔ بمعائنہ ملٹری گزٹ لاہور مطبوعہ یکم دسمبر سے واضح ہوا کہ سلطنت ہائے
ذیل میں مفصلہ تحت فوج بحالت صلح و جنگ پائی جاتی ہے:-

نام سلطنت	تعداد ایام صلح	تعداد ایام جنگ	توپوں کی تعداد
روس	۱۰۲۰۰۰۰	۴۵۰۰۰۰۷	۳۳۶۰
جرمنی	۵۵۷۰۰۰	۴۳۰۰۰۰۰	۲۹۹۴

نام سلطنت	تعداد ایام صلح	تعداد ایام جنگ	توپوں کی تعداد
فرانس	۵۷۲۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰	۲۸۸۰
اٹلی	۲۲۰۰۰۰	۲۹۸۰۰۰۰	۱۶۲۰
آسٹریا	۳۹۰۰۰۰	۱۴۲۷۰۰۰	۱۶۱۲
ٹرکی	۱۷۰۰۰۰	۱۱۰۰۰۰۰	۲۵۰۰
اسپین	۱۰۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰	۸۰۰
برطانیہ اعظم	۲۱۱۰۰۰	۶۲۴۰۰۰	۶۰۰

طویل قدآدمی | ۲۵ رفروری ۹۵ء۔ دنیا میں سب سے بڑا بلند قدآدمی حسن علی مصری ہے جس کی عمر اس وقت ۱۷ برس اور قد سات فٹ ۹ انچ ہے اور ہنوز نشوونما جاری ہے اور صرف اپنی طویل القدی کی بدولت نمائش گاہ برلن دارالسلطنت جرمن میں پیش ہوا۔

شہزادہ کابل | ۲۰ رجولائی ۹۵ء۔ سردار نصراللہ خاں خلف دویم امیر عبدالرحمان خاں کابل جو حسب خواہش گورنمنٹ ملکہ وکٹوریہ آج کل انگلستان کے شہروں کی سیر کر رہے ہیں، کل صرفہ ان کی سیاحت کا گورنمنٹ موصوفہ برداشت کر رہی ہے چنانچہ ملک معظم نے حکم دیا ہے کہ تمام شاہزادگان انگلستان پر سوائے شہزادہ ویلس بہادر اور ڈیوک آف کوبرگ کے ان کو سبقت دی جائے۔ یہ بہت بڑا اعزاز خلف دویم امیر کابل کا ہوا۔ اس کی تصدیق انگریزی اخبارات سے ہوئی۔

ملٹن پر اک نمبر | ۱۸ راکتوبر ۹۵ء۔ ملک الشعراء انگلستان ملٹن کا قول ہے کہ جن دلوں میں مہلک نفرت نے گہرے زخم کر دیئے ہوں ان میں مصالحت نہیں ہو سکتی۔

معائنہ اخبار ایوننگ حیدرآباد مطبوعہ ۲۵ رستمبر سن الیہ سے واضح ہوا کہ جان ڈی

راک فیلر امریکہ میں سب سے زیادہ دولتمند ہیں ان کے پاس ۱۴ کروڑ ۵ لاکھ ڈالر ہیں اور ایک ڈالر ۲ روپے ۵ آنہ کا ہوتا ہے سال ختم ہونے کے قبل ان کی دولت ۱۵ کروڑ ہو جائے گی بیان ہے کہ ان کی دولت ایک کروڑ ۵ لاکھ سالانہ کے حساب سے بڑھتی ہے۔

قسطنطنیہ | ۱۶ رجنوری سنہ ۹۶ء۔ آج کل قسطنطنیہ کی حالت نازک ہو رہی ہے۔ کل سلاطین یورپ آرمینیا کی حسن انتظامی کے سلطان عبدالحمید سے خواہاں ہیں اور وہ بوجوہ لیت ولعل کر رہے ہیں، لہذا روس، فرانس، انگلینڈ، اٹلی اور امریکہ کے جنگی جہازات آبنائے ڈارڈی نیلیز میں داخل ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سلطان کو خوف دلا کر کاروائی کریں اور قسطنطنیہ کو سلطان سے انتزاع کر کے باہم تقسیم کر لیں جس سے سلطان ازبس پریشان ہیں، دیکھا چاہیئے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ آج کل اخباروں میں بجز اس حال کے اور باتوں کا کمتر تذکرہ ہوتا ہے۔ یہ پیچیدگیاں چند ماہ گزشتہ سے برابر قائم چلی آتی ہیں۔

۵ فروری سنہ ۹۶ء۔ چونکہ بسازش انگلستان پانچ دیگر سلطنت ہائے یورپ نے اپنے جنگی جہازات بحیرۂ ڈارڈینلیز متعلقہ ٹرکی میں قائم کئے تھے کہ سلطان عبدالحمید خان سے بزور حسن انتظام صوبہ آرمینیا کرا دیں لیکن بتدریج وہ جہاز تو واپس گئے اور یکم فروری کے تار برقی اور دیگر اخبار مطبوعہ ۵ رفروری میں لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان کی اسپیچ کا یہ مضمون ہے کہ انگلستان ٹرکی سے آرمینیا کے لوگوں کی طرف سے جنگ نہیں کر سکتا اور مہلت دینا چاہیئے تاکہ عمدہ انتظام عمل میں لایا جاوے۔ میں یقین نہیں کرتا کہ سلطان نے اس جور و ظلم کا حکم دیا ہے جو آرمینیا میں ہوئے گو ان کی گورنمنٹ کمزور و نالائق ہے اور کچھ نہیں کر سکتی، سلاطین یورپ عمدہ انتظام کے نگراں رہیں گے لیکن آگے بڑھ کر کوئی کاروائی نہ کریں گے، یہ نتیجہ اس وجہ سے پیدا ہوا کہ انگلستان کو چند سخت جھگڑے امریکہ و جرمن وغیرہ

سے پیش ہو گئے۔ سچ یہ ہے کہ مشیت ایزدی میں ابھی قسطنطنیہ کا خاتمہ مقدر نہیں ہے ورنہ یورپین سلطنتوں کی تو یہ خواہش ہے کہ اس کے حصہ بانٹ کر لیویں جیسا کہ اخباروں سے معلوم ہو رہا ہے۔

شاہ ایران | ۵ مئی ۱۸۹۶ء۔ یکم مئی کو مرزا محمد رضا ایک مذہبی متعصب نے ناصرالدین شاہ بادشاہ فارس کے دل میں گولی ماردی جب کہ وہ ایک زیارت متصل طہران کے اندر جا رہے تھے۔ اس کے صدمے سے چار بجے شام کو شاہ نے قضا کی اور بجائے متوفی ان کے دوسرے بیٹے جو اصلی بیگم کے بطن سے تھے تیسری مئی کو بمقام تبریز تخت نشین ہوئے۔ اس خبر کی تصدیق پانیر الٰہ آباد مطبوعہ ۳ مئی سے ہوئی۔ عمر شاہ متوفی ۶۷ سال تھی ۱۸۲۹ء میں پیدا ہوئے تھے اور بڑی طویل بادشاہت کی۔ مزاج میں تعصب نہ تھا

روس | ۳۰ مئی ۱۸۹۶ء۔ معائنہ اخبارات سے واضح ہوا کہ شہنشاہ روس کا جشن تاج پوشی ۲۶ مئی کو ختم ہوا اور شہنشاہ نے بروقت تاجپوشی ایک فرمان جاری کیا جس کی رو سے تمام باقیات ٹیکس معاف کر دیے اور دس برس کے لیے محصول اراضی نصف کر دیا، و خفیف مجرموں کے جرائم معاف کیے اور دیگر سزاؤں میں تخفیف کر دی اور پولیٹیکل جلا وطنوں کی نسبت حکم دیا کہ جہاں کہیں مناسب سمجھیں تخفیف سزا کر دیں، مگر یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ جب لوگ کھانا کھانے اور انعام لینے چلے تو لکھوکھا آدمی کے اژدحام کے باعث ۲۷۰۰ آدمی کچل کر مر گئے۔ جو ایسے موقع پر افسوس ناک ہے یہ یادگار کبھی فراموش نہیں ہو سکتی۔

شہزادہ کابل | ۹ جولائی ۱۸۹۶ء۔ معائنہ اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ نصراللہ خاں خلف دوئم امیر عبدالرحمان خاں والی کابل کی سیاحت انگلستان میں ۲۵۸۰۸ پونڈ خرچ ہوئے جو چند روز ہوئے تشریف لے گئے تھے، یہ روپیہ خزانہ ہندوستان سے خرچ میں

پڑے گا۔

ملکہ وکٹوریہ | ۲۸ ستمبر ۱۸۹۶ء۔ دیکھنے اخبارات واضح ہوتا ہے کہ جناب ملکہ معظمہ وکٹوریہ شہنشاہ ہندوستان و انگلستان ۲۴ مئی ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوئی تھیں اور ۲۰ جون ۱۸۳۷ء کو بیسویں سال تاج شاہی زیب سر کیا۔ اس حساب سے ۲۰ ستمبر ۱۸۹۶ء تک جناب ممدوح نے اپنے دادا جارج سویم کے مساوی ۵۹ سال ۹۷ یوم زمانہ حکمرانی ختم کیا اور ۲۳ ستمبر سن الیہ سے آپکو اپنے دادا کی سلطنت سے سبقت شروع ہوئی۔ اس قدر مدت تک سلطنت کسی بادشاہ انگلینڈ نے سلف سے اس وقت تک نہیں کی۔

جنگ روم و یونان | ۸ مئی ۱۸۹۷ء۔ جو جنگ مابین سلطان روم اور یونانیوں کے ہوتی تھی اس میں سلطان کو کامل کامیابی حاصل ہوئی اور یونانیوں کو ہزیمت حاصل ہوئی اور شہر تھیسیلی پر سلطان کا قبضہ ہوگیا، اس فوج ترکی کے کمان بردار افسر اعلیٰ ادھم پاشا تھے جن کی عموماً تعریف ہو رہی ہے۔ سلطان کی اس کامیابی سے تمام یورپ حیرت میں آگیا اور جو خیالات فاسد وحقارت آمیز جنگی کارروائی ترکوں کے نسبت دول یورپ کو تھے وہ اس ظفریابی سے بالکل بدل گئے اور سمجھنے لگے کہ یہ بھی ایک معتد بہ سلطان یورپ میں ہے۔

گلیڈسٹن | ۲۲ مئی ۱۸۹۸ء۔ ۱۹ مئی کو گلیڈسٹن سابق وزیر اعظم نے بعمر ۸۹ سال قضا کی جو ۲۵ دسمبر ۱۸۰۹ء کو پیدا ہوئے تھے، یہ بہت بڑا لائق شخص تھا اور جب اسپیچ کہنے کھڑا ہوتا تھا تو ایسا خوش بیان تھا کہ گھنٹوں میں ایک بحث ختم ہوتی تھی، سخت متعصب شخص تھا ترکوں سے اسے عداوت قلبی تھی۔

اسپین و امریکہ | ۲۶ اگست ۱۸۹۸ء۔ بابت جزیرہ کیوبا مابین اسپین اور امریکہ اس عرصہ میں سخت سخت لڑائیاں ہوئیں، اسپین کو شکست اور امریکہ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ سلاطین

یورپ نے باہم صلح کرادی اور جزیرہ کیوبا اور فلی پائن کو اسپین سے امریکہ کو دلوا دیا۔

ملکوں میں شادیاں | ۱۵ ستمبر ۱۸۹۹ء۔ آج بمعائنہ اودھ اخبار بحوالہ انگریزی ایکسپریس معلوم ہوا کہ ممالک ذیل میں شادی لڑکوں اور لڑکیوں کی کس عمر میں ہوتی ہے۔

نام ملک	عمر لڑکا	عمر لڑکی	نام ملک	عمر لڑکا	عمر لڑکی
آسٹریا	۱۴ سال	۱۴ سال	جرمنی	۱۸ سال	۱۸ سال
فرانس و بلجیم	۱۶ "	۱۵ "	اسپین	۱۴ "	۱۲ "
روس و سیکسنی	۱۴ "	۱۶ "	یونان	۱۴ "	۱۲ "
سوئٹزرلینڈ	۱۴ "	۱۲ "			

قسطنطنیہ میں شادیاں اس وقت ہی ہوجاتی ہیں جب لڑکے لڑکیاں چل پھر سکتے ہیں اور ضروری مذہبی احکام تمام کو سمجھ سکتے ہیں۔

جنگ افریقہ | ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء۔ آج کل مابین ڈچ کاشتکاران ٹرانسوال واقع افریقہ و انگریزوں کے جنگ ہورہی ہے اور بمقام کلنکو بہت بڑی جنگ ہوئی جس میں ۲۲ افسر انگریزوں کے مع جنرل سمنز قتل ہوئے۔

۲۰ دسمبر ۱۸۹۹ء۔ دیکھنے اخبارات سے واضح ہوتا ہے کہ جو لڑائی افریقہ میں مابین ڈچ کاشتکاران ٹرانسوال اور انگریزوں کے ہورہی ہے وہ بہت سخت مقابلہ ہے ہر لڑائی میں بہت سی فوج انگریزوں کی مقتول و مجروح ہوتی ہے۔ ڈچ ایسے نشانہ باز ہیں کہ افسروں کو چن چن کر مارتے ہیں اور سامان حرب بمقابلہ انگریزوں کے ان کا بہت عمدہ ہے، پانچ ہزار گز کے فاصلہ پر ان کی توپوں کے گولے بہت عمدہ کام کرتے ہیں اور انگریزوں کی توپیں دو ہزار گز کے فاصلے کی ہیں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو

اپنی فوج کے ضائع ہونے کا سخت ملال ہے حتیٰ کہ ان کا قصد تھا کہ بعد بڑے دن کے لندن کے دوسرے مقامات کو جاویں لیکن وفور رنج و غم سے انھوں نے فسخ عزیمت کی۔

۲۸ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء۔ ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں جنگ ٹرانسوال واقع افریقہ مابین بوئر و برٹش گورنمنٹ کے شروع ہے، سرکار کے بہت سے افسر و فوجی لوگ ضائع ہوئے ڈفرن کے خلف اکبر اور لارڈ راببن کے اکلوتے بیٹے اور لفٹننٹ گورنر بہار کے صاحبزادے اور بڑے بڑے باقی افسر قتل ہوئے۔

۳۱ مئی سنہ ۱۹۰۰ء۔ بمعائنہ اودھ اخبار واضح ہوا کہ ۷۵ لاکھ تیس ہزار آدمی رفع تکلیف کام قحط میں آج کل متعلق ہیں۔ ۳۰ مئی سے دارالخلافت فاتحین جنوبی افریقہ کیپ ٹون میں شامل کیا گیا اور اس کی آرنج فری اسٹیٹ کا نام آئندہ آرنج لور کالونی ہوگا کیوں کہ اب وہ مستقل طور پر انگریزوں کے قبضہ میں آگیا ہے، اب جہاں تک اخبارات دیکھے جاتے ہیں انگریزوں کی برابر فتح معلوم ہوتی جاتی ہے اور بوئر لوگ پسپا ہو رہے ہیں وہ جوہانس برگ میں پہنچ گئے ہیں۔

چین | ۵ راگست سنہ ۱۹۰۰ء۔ آج کل ملک پر پانچ سلطنتیں چڑھائی کر رہی ہیں جن کی فوجیں برابر بذریعہ جہازات اپنی اپنی دارالسلطنتوں سے بھیجی جا رہی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ جرمن، فرانس، روس، اٹلی، جاپان اور چھٹی برٹش گورنمنٹ، سبب اس لڑائی کا اخباروں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم بکسر باشندگان چین کی پیشوا ہے انھوں نے جب یہ دیکھا کہ غیر ملک کے لوگ چینیوں کو عیسائی کیے ڈالتے ہیں تو انھوں نے غدر کر دیا اور جس قدر عیسائی لوگ بہم پہنچے اُن کو قتل کر ڈالا، چوں کہ اُن کی جماعت کثیر ہے اور اہل چین بھی اُن کو اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ لوگ بھی بکسروں کی شریک ہو گئی

اور چینی فوج بھی ان کی معاون ہے اسی وجہ سے ان کی بہت بڑی جمعیت ہو گئی ہے۔ اور ان سلطنتوں سے مقابلہ کے لئے وہ تیار ہیں۔ دیکھا چاہئے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے بظاہر سخت کشت و خون ہوتا ہوا نظر آتا ہے اور عجب نہیں بعد ظفر یابی نے سلطنت ملک چین کو باہم تقسیم کرلیں، یہ سلطنت بہت پرانی ہے اور کسی نے اس وقت تک اس پر دست درازی نہیں کی تھی لیکن اب انجام بخیر نظر نہیں آتا۔

وفات ملکہ وکٹوریہ | ۲۴ر جنوری سنہ ۱۹۰۱ء۔ آج کے اُردو اخبار میں یہ خبر غمگین مندرج دیکھی گئی کہ جناب ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصرۂ ہند نے اس جہان فانی سے بمقام لندن رحلت کی۔ وقت ۶ بجے ۳۰ منٹ شام کا تھا اور تاریخ ۲۲ر جنوری سنہ ۱۹۰۱ء۔ کوئی شک نہیں کہ قیصرۂ ہند نہایت ہی خوش اقبال تھیں اور جس تاریخ سے وہ تخت سلطنت انگلستان پر بیٹھیں برابر فتوحات بے پایاں حاصل ہوتے رہے اور اولاد کی جانب سے بھی وہ نہایت خوش نصیب تھیں کہ جن کے نواسے قیصر ولیم شہنشاہ جرمن ہیں۔ اس وقت ملکہ معظمہ کے قبضہ میں کل دنیا کا ایک چہارم حصہ ہے اور کبھی آفتاب ان کی عملداری میں غروب نہیں ہوتا۔ اب ذیل میں ان کی مختصر سوانح عمری حوالہ قلم کرتا ہوں جس سے ان کی عمر و تخت نشینی کا حال مفصل معلوم ہوگا۔

جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند ۲۴ر جنوری سنہ ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوئی تھیں، ۲۰ر جون سنہ ۱۸۳۷ء کو تخت نشین ہوئیں اور ۲۲ر جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو رحلت کی، اُس وقت اُن کی عمر ۸۲ سال تھی، دو مرتبہ مرحومہ کی پنجاہ سالہ و شصت سالہ جوبلی ہوئی اور ایسی خوش اقبال تھیں کہ ایک چہارم دنیا اس وقت اُن کے قبضہ میں تھی۔

جنگ افریقہ | ۲۹ر جولائی سنہ ۱۹۰۱ء۔ جنگ ٹرانسوال واقع جنوبی افریقہ ہنوز ختم نہیں ہوئی

ہے۔ بوئرا ور انگریزوں سے برابر لڑائی جاری ہے بالفعل انگریزی فوج بہ تعداد ڈھائی لاکھ ۵۲ ہزار جنگ گاہ میں موجود ہے، یہ لڑائی ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو شروع ہوئی تھی۔ انگریزی فوج کے سپہ سالار لارڈ کچنر ہیں۔

صدر امریکہ | ۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء۔ مسٹر میکنلے پریسیڈنٹ امریکہ کو تاریخ ۴ ستمبر ۱۹۰۱ء جب کہ وہ بفلو نمائش گاہ کی سیر کر رہے تھے سنی زول بورڈ نے دو گولیاں ماریں جس سے انھوں نے انتقال کیا اور روز ولٹ اُن کی جگہ پر پریسیڈنٹ مقرر ہوئے۔

امیر کابل | ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۱ء۔ امیر عبدالرحمٰن خاں امیر کابل نے ۱۳ اکتوبر سن الیہ کو انتقال کیا اور بجائے اُن کے حبیب اللہ خاں تخت کابل پر جانشین ہوئے اور انھیں کی بابتہ خان مرحوم جانشینی تجویز کرتے تھے۔ حبیب اللہ خاں خلف اکبر ہوشمند آدمی معلوم ہوتے ہیں جن کی جانشینی گورنمنٹ آف انڈیا نے بھی منظور کی۔ عبدالرحمان مرحوم نہایت لائق و دانش مند شخص تھے جنھوں نے افاغنہ پر بہت رعب داب کے ساتھ سلطنت کی جن کو انگریزی گورنمنٹ بھی مانتی تھی اور دو لاکھ روپیہ ماہوار ان کو گزارہ دیتی تھی اس غرض سے کہ روسی گورنمنٹ سے کہیں وہ مل نہ جائیں جو عرصہ سے براہ کابل ہندوستان کا قصد رکھتے ہیں، امیر صاحب نے اپنی فوج بھی قواعد داں تیار کی تھی۔

جنگ افریقہ | ۲ اکتوبر ۱۹۰۱ء۔ جنگ ٹرانسوال جنوبی افریقہ اب تک مابین برٹش گورنمنٹ اور بوئروں کے قائم ہے جس کا آغاز ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا اگرچہ بوئر بوجہ کمی فوج کے برابر دو تین روز تک جنگ نہیں کر سکتے ہیں تاہم سرکار کی ایک بڑی فوج سے جس کی تعداد دو لاکھ ترپن ہزار ہے برابر مقابلہ کرتے رہتے ہیں۔

۲۹ مارچ ۱۹۰۲ء۔ جنوبی افریقہ میں ٹرانسوال کے بوئروں نے جو برٹش گورنمنٹ

سے ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو لڑائی شروع کی تھی وہ ابھی تک بدستور جاری ہے۔ سچ یہ ہے کہ وہ لوگ نہایت جری ہیں۔ باوجودیکہ ان کی فوج بہت ہی قلیل ہے اور انگریزوں کی ڈھائی لاکھ سے زیادہ ہے لیکن وہ برابر مقابلہ کررہے ہیں اور اکثر مقاموں پر انگریزوں کو فاش زک دی۔ اگرچہ ایک روز یہ شدنی ہے کہ وہ مغلوب ہوکر اطاعت قبول کرلیں گے مگر ابھی تک ان کے دم خم وہی ہیں۔

۷ جون ۱۹۰۲ء۔ آج کے اودھ اخبار سے معلوم ہوا کہ جنگ جنوبی افریقہ میں جو بوئر لوگوں کے ساتھ سرکار انگریزی سے ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو شروع ہوئی تھی اور ۳۱ مئی ۱۹۰۲ء کو بذریعہ صلح ختم ہوئی۔ اس میں سرکار انگریزی کا ۱۶۰ ملین پونڈ جو مساوی ۲۴ سو ملین روپیہ کے ہے صرف ہوا۔ اس صرف میں معمولی فوجی صرفہ جو بالفعل بہت زیادہ ہوگیا ہے داخل نہیں ہے اور نہ وہ روپیہ شامل ہے جو گورنمنٹ کو اختتام جنگ کے بعد صرف کرنا ہوگا جس کی تعداد دس ملین پونڈ ہوگی۔ شرائط صلح میں جو مابین ڈچ کاشتکاروں اور گورنمنٹ انگریزی ہوئی ہے اس کی شرط پنجم یہ بھی ہے کہ ڈچ کاشتکار اپنی حفاظت جان ومال کے خیال سے اپنی رائفل وبندوقیں اپنے پاس رکھیں گے اور چھٹی شرط یہ ہے کہ مصارف جنگ کے متعلق جنوبی افریقہ کے ٹرانسوال والوں سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔

جشن تاجپوشی | جشن تاجپوشی شہنشاہ انگلینڈ وہندوستان میں جو ۲۶ جون ۱۹۰۲ء کو بمقام لندن ہوگا اس میں بہت سے ہندوستانی والیان ملک جیسے مہاراجہ گوالیار، مہاراجہ جے پور، مہاراجہ اندور، مہاراجہ گنگا سنگھ بیکانیر اور بہت سے رؤسا اعظم ہندوستان سے جارہے ہیں مگر مہاراجہ جے پور نے یہ قابل یادگار بات کی ہے کہ اپنے کرم و دھرم کو قائم رکھنے

کے لیۓ اپنے دیوتا بھی ولایت کو ساتھ لے گئے ہیں حتیٰ کہ ہاتھ پاک کرنے کی مٹی بھی جہاز پر رکھ لی گئی ہے۔ بمقابلہ اور والیان ملک کے مہاراجہ نے نہایت پابندی مذہب کے ساتھ لندن کا سفر اختیار کیا۔ اودھ سے راجہ پرتاب بہادر سنگھ پرتاب گڑھ بھی گئے ہیں بعرضکہ احاطہ کلکتہ بمبئی مدراس اور لاہور وغیرہ سے خاص خاص رؤسا شرکت جشن تاجپوشی کے لیۓ جا رہے ہیں اور بہت بڑا صرف اپنے اوپر گوارا کیا ہے۔ دیکھا چاہیئے کہ بتقریب تاجپوشی ان کے واسطے کیا سلوک ہوتا ہے۔

وزیر اعظم انگلستان | ۱۳ر جولائی ۱۹۰۲ء کو لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان نے اپنی ملازمت سے استعفا دیدیا جس کو شاہ انگلینڈ و ہندوستان نے منظور فرمایا۔ بجائے ان کے مسٹر بالفور وزیر اعظم مقرر ہوئے۔

ایک عورت | ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء۔ آج کے اودھ اخبار میں درج ہے کہ ایک عورت متصل شہر نیپلز علاقہ ملک اٹلی میں رہتی تھی اس کی شادی کو ۱۹ سال ہوئے ہیں اس مدت میں اُس کے ۶۲ بچے پیدا ہوئے۔ ۵۹ لڑکے اور تین لڑکیاں۔ ۹ برس کے عرصہ میں گیارہ توام لڑکے پیدا ہوئے اور پانچ مرتبہ چار چار اور تین مرتبہ تین تین اور ایک مرتبہ چار بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی اور کچھ زمانے میں صرف ایک ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اب اس کی عمر ۵۰ برس کی ہے اور ضعیف اور ناتواں ہوگئی ہے۔ کچھ کام اس سے نہیں ہوتا لہذا اٹلی کے بادشاہ کو ایک عرضداشت بھیجی گئی ہے کہ اُس کا کچھ گزارہ مقرر کر دیویں۔

شاہ سرویہ | ۱۹ر جون ۱۹۰۳ء۔ ۱۲ر جون ۱۹۰۳ء کے تار برقی میں درج ہے کہ الیگزنڈر شاہ سرویہ مع ملکہ ڈریگا کے اپنے ایوان میں قتل کر دیئے گئے اور اُن کے ساتھ میں وزیر اعظم

سروِیہ ایک جنرل فوج بھی مقتول ہوئے، خود اُن کی فوج نے انھیں قتل کیا وجہ قتل یہ معلوم ہوئی کہ کل رعایا شاہ سے ناراض تھی۔ ۱۴ راگست ۱۸۷۶ء کو شاہ سروِیہ پیدا ہوئے۔ ۱۳ راپریل ۱۸۹۳ء کو تخت نشین ہوئے تھے اور ۲۱ رجولائی ۱۹۰۰ء کو شاہ سروِیہ نے اپنی نسبت میڈم ڈریگا سے کی۔ اور ۵ راگست ۱۹۰۰ء کو شادی ہوگئی، ڈریگا بادشاہ کی والدہ کی پیش خدمت تھی جس کی عمر اس وقت ۳۰ سال کی تھی یعنی بادشاہ سے عمر میں بڑی تھی۔ اس کا شوہر مرچکا تھا مگر بوجہ حسین ہونے کے بادشاہ نے اُس کے ساتھ عقد کرلیا۔

وفات سالسبری | ۲۶ راگست ۱۹۰۳ء۔ ۲۲ راگست سن الیہ کو لارڈ سالسبری سابق وزیر اعظم انگلستان نے بمقام لندن قضا کی۔

بلغاریہ | سرحد بلغاریہ پر پہلی بغاوت ہوئی لہذا فوج سلطان ٹرکی واسطے تادیب کے بھیجی گئی اور سلونیکا کے قریب کل جماعت باغیوں کی گولہ اندازی افواج ٹرکی سے مقتول ہوئی۔

ترکی | ۱۶ رستمبر ۱۹۰۳ء۔ ممالک مقدونیا و بلگیریا و سلونیکا کی بغاوت سے آج کل بڑی بدنظمی سلطان ٹرکی کی عملداری میں ہے اور افواج ٹرکی باغیوں کو گوشمالی واجب دے رہی ہے ہزاروں آدمیوں کا کشت وخون ہو رہا ہے۔ سلاطین یورپ سلطان کو الگ دھمکی دے رہے ہیں کہ بدنظمی جلد دور کی جائے

۷ رستمبر ۱۹۰۳ء انگلستان میں جو طوفان ابر و باد کا آیا تھا اس سے ۶۳ جہاز تباہ ہوگئے اور ان میں کا کوئی آدمی نہیں بچا۔

آج کل یورپ میں باہم سلاطین میں انواع و اقسام کے نزاعات پیدا ہیں اور

عموماً سلطان ترکی کو کل سلاطین دبا رہے ہیں اور کوئی شک نہیں کہ وہ بتیس دانتوں میں ایک زبان ہے۔

جنگ روس وجاپان | ۱۲ر فروری ۱۹۰۴ء۔ ۱۲ر فروری سن الیہ کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ ۹ر فروری ۱۹۰۴ء کو بوقت ۱۰ بجے دن مابین روس وجاپان لڑائی شروع ہوگئی اور جاپانی تارپیڈو کشتیوں نے بمقام پورٹ آرتھر روسی جہازوں پر حملہ کیا۔ یہ لڑائی دو بڑی سلطنتوں میں شروع ہوئی ہے دیکھا چاہئے کیا انجام ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ معمر شخص | ۱۴ر مارچ ۱۹۰۴ء۔ دنیا بھر میں سب سے سن دراز و معمر شخص شہر ماسکو (روس) کا فار دوستے ہے، اس کی عمر ۱۳۶ برس کی ہے اور اس کی بصارت علی حال بھی قائم ہے اس کا باپ ۱۲۰ برس کا ہو کر فوت ہوا تھا۔

جاپان کے سپاہی | ۳۰ر اپریل ۱۹۰۴ء۔ آج کے اخبار میں میں نے پڑھا کہ جاپان کے مرد و عورت دونوں اپنی بہبودی ملک کے عاشق ہیں جس کی تصدیق مضامین ذیل سے ہوتی ہے۔ ایک سپاہی لڑائی پر جاتا تھا۔ اس نے اپنے ایک دوست سے جو اسے پہنچانے آیا تھا بیان کیا کہ مجھے ایک روز مرنا ہے پس بہتر ہے کہ ہم اپنے ملک کے لئے مریں اگر میں بستر مرگ پر مروں گا تو کیا خاک میری ماں کو تسلی ہوگی۔ ایک عورت نے اپنے بیٹے سے جب وہ لڑائی پر جاتا تھا کہا کہ تم لڑائی پر جاتے ہو پھر گھر کو واپس نہ آنا۔ اگر تم واپس ہوئے تو میں معاف نہ کروں گی۔ قصبہ نکاس کی ایک عورت کو جب معلوم ہوا کہ اس کا بیٹا اس بنا پر جنگی خدمت سے معاف کردیا گیا کہ وہ اکیلا اپنی ماں کا پرورش کرنے والا تھا تو اس نے فوراً خودکشی کرلی اور اس نے ایک خط میں بیان کیا کہ میں نے اس وجہ سے خودکشی کی کہ میرا بیٹا اپنے ملک کے لئے روسیوں سے آزادی کے ساتھ

لڑ سکے۔ دم توڑنے کے وقت اس نے وہ خنجر جس سے خودکشی کی تھی اپنے بیٹے کو دے دیا کہ وہ اس کو دشمن کے خلاف کام میں لائے لڑکے نے خنجر کو کمر سے باندھ لیا اور فوراً جنگ میں شریک ہونے کی درخواست پیش کردی۔ واہ رے ملکی ہمدردی! جب کہ ایسی ہم قومی و ملک کی ہمدردی ہو تو کیوں نہ اس ملک کے بادشاہ کو پوری کامیابی حاصل ہوسکے۔

جنگ روس و جاپان | یکم جون ۱۹۰۴ء۔ مابین جاپان اور روسیوں کے ہنوز جنگ جاری ہے دو مقاموں پر سخت لڑائیاں ہوئیں ایک دریائے یالو پر ۲ مئی کو، دوسری نان شان پر ۱۵ مئی کو اور ان دونوں جنگوں میں جاپانیوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ نیز پورٹ آرتھر میں، نان شان کی جنگ میں جاپانیوں کو ۷۳ توپیں کلدار باقی میدانی اور بندوقیں و گولے بارود حاصل ہوئی اور بہت سے روسی گرفتار ہوئے۔

دنیا کی قومیں | ۱۲ جون ۱۹۰۴ء۔ فرانس کے ایک پروفیسر کے پاس کل روئے زمین کی اقوام کے آدمیوں کے سر موجود ہیں۔ ان کی تعداد ۲۰ ۹ ہے۔ اس سے صاف ہویدا ہے کہ تمام دنیا میں ۲۰ ۹ قومیں آباد ہیں۔

جنگ روس و جاپان | یکم جولائی ۱۹۰۴ء۔ اب تک جس قدر لڑائیاں مابین جاپان و روس ہوئیں ان سب میں جاپانی فتح یاب ہوئے اور ۲۸ جون کی جنگ میں انھوں نے کئی مقامات منچوریا کے روسیوں کے مقابلے میں فتح کرلئے

۶ ستمبر ۱۹۰۴ء۔ آج کل خوب گھمسان لڑائی مابین جاپان اور روسیوں کے بمقام لیونگ متعلقہ منچوریا (چین) ہو رہی ہے۔ ڈھائی ڈھائی لاکھ فوج و تیرہ سو توپیں دونوں جانب ہیں اور ہزاروں آدمی دونوں طرف مقتول و مجروح ہو رہے ہیں۔ ۲۴، ۲۸ اگست سن الیہ کے مابین سخت لڑائیاں ہوئیں اور تیسری ستمبر سن الیہ بوقت ۹ بجے صبح کے جاپانیوں

نے روسیوں سے یونگ چھین لیا اور اپنا قبضہ و دخل کیا جنرل کروپٹن روسیوں کی طرف افسر اعلیٰ ہیں اور جنرل کروکے اور جنرل آوکر جاپانیوں کی جانب سے۔

اصطباغ ولی عہد روس | ۲۰ ستمبر ۱۹۰۴ء۔ اصطباغ ولی عہد روس۔ اودھ اخبار محررہ امروزہ سے واضح ہوا کہ شہنشاہ روس نے بعد اصطباغ اپنے بیٹے شہنشاہ زادہ کی پیدایش کی یادگار میں اپنے دست مبارک کا لکھا ہوا حکم مشعر بدیں خلاصہ نافذ کیا کہ :۔

۱۔ فوج بحری و بری کو جو مکرر ارتکاب جرم پر سزائے جسمانی دی جاتی تھی وہ نہ دی جاویگی۔

۲۔ بقایا مال گزاری ٹکس و محصول معاف کیا گیا۔

۳۔ پیداوار زمانہ قحط کی تقاوی کاشتکاروں کو معاف ہوئی

۴۔ بہت سے جرمانے معاف ہوئے۔

۵۔ قیدیوں کی سزا میں جو پولیٹیکل قیدی اپنے زمانۂ قید میں نیک کردار رہے ان کی سزا ختم ہونے پر انھیں سول اختیارات دئے جائیں۔

۶۔ جن لوگوں نے قبل پندرہ سال پولیٹیکل جرائم کئے ہیں اور ان کا پتہ نہیں ہے اب ان پر جرم عاید نہ ہوگا۔

۷۔ جو پولیٹیکل مجرم روس سے بیرونجات کو بھاگ گئے ہیں اگر وہ پھر اعادہ چاہیں تو وزیر داخلہ سے درخواست کریں۔

۸۔ فن لینڈ کی باقیات مال گزاری و ٹکس بابت ۱۹۰۴ء جو شہنشاہ زادہ کی پیدائش تک ادا نہیں کئے گئے وہ سب معاف کئے گئے اور وہاں کے کاشتکاروں کو جو نقد روپیہ یا غلہ دیا گیا اس میں سے ایک چوتھائی معاف ہوگا۔

۹۔ موضعوں اور قصبوں پر اپنی طرف سے لوگ منتخب نہ کرنے کی علت میں جو جرمانہ

کیا گیا تھا وہ بھی معاف کر دیا گیا۔

۱۰۔ جو لوگ بغیر منظوری فن لینڈ سے چلے گئے تھے، ان کو ایک سال کے اندر واپس آنے کی اجازت دی گئی۔

۱۱۔ ان میں سے جو لوگ ملازم فوج تھے وہ فوراً واپس آکر حکام فوجی کو رپورٹ کریں، ان کو سزا نہ دی جائے گی۔

۱۲۔ فوجی کاموں سے گریز کرنے کے جرم میں خاندان یہود پر جو جرمانہ ہوا تھا وہ بھی معاف کیا گیا۔

معاہدہ تبت و برٹش | ۷ ستمبر ۱۹۰۴ء۔ برٹش گورنمنٹ اور تبت کے مابین حسب ذیل عہدنامہ ہوا

۱۔ تبت پابند ہوگا کہ مقامات بٹنگ، گیانٹسی اور گرٹوک میں بازار قائم کرے۔

۲۔ تبت نصف ملین اسٹرلنگ تاوان جنگ ادا کرے۔ اس کی سالانہ تین اقساط ہوں گی

۳۔ برٹش فوج وادی چمبی پر اس وقت تک رہے گی جب تک کہ تاوان جنگ ادا نہ ہو۔

۴۔ برٹش گورنمنٹ کی رضامندی کے بغیر کوئی غیر سلطنت تبت کے کسی علاقہ پر قبضہ نہ کرے گی کسی سلطنت کو اس کا پٹہ دیا جائے گا

۵۔ کوئی غیر سلطنت معاملات تبت میں دست اندازی نہ کرے گی۔ نہ کوئی سڑک یا ریلوے یا تاربرقی قائم کرے گی اور نہ کوئی کان کھدوائے گی۔

گھڑی کی ایجاد | ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۴ء۔ پیٹر اہیم نے ۱۵۰۴ء میں گھڑی ایجاد کی تھی جس کی یادگار مقام نورم برگ میں قائم ہونے والی ہے۔

شہزادہ کابل | ۲۵ دسمبر ۱۹۰۴ء۔ سردار عنایت اللہ خاں خلف اکبر امیر حبیب اللہ خاں والی کابل براہ لاہور الہ آباد روانہ کلکتہ ہوئے جہاں لارڈ کرزن صاحب وائسرائے ہند

سے ۲۷ دسمبر ۱۹۰۴ء کو ملاقات کریں گے۔ سردار صاحب کی عمر ۱۶ سال ہے اور پانچ سو افغان ان کے ساتھ ہیں اور کل خرچہ ان کی آمد و شد کا گورنمنٹ برداشت کرے گی۔

راشچائلڈ | یکم جنوری ۱۹۰۵ء۔ راشچائلڈ انگلستان میں ایک مشہور مہاجن ہے اس کے تمول کو بعض سلطنتیں بھی نہیں پہنچ سکتیں۔ اس کی منٹوں کی آمدنی لاکھوں شمار کی گئی ہے۔ جو نصائح اس نے اپنے خاندان کو کئے ہیں وہ غور کے قابل ہیں

۱۔ اپنے کاروبار کے ہر جز پر نہایت احتیاط کے ساتھ غور کرو

۲۔ ہر کام کو بہ مستعدی انجام دو۔

۳۔ ہر ایک معاملہ کا بعد غور کامل فیصلہ ناطق کرو۔

۴۔ اس قسم کی کوششیں کرتے رہو جو باعث ترقی ہوں۔

۵۔ جو مصائب و تکالیف پیش آویں ان کو صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرو۔

۶۔ تا قیام زندگی ہر ایک کام میں کوشش و سعی بلیغ کرتے رہو۔

۷۔ راست بازی کو مقدم سمجھو۔

۸۔ کاروباری معاملہ میں ہرگز جھوٹ نہ بولو۔

۹۔ لوگوں سے فضول ملاقات نہ کرو

۱۰۔ اپنا فرض بمستعدی ادا کرو۔

۱۱ اپنے اوقات عمدہ کاموں میں صرف کرو

۱۲۔ جو امور اتفاقی پیش آئیں ان کا زیادہ مت خیال کرو۔

۱۳۔ اپنے متعلقہ کاموں کو نہایت محنت و مستعدی کے ساتھ انجام دو

جنگ روس و جاپان | ۱۸ فروری ۱۹۰۵ء۔ جاپانی روس کو منچوریا میں برابر شکست پر

شکست دے رہے ہیں۔ پورٹ آرتھر ان سے چھین لیا اور مکڈن میں بھی شکستیں دے رہے ہے ادھر سے سینٹ پیٹرس برگ دارالخلافت روس و وارسا وطفلس وغیرہ میں لاکھوں آدمی بلوہ کر رہے ہیں حضرت شہنشاہ روس محل میں چھپے ہیں۔ فوجیں بلوائیوں کا مقابلہ کر رہی ہیں جس کی وجہ سے زائد فوجیں واسطے مقابلہ جاپان کے منچوریا نہیں جا سکتی ہیں۔ ۸ر فروری ۱۹۰۴ء کو جنگ شروع ہوئی تھی اور ہنوز برابر قائم ہے۔ جنرل اسٹوسل پورٹ آرتھر سے اس شرط کے ساتھ رہا ہوئے کہ وہ آئندہ کسی جنگ میں جاپانیوں کے مقابلہ میں نہ آئیں گے اور جنرل کروپٹکن موکڈن میں شکستیں کھا رہے ہیں جو گورنمنٹ روس سے وعدہ کر کے آئے تھے کہ جاپانیوں کو سمندر میں ڈبو دوں گا۔

۱۶ر مارچ ۱۹۰۵ء۔ جاپانیوں نے موکڈن واقع منچوریا کو روسیوں سے چھین لیا۔ اس لڑائی میں دو لاکھ روسی فوج قتل ہوئی اور چالیس ہزار مقید اور پانچ سو توپیں علاوہ بہت سے سامان رسد وغیرہ کے جاپانیوں کے ہاتھ آئیں۔ جنرل کروپٹکن جو جاپانیوں کو شکست دینے کے واسطے روس سے آئے تھے انھوں نے شہنشاہ روس کو درخواست دی ہے کہ ان کی جگہ پر کوئی دوسرا جنرل بھیجا جاوے اب اُن کے آرام کرنے کے دن ہیں

متفرق معلومات | ۴ر اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ آلپین بنانے کا سب سے بڑا کارخانہ برمنگھم واقع انگلستان میں ہے جہاں ہر روز تعطیل وغیرہ کا زمانہ چھوڑ کر ۳ کروڑ ۷۰ لاکھ آلپینیں تیار کی جاتی ہیں۔

نیوزی لینڈ کے جنوب میں جزائر کا ایک مجمع جو سات بہنیں کہلاتا ہے اس میں ہمیشہ بارش ہوا کرتی ہے۔

سمندر کا پانی نہایت ہی مقوی جگر، معدہ وگردہ ہوتا ہے

روس میں بغاوت | ۱۸ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ روسی سلطنت کے ہر صوبہ میں غدر و فساد تو ہو ہی رہا تھا۔ اب فوج بحری و بری نے بھی بغاوت شروع کر دی ہے، چنانچہ اخبارات سے واضح ہوتا ہے کہ روسی فوج ہاربن نے بھی غدر کر دیا اور شہر مذکور کو لوٹ و جلا کر خاکستر کر دیا یہ بداقبالی نکولس دوم شہنشاہ روس کی ہے

اسپین | ۵ جون ۱۹۰۶ء۔ ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء کو شاہ الفانسو اسپین کی شاہزادی اینا انگلستان سے شادی ہوئی۔ جب جلوس گرجا گھر سے ایوان خاص کو چلا تو کسی بدمعاش نے ایک گولہ جمکدار فولاد کا پھینکا جو شاہ کے گھوڑوں کے نیچے گر کر پھٹا۔ گاڑی شاہی کے پہیوں کو سخت نقصان پہنچا، گھوڑے ہلاک ہو گئے۔ تین افسر و سات سپاہی اور پانچ تماشائی ہلاک ہوئے اور ایک سو آدمی سخت مجروح ہوئے۔ تحقیقات ہو رہی ہے، شاہ اور ان کی بیگم محفوظ ہیں۔

شہد کی مکھیوں کے چھتے | ۹ نومبر ۱۹۰۶ء۔ اسپین میں شہد کی مکھیوں کے چھتے سولہ لاکھ نوے ہزار ہیں۔ ان میں سے ۱۹ ہزار ٹن شہد نکلتا ہے اور مقام سویل واقع جرمنی میں ۲۰ لاکھ چھتے شہد کی مکھیوں کے ہیں۔ ۲۰ ہزار ٹن ان میں سے شہد نکلتا ہے (از اودھ اخبار مورخہ امروزہ)

امیر کابل | ۶ جنوری ۱۹۰۷ء۔ امیر حبیب اللہ خاں والی کابل بعزم سیاحت ہندوستان ۲ جنوری ۱۹۰۷ء لنڈی کوتل سرحد ہندوستان میں داخل ہوئے۔ ان کے ہمراہ گیارہ سو آدمی سوار و پیدل ہیں۔ امیر کی بہت خاطر و مدارات ہو رہی ہے اور جب ۳ جنوری سن الیہ کو داخل پشاور ہوئے تو ان کے قدموں کے پاس اکیس ہزار کی گیارہ تھیلیاں منجانب گورنمنٹ بطور نذرانہ رکھی گئیں۔ امیر نے قبول کیا۔

شاہ ایران | ۱۱ جنوری ۱۹۰۷ء۔ ۸ جنوری ۱۹۰۷ء کو وقت ۱۱ بجے رات کو مظفر الدین شاہ بادشاہ ایران نے قضا کی۔

امیر کابل | ۱۳ر جنوری ۱۹۰۷ء۔ امیر حبیب اللہ خاں والی کابل اب بادشاہ قرار دئے گئے ہیں اور ہمارے شہنشاہ ایڈورڈ نے ان کو خطاب ہز مجسٹی کا عطا کیا ہے جس کے معنی بادشاہ کے ہیں اور اسی مضمون کا انھوں نے تار بھی بمقام لندن کو تل دیا تھا۔ جس میں لقب ہز مجسٹی درج تھا۔ امیر کابل قبل تشریف آوری آگرہ کے اول ۸ر جنوری کو بمقام سرہند علاقہ پٹیالہ کو اس غرض سے تشریف لے گئے کہ حضرت امام ربانی یعنی مجدد الف ثانی کے مزار پر فاتحہ پڑھیں۔ جو مقام سرہند سے دو میل فاصلہ پر واقع ہے، یہ ایک کابلی بزرگ ہیں جو شہنشاہ اکبر کے عہد سلطنت میں ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اولاً انکی شہنشاہ نے بہت قدر و منزلت کی لیکن وہ مذہبِ شاہ پر معترض ہوئے تو اُن کی وقعت فی الجملہ گھٹ گئی۔ بعد انتقالِ شہنشاہ اکبر جہانگیر شاہ کا زمانہ آیا تو اراکین سلطنت کی شکایتوں پر پیر صاحب قلعہ گوالیار میں چند سال کے واسطے قید کر دیے گئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد جب سلطنت میں کچھ بیقراری پیدا ہوگئی تو جہانگیر نے نہایت اعزاز کے ساتھ حضرت کو قید سے رہائی دے کر اپنے پاس بلا لیا اور خود بھی مرید ہوگئے اور تقریباً تیرہ ہزار آدمی اراکین سلطنت میں سے جو مخالف تھے وہ سب کے سب پیر صاحب کے مرید ہوگئے اور ہر ایک حکم اُن کا بطیب خاطر بجا لایا گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اسی زمانے میں پیشین گوئی کی تھی کہ آئندہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جب درانی قوم کے افغان تخت کابل پر مسلط ہوں گے چوں کہ امیر حبیب اللہ خاں درّانی نسل سے ہیں لہٰذا جب وہ ہندوستان کو تشریف لائے تو انھوں نے حضرت صاحب کے مزار پر جا کر نہایت عقیدت کے ساتھ فاتحہ خوانی فرمائی۔

۱۰ر جنوری ۱۹۰۷ء اخباروں سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں امیر کابل جو ہندوستان تشریف لائے ہیں منجانب برٹش گورنمنٹ ان کی بہت بڑی خاطر داری اور

اعزاز ہو رہا ہے جیسا کہ کسی اور نے کسی اوران کے ماسبق کا نہیں کیا۔ بمقام آگرہ لفٹنٹ گورنر اضلاع متحدہ آگرہ و اودھ ولارڈ منٹو گورنر جنرل وائسرائے ہند نے بڑی بڑی دعوتیں کیں جس سے امیر بہت خوش ہوئے اور ایک موٹر کار گاڑی قیمتی تین ہزاران کی نذر کی گئی اور لارڈ منٹو نے امیر کو ہاتھ کا معزز تمغہ پہنایا

۱۹ر جنوری ۱۹۰۷ء۔ امیر حبیب اللہ خاں کا یادگار حکم:۔ چوں کہ نماز عید الضحیٰ امیر صاحب دہلی کی جامع مسجد میں پڑھیں گے لہذا دہلی کے مسلمانوں نے چاہا کہ ایک سو گائیں قربانی کریں۔ جب امیر صاحب کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو انھوں نے حکم دیا کہ ہم ہندوستان کو بنا بر سیر و تفریح آئے ہیں نہ کسی فریق کے دل دکھانے کو۔ ہم یہی بات جس پر اہل اسلام و اہل ہنود کے اکثر جھگڑے ہوتے ہیں ناپسند کرتے ہیں اور بجائے اُس کے اگر مسلمان بکرے ذبح کریں گے تو باعث ہماری خوشی کا ہوگا۔ چنانچہ اب یہی ہونے والا ہے۔ اہل ہنود اس بات سے بہت خوش ہوئے اور جا بجا کو مبٹیاں کرکے اظہار خوشی کے تار امیر صاحب کی خدمت میں بھیج رہے ہیں۔

۲۲ر جنوری ۱۹۰۷ء۔ ۱۶ر جنوری ۱۹۰۷ء کو امیر حبیب اللہ خاں امیر کابل علی گڈھ میں تشریف لائے اور کالج علی گڈھ کو غور و خوض کے ساتھ دیکھ کر نسبت تعلیم مذہبی کے واقفیت حاصل کی اور خوش ہوئے اور مبلغ ۲۰ ہزار روپے بنا بر اعانت کالج مرحمت فرمائے اور چھ ہزار روپیہ سالانہ دینے کا وعدہ کیا۔

شاہ ایران | ۲۰ر فروری ۱۹۰۷ء۔ شاہ مظفر الدین متوفی ایران کی بجائے محمد علی مرزا تخت نشین ہوئے۔

امیر کابل | ۱۹ر مارچ ۱۹۰۷ء۔ امیر حبیب اللہ خاں امیر کابل کے ہندوستان میں تشریف

سے افغانستان کے متعصب فرقے بہت ناراض ہو رہے ہیں اور جن خاص امور پر اعتراض ہے وہ یہ ہیں کہ امیر نے انگریزی افسروں کے ساتھ کھانا کھایا۔ ان سے بہت اظہار دوستی کا کیا۔ یورپین لباس اختیار کیا اور بہت سی انگریزی چیزیں مول لیں۔ ایک پل کا تمام سامان خرید کیا۔ کلکتہ میں امیر فراماسن ہو گئے۔ جلال آباد کے قریب ضلع لغمان میں ملاؤں کا ایک بہت بڑا جلسہ ہوا اور اشتعال طبع دلانے والی تقریریں کی گئیں اور یہ الزام لگایا گیا کہ امیر نے فراماسن ہو کر اپنا مذہب بدل دیا۔ بعض غالی ملاؤں نے یہ بھی کہا کہ اب وہ ہم پر قابل حکمرانی نہیں۔ اس جلسہ کو سردار عنایت اللہ خاں خلف اکبر امیر حبیب اللہ نے منتشر کر دیا۔

شاہ ایران | ۲۰ مارچ ۱۹۰۷ء۔ محمد علی شاہ بادشاہ ایران مظفر الدین شاہ مرحوم کے خلف اکبر ہیں جن کی عمر ۳۴ سال ہے ۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی شادی ملکہ جہاں خاتون وزیر جنگ کی بیٹی سے ہوئی۔

شاہ پرتگال | ۷ فروری ۱۹۰۸ء۔ آج کے روزانہ اخبار سے معلوم ہوا کہ شاہ کارلوز پرتگیز اور ان کے بیٹے ولی عہد اور ملکہ پرتگیز جب گاڑی پر سوار جا رہے تھے اور ان کا چھوٹا بیٹا بیوک گاڑی پر سوار تھا تو تین شخصوں نے گاڑی پر چڑھ کر ریوالور طمنچہ سے شاہ اور ولی عہد کو گولیوں سے مار ڈالا صرف ملکہ اور ان کا چھوٹا بیٹا محفوظ رہا۔ قاتل گرفتار ہو کر قتل کئے گئے۔

سلطان روم | ۲۶ اگست ۱۹۰۸ء۔ سلطان عبدالحمید خاں نے قسطنطنیہ میں اپنی گورنمنٹ قائم کی۔ اگرچہ بعض وزراء وغیرہ اس کے خلاف تھے لیکن سلطان نے اس کی کوئی پروا نہیں کی اور ان کو موقوف کر کے جدید وزراء مقرر کئے لیکن عموماً سلطان کی کل رعایا نے اظہار خوشی کا کیا اور یورپین بادشاہ بھی پارلیمنٹ قائم ہونے سے بظاہر رضامند

دخوش ہیں۔

ایران | ۲۰ر ستمبر ۱۹۰۸ء۔ اخباروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت ایران میں غدر ہو رہا ہے۔ بادشاہ ایران آئینی حکومت کو پسند نہیں کرتے اور رعایا اسی کی خواستگار ہے، لہذا رعایا و بادشاہ میں بمقام تبریز سخت لڑائی ہوئی اور برابر خونریزی ہو رہی ہے، دیکھا چاہیئے کہ اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

چین | ۱۸ر نومبر ۱۹۰۸ء۔ آج کے اودھ اخبار سے معلوم ہوا کہ ۱۴ر نومبر کو شاہنشاہ چین نے اور ۱۵ر نومبر کو بیوہ شاہنشاہ چین نے انتقال کیا۔

ترکی | ۳۱ر دسمبر ۱۹۰۸ء سلطان ٹرکی نے ۱۷ر دسمبر ۱۹۰۸ء کو پارلیمنٹ کا افتتاح کیا اور دستوری انتظام کے آغاز سے اپنی مسرت ظاہر کی۔

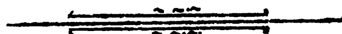
یکم مئی ۱۹۰۹ء۔ آج کے اودھ اخبار سے واضح ہوا کہ ۲۷ر اپریل ۱۹۰۹ء کو عبدالحمید خان سلطان روم حسب فتوائے شیخ الاسلام تخت سے اتار دیے گئے کہ انھوں نے احکام شرع شریف کے خلاف کیا اور بے گناہوں کا خون بہایا اور رشید آفندی ان کے چھوٹے بھائی کو جن کی عمر ۶۵ سال کی ہے، بہ لقب محمد پنجم تخت نشیں کیا۔ سلطان عبدالحمید کی عمر ۶۸ سال کی ہے۔ انھوں نے ۳۳ برس حکومت کی۔ ان کا منشا یہ تھا کہ پارلیمنٹ بھی قائم ہو اور میرا بھی اختیار رہے۔ اس وجہ سے بڑا کشت و خون ہوا۔ سلطان عبدالحمید خاں مع گیارہ بیگمات و دو چھوٹے بیٹوں کے سلونیکا کو منتقل ہوئے اور بحالت جلا وطنی وہیں سکونت گزیں ہوں گے۔ ۲۹ر اپریل ۱۹۰۹ء کو سلونیکا بھیجے گئے۔

یکم جون ۱۹۰۹ء۔ سلطان عبدالحمید خان کی ذاتی دولت پانچ کروڑ پونڈ ہے

جو معرض ضبطی میں آئے گی اور مصارف سلطنت میں صرف ہو گی۔

ایران | ۲۱ر جولائی ۱۹۰۹ء۔ ۱۷ر جولائی ۱۹۰۹ء کو شاہزادہ ولی عہد سلطان احمد مرزا فرزند دویم شاہ ایران مشتہر ہوئے اور فرقہ نیشنلسٹ کے خوف سے جس کے سرگروہ اسد خاں ہیں محمد علی شاہ ایران نے روسی سفارت خانہ میں پناہ لی۔

ترکی | ۲۹ر جولائی ۱۹۰۹ء۔ سلطنت قسطنطنیہ کی پارلیمنٹ نے چودہ ہزار تین سو پچھتر روپیہ ماہوار مشاہرہ سلطان معزول عبدالحمید خاں کا مقرر کیا۔



باب چہارم

مقامی حالات

عملیات | ۱۹ر اگست ۱۸۶۹ء بمقام سندیلہ:- آج ہری ہر شاہ فقیر شاہ اندر رائن نے حامد حسین کو طلب کیا اور شاہ اندر رائن کی قبر کے سامنے ان کو کھڑا کیا، کھڑے ہونے کے ساتھ ہی حامد حسین نے غل وشور مچایا اور کہا کہ میں حسن علی شاہ کا پامئو کا ہوں۔ حامد حسین کے سر کے بالوں پر عاشق ہو کر ۱۰ دن سے ان کے ساتھ رہتا ہوں لیکن اب چھوڑتا ہوں ہرگز نہ آؤں گا۔ غرض کہ ہری ہر شاہ نے حامد حسین کے چہرہ پر کچھ پڑھ کر پھونک ڈالی اور حسن علی شاہ چلے گئے اور حامد حسین صحیح وسالم ہو گئے۔ یہ کیفیت میری چشم دید ہے معلوم نہیں کہ کیا اسرار تھا۔

راجہ گوالیار کی طوائف | ۱۹ر مئی ۱۸۷۰ء۔ دریافت ہوا کہ راجہ گوالیار اپنی طوائف چندر بھاگا کے لینے کے واسطے لکھنؤ آئے تھے جس نے منشی محمد حسین وکیل سے عقد کر لیا ہے، رات کے وقت وکیل کے مکان پر چڑھ دوڑے، وکیل صاحب تو بھاگ گئے تھے مگر چندر بھاگا کو گوشمالی معقول دی۔

ایک انگریز انجینیر | ۱۴ر اگست ۱۸۷۴ء کنبلس صاحب انجینیر کا کوری اکثر کا ہو رہیں بجلسہ نازنیناں رہا کرتے ہیں، شاید عنقریب کسی مس کو پسند کر کے شادی کر یا گے جس کی وجہ

سے اکثر کاغذات بلا دستخطی رہتے ہیں اور کوئی کام اجرا نہیں ہوتا

ایک تکیہ کلام | ۱۹ نومبر ۱۸۷۵ء - یعقوب خاں سابق کمیدان عہد شاہی رئیس مرزا گنج نے قضا کی۔ ان کا عہد شاہی میں بہت دور دورہ تھا (میاں کی سر کی قسم) ان کا تکیہ کلام تھا۔ جاہل محض تھے لیکن آدمی خوش نصیب تھے بعمر ۶۵ سال قضا کی۔

جلوس شاہزادہ ویلس | ۶ و ۷ جنوری ۱۸۷۶ء - آج میں لکھنؤ گیا۔ قیصر باغ میں مقیم ہوا۔ شام کو شام کو سواری شاہزادہ ویلس بہادر ولی عہد ملکہ وکٹوریہ معائنہ کی، شاہزادہ صاحب بگھی چو اسپہ پر سوار تھے، ہزارہا خلقت تماشائی تھی عمر تخمیناً ۲۵ سال ہوگی۔

۷ جنوری ۱۸۷۶ء - آج شاہزادہ ویلس قیصر باغ میں ۹ بجے رات کو تشریف لائے منجانب تعلقہ داران اودھ دعوت بارہ دری قیصر باغ میں ہوئی، روشنی و آتشبازی عمدہ تھی، ایک تاج مرصع و بکس نقدی وغیرہ قیمتی تیس ہزار روپیہ منجانب تعلقہ داران پیش ہوا جس کو شاہزادہ صاحب نے منظور و قبول فرمایا۔

ایک رسوائی | ۲۷ فروری ۱۸۷۶ء - آج کل ہر گلی کوچہ میں تذکرہ مساۃ حلیم النساء زوجہ محمد اجمل کا ہوتا ہے اور کمال درجہ فضیحتی ہو رہی ہے۔ یہ مقام کمال عبرت کا ہے کہ جس شخص کا باپ عہدہ صدر اعلیٰ پر بمشاہرہ مبلغ ۸۰۰ روپیہ ماہواری ممتاز ہوا اس کی لڑکی بمقابلہ اپنے شوہر کے عدالت میں روبکاری کرتی پھرے۔

دعائے باراں ۲ اگست ۱۸۷۶ء - جس مقام پر طوائفان سندیلہ علم لے کر بلا میں مقیم ہوتی تھیں اور دعا باران رحمت کی کرتی تھیں شب کو کسی شخص نے بھیٹ[۵] کربلا میں آگ لگا دی

---

۵ بھیٹ اس اونچے ٹیلے کو کہتے ہیں جہاں برگ تنبول کی کاشت ہوتی ہے۔ یہ ٹیلے عموماً کسی تالاب کے کنارے منتخب کئے جاتے ہیں۔ کربلا سندیلہ میں ایک تالاب اس نام سے موسوم ہے جس کے کنارے عشرۂ محرم کو تعزیے دفن کئے جاتے ہیں۔ (ن)

اور چند بھیٹیں. جو ایک دوسرے سے پیوستہ تھیں سوخت ہو گئیں. بے چاری طوائفیں بباعث خوف بحالت سراسیمگی بھاگ کر اپنے اپنے گھر آئیں اور امیدواری بارش میں یہ سوختگی نصیب ہوئی۔

ایک لطیفہ | ۱۲ مئی ۱۸۹۰ء۔ احمد رضا خاں تھانہ دار ہوشنگ آباد ساکن رامپور واسطے ملاقات مولوی فضل الرحمٰن صاحب مراد آبادی فائز سندیلہ ہوئے اور مکان منشی فضل حسین پر قیام کیا اور مزاحاً یہ بات کہی کہ اگر مکان منشی صاحب کو بہشت قرار دوں تو ہو سکتا ہے کیونکہ مثل بہشت کے اس مکان میں پاخانہ نہیں ہے۔

نینی تال | ۲۴ ستمبر ۱۸۸۰ء۔ ۱۸ سن رواں کو نینی تال پہاڑ پر ایسا سیلاب آیا کہ ایک ٹکڑا پہاڑی کا پھٹ کر گرا جس سے بہت انگریز ہلاک ہوئے اور نینی تال والوں کو بہت بڑی مصیبت کا سامنا ہوا۔

آتش بازی | ۱۰ مارچ ۱۸۸۱ء۔ شام کو دریائے گومتی کے دونوں طرف اور کشتیوں پر نہایت عمدہ روشنی کی گئی اور آتش بازی چھوٹی. یہ دونوں چیزیں قابل دید تھیں جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اہتمام اس کا چودھری خصلت حسین صاحب تعلقہ دار سندیلہ و سکریٹری انجمن ہند سے متعلق تھا اور چودھری نصرت علی اسسٹنٹ سکریٹری کو بہ حسن کارگزاری کام متعلقہ نمائش اجناس گورنمنٹ سے حسب ذیل خلعت عطا ہوا:-

دوشالہ (یک)، رومال شالی (یک)، ڈوپٹہ بنارسی (یک)؛ جوڑہ پشمینہ (یک)، جملہ ۵ عدد۔ اور یقین ہے کہ ان کی تنخواہ میں بھی اضافہ ہو۔

تیتر کی چوری | ۲۰ اگست ۱۸۸۱ء۔ آج کل ایک مقدمہ چوری تیتر کا اجلاس منشی فضل حسین صاحب میں چالانی پولس دائر ہے کہ جس میں مسمی سرفراز علی رئیس زادہ شاہ آباد بھی ماخوذ ہیں۔

اور اکثر رئیس قصبہ مذکور مقدمہ مسطورہ کی پیروی کرتے ہیں۔

پیپر مل لکھنؤ | ۲۷ ستمبر ۱۸۸۱ء بہمراہی سید فضل حسین کارخانہ کاغذ سازی جو متصل دریائے گومتی لکھنؤ کے ہے۔ آج جا کر معائنہ کیا۔ واقعی بہت بڑا کارخانہ ہے جس میں صدہا آدمی ملازم ہیں اور دو انگریز بھی نوکر ہیں، کام بہت عجلت سے جاری ہے، بالفعل چھوٹی کل سے کاغذ بنتا ہے اور بڑی کل مرتب ہو رہی ہے۔

شادی کی تیاری | ۲۵ ستمبر ۱۸۸۳ء تحقیق و دریافت ہوا کہ حسب ایما چودھری محمد عظیم صاحب کے جن کو منشی فضل حسین صاحب سے لطف نہیں ہے، مرزا محمد علی بیگ تعلقہ دار او تک آباد[1] و ٹھاکر بھارت سنگھ تعلقہ دار ہتورہ[2] و راجا رندھیر سنگھ تعلقہ دار بھراول[3] مجمع کثیر سے شرکت شادی الطاف رسول خلف منشی فضل حسین میں کریں گے تا کہ اگر اچھے طور سے انتظام مہمان داری کا نہ ہو تو منشی فضل حسین کی بدنامی ہم چشموں میں ہو۔

تیتر الڑکا | ۱۲ مارچ ۱۸۸۴ء۔ کل بخانہ ملک مصطفےٰ احسین دو پہر کو فرزند نرینہ پیدا ہوا چونکہ لڑکا بعد تین لڑکیوں کے پیدا ہوا ہے اس وجہ سے عورتیں اس کو تیترا نامزد کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ایسا لڑکا ناقص ہوتا ہے باپ اس کو نہ دیکھے اس وجہ سے ملک صاحب سخت متردد ہیں اور اپنے گھر نہیں جاتے۔

غم مفارقت | شب کو دختر لالہ دولت رام جس نے اپنے شوہر منسا رام کے غم مفارقت دائمی میں کھانا پینا بالکل ترک کر دیا تھا اور یاد شوہر میں کیفیت جنوں کی پیدا ہو گئی تھی ۱۱ بجے رات کو بعمر ۱۷ سال فوت ہوئی۔ واقعی اس کو عشق حقیقی تھا اور زمانہ سابق میں ایسی ہی عورتیں ستی ہو جاتی تھی۔

---

[1] و [2] و [3] تحصیل سندیلہ کے چند تعلقوں کے نام

خط از جہنم | ۱۵ ر اکتوبر ۱۸۸۹ء۔ آج کل عجب نیرنگیاں سندیلہ میں وقوع پذیر ہیں کہ جن کا اظہار اس موقع پر بے محل نہ ہوگا۔ منشی .... کی عادت ہے کہ بلا وجہ لوگوں کو ستانے و دق کرنے کو اکثر خطوط گمنام ان کے نام بھیجا کرتے ہیں بلکہ اکثر اپنے دست و قلم سے لکھا کرتے ہیں جس کا جواب اسی طریقہ سے ان کو وصول ہوا کرتا ہے، بقول شخصے چاہ کندہ را چاہ در پیش، چنانچہ کئی روز ہوئے کہ ایک خط منجانب جناب منشی (اُن کے والد) صاحب مرحوم از مقام جہنم بنام (اپنے بیٹے) صاحب اس مضمون کا موصول ہوا کہ اقوخاں میرے پاس داخل جہنم ہوا، اُس سے معلوم ہوا کہ تم لوگوں سے خوش برتاؤ نہیں کرتے اور کُل اہل قصبہ کو اپنا دشمن کر لیا ہے، جس سے ایں جانب کو سخت ملال و تاسف ہے۔ قصد تھا کہ قبر توڑ کر نکل آؤں اور تم کو گوشمالی مناسب دوں لیکن یہ قانون قدرت کے خلاف ہے اس وجہ سے مجبور رہا۔ اگر تم اپنا طریق و عمل و طرز معاشرت درست نہ کروگے تو دوسرے نہج سے تمہاری تنبیہ و سرکوبی ہوگی:۔ یہ خط بدل اُن تحریرات کا ہے، جو وہ دوسروں کے دل دکھانے کے واسطے بھیجتے ہیں ورنہ اور رئیس بھی سندیلہ میں ہیں، اُن کے نام کیوں نہیں ایسے خطوط آتے، افسوس ہے کہ منشی موصوف نے اپنے وقار اور حرمت کو ایسا بگاڑا ہے کہ ادنیٰ درجہ کے لوگوں کو اُن کے نام تحریرات ہزل و تمسخر بھیجنے کی جرأت ہوتی ہے۔ خدا اُن کو رائے صائب عطا کرے۔

ایک عقد شرعی | ۱۰ ر دسمبر ۱۸۸۹ء۔ آج ۹ بجے رات کو عقد شرعی دختران وصی علی شاہ صاحب درگاہ کا فرزندان حامد علی و مشرف علی سے ہوا میں بھی شریک رہا، محمد ادریس خلف حامد علی کا عقد مساۃ کنیز فاطمہ اور نبی محمد عرف مسیح اللہ خلف مشرف علی کا مساۃ اللہ بخشی سے ہوا ایک ایک ہزار اور ایک ایک روپیہ مہر قرار پایا۔ دس بجے رات کو فراغت ہوئی، بعد

نکاح شاہ صاحب اپنے سر پر چکّی کے پل رکھ کر اور لڑکیوں کو پاپیادہ لے کر ان کی
سسرال پہنچا آئے۔ لڑکیاں سات سات پیوند کی چادریں اوڑھے تھیں اور پیجاموں میں
بھی پیوند لگے تھے۔ ایسے شرعی طریقے سے عقد سندیلہ میں کبھی نہیں ہوا۔ بروقت رخصتی دولھن ایک
کہرام عظیم تھا کل حاضرین کو رقت تھی ۔

ناک کٹ گئی | ۱۱ر جون سنہ ۱۸۹۱ء۔ آج مسماۃ ہیرانی طوائف سندیلہ کی ناک مسمی رگھو بر زرگر لکھنؤ
نے جڑ سے کاٹ لی عشق بازی کا یہی ثمرہ ہے ۔

لاڈو طوائف | ۱۶ر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء۔ آج مسماۃ لاڈو طوائف دختر مولا طوائف جس نے ایک مسجد
بازار برازہ امانی گنج میں تعمیر کی ہے میری عیادت کو آئی۔ اس کا عہد شاہی میں بہت بڑا
دور دورہ تھا۔ بوجہ مصاحبت نواب علی نقی خاں وزیر اعظم کل چکلہ[1] دار اس کے مطیع تھے
یہ ایک نقل مشہور ہے کہ اس نے اپنی تقریب مسی میں اہل ہنود سے گھوئیاں چھلوائی تھیں اب
بھی وہ خوش حال ہے۔ اس کے پاس ایک موضع موسومہ لاڈو کھیڑا ضلع اناؤ میں معافی ہے
جس کی نکاسی حال ۵۰۰ روپیہ سالانہ سے کم نہیں ہے ۔

گورنر کا دربار ضلع ہردوئی | ۲۹ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء۔ آج ۳ بجے شام کو سر آکلینڈ کالون صاحب بہادر
لفٹنٹ گورنر اضلاع مغربی و شمالی و چیف کمشنر اودھ کا دربار ہوا۔ مسٹر ولیم صاحب قائم مقام
کمشنر اضلاع لکھنؤ وغیرہ ہمراہ تھے۔ میری کرسی کا نمبر ۲۲ تھا۔ درباریوں میں جملہ تعلقہ داران و
رؤسا و معزز ممبران میونسپل و ڈسٹرکٹ بورڈ شریک تھے۔ منجانب باشندگان ضلع ہردوئی
چودھری محمد عظیم صاحب تعلقہ دار و رئیس سندیلہ نے ایڈریس اردو میں پڑھا جس کا جواب
لاٹ صاحب نے اسی زبان میں دیا۔ جملہ درباری حسب ہدایت کرنیل گوئن صاحب ڈپٹی کمشنر
ہردوئی عمامہ باندھے تھے۔ سوائے چند درباریوں کے جنھوں نے پرانے طریقے کو قائم رکھنے

---

[1] لہ عہد نوابان اودھ میں ڈپٹی کمشنر چکلہ دار کہلاتا تھا۔

کا عذر کیا تھا۔

<u>کیمیا سازی</u> | ۱۵ر نومبر ۱۸۹۲ء۔ آج قریب نصف شب بوقت ایک بجے مولوی لطف علی صاحب برادر کوچک شیخ مومن علی صدر اعلیٰ کا انتقال ہوا۔ آپ کو کیمیا کا بے حد شوق تھا۔ بعد ترک روزگار اسی عارضہ میں تا بہ زیست مبتلا رہے لیکن کبھی کامیاب نہ ہو سکے حتیٰ کہ دھونکتے اور پھونکتے پھونکتے بصارت بھی جاتی رہی۔ اب بعمر ۶۰ سال فوت ہوئے۔ ایک بیٹا محمد اجمل یادگار چھوڑا جو ریاست بھوپال میں تھانہ دار ہے۔

<u>سرد پانی</u> | ۲۹ر مئی ۱۸۹۳ء۔ بباعث شدت گرمی کے سرد پانی کی زیادہ خواہش رہتی ہے لہذا میں نے دو من شورہ خرید کیا جس سے پانی سرد کر کے پیتا ہوں جو معین ہضم بھی ہے۔

<u>تعلیم میں رشوت</u> | ۱۵ر نومبر ۱۸۹۳ء۔ پوسٹ کارڈ نور چشم سید مجتبیٰ علی محررہ ۱۲ر نومبر ۱۸۹۳ء بدیں مضمون سرڈے اسکول کانپور سے موصول ہوا کہ اکثر طلبا نے حسب خواہش مدرس اول مدرسہ مذکورہ کے یہ تدبیر کی ہے کہ فی طالب علم پچیس پچیس روپیہ کسی مہاجن معتبر کے پاس اس غرض سے جمع کر دے کہ طالب علم کامیاب سے مدرس مذکور رقم مجتمع بذریعہ مہاجن وصول کر لیں اور اس طریق میں اپنی توجہ خاص صرف کریں گے۔ بتائید اس امر کے کہ ان کے ساتھیوں نے فراہمی روپیہ کی تجویزیں کی ہیں پس میں نے بھی برخوردار مذکور کو ہدایت کی کہ اپنے ساتھیوں کی روش کی پابندی کریں میں بوقت ضرورت روپیہ بھیج دوں گا۔

<u>ناک کٹی</u> | ۲۰ر ستمبر ۱۸۹۴ء۔ آج کلو ولد فہم اللہ ڈنڈھا نے کلو خلف روح الدین کی ناک دانت سے کاٹ لی جو علیحدہ ہو گئی، یہ دونوں اشراف محلہ میں رہتے ہیں کچھ معاملہ عاشقی معشوقی کا تھا۔ کلو کچھ ایسا حسین و خوبصورت لڑکا نہ تھا لیکن طبیعت۔

<u>فاقے کے مارے</u> | ۲۶ر دسمبر ۱۸۹۴ء۔ آج میں ایک واقعہ افسوسناک حوالہ قلم کرتا ہوں جو باعث

عبرت ناظرین ہوگا۔ مجھے آج صبح کو اسسٹنٹ سرجن سندیلہ نے ایک خط بھیج کر اپنے شفاخانہ میں طلب کیا کہ میں ایک ملزم کا بہ حیثیت مجسٹریٹ بیان لکھوں جو جاں بلب ہے اور شفاخانہ میں زیر علاج مسماۃ پارتی زوجہ خوش حال چمار جنہ پور مزرعہ بھر میرہ تھانہ سندیلہ نے بوقت استفسار بیان کیا کہ وہ بیوہ ہے اور اس کے چار خورد سال لڑکے تھے۔ پانچ روز سے کچھ کھانے کو بسر نہیں آیا اور بھوک سے تڑپتے تھے۔ تب وہ اپنے لڑکوں کی ایسی حالت برداشت نہ کر سکی اور مرنے کو زندگی پر ترجیح دی سب اول اُس نے چاروں لڑکوں کا گلا استرے سے کاٹا اور پھر اپنے گلے پر استرا پھیرا جس سے نیم جاں ہے۔ سانس پیٹ کی کچھ بذریعہ زخم اور کچھ منھ سے نکلتی ہے۔ چند ساعت کے بعد لڑکا تو مر گیا۔ تینوں لڑکیاں زندہ ہیں جن کی صراحت عمر وغیرہ درج ذیل ہے :-

مسماۃ پھرنیا عمر دس سال	مسماۃ نکوئی عمر ۶ سال
مسماۃ دلاری عمر تین سال	مسمی گھاسی پسر متوفی ۵ سال

تینوں لڑکیاں غالباً بچ جاویں مگر ماں کی خیریت نہیں ہے جس کی عمر ۴۰ سال ہے، یہ فعل محض مجبوری سے ہوا، ورنہ اولاد سے دلاری دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے۔

حال وقال | ۱۸ جنوری ۱۸۹۹ء۔ آج رات سے منشی فضل رسول صاحب کا عرس شروع ہوا اور مشائخ لکھنؤ واسطے زینت محفل کے آرہے ہیں۔ کاش منشی صاحب[ل] اس مصنوعی حال قال کی مجلس موقوف کرکے دو چار ہزار بخش کھانے محتاجوں کو تقسیم کراتے تو شاید روح جناب مغفور کو زیادہ ثواب پہنچتا۔ اس مجلس کا یہی نتیجہ نکلا کرتا ہے کہ شہر کے لوگ حالیوں کا تماشا دیکھ کر قہقہہ لگاتے ہیں اور اُن کی شورش سے لطف گانے کا بھی مفقود ہو جاتا ہے

[ل] یعنی منشی فضل حسین صاحب جو اپنے والد منشی فضل رسول کا عرس کرتے تھے

اور کچھ عجب نہیں کہ ایسے افعال اور حرکات سے مرحوم کی روح کو صدمہ ہوتا ہو

ندوۃ العلما | ۱۰ اپریل ۱۸۹۵ء بارہ دری قیصر باغ میں جلسہ ندوۃ العلما منعقد ہوا ہے جس میں مشہور و نامی علما تمامی ہندوستان کے شریک ہیں۔ مقاصد جلسہ یہ ہیں کہ اہل اسلام کو ترقی علوم دینی و دنیوی میں توجہ و ترغیب ہو۔ جو اور قوموں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ دونوں وقت صبح و شام وعظ ہوتا ہے اور اس تمامی خرچ کے کفیل حضرت وکیل صاحب ہیں خدا ان کو اپنی کوشش میں کامیاب کرے۔

حصہ میلاد | ۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء۔ آج صبح کو چودھری نصرت علی صاحب خان بہادر رئیس مہتونڈ کے مکان پر محفل میلاد شریف منعقد تھی۔ اول پانچ پانچ لڈو جو اسی غرض سے تیار ہوئے تھے تقسیم ہوئے اور جب وہ باعث مجمع کثیر کافی نہ ہو سکے تو مٹھائی بازار سے منگا کر تقسیم ہوئی۔ اور جب وہ بھی غیر کافی ٹھیری تو سو روپیہ کے پیسے فی کس دو آنے کے حساب سے بانٹے گئے اور جب وہ بھی حساب نہ چل سکا تو ایک آنہ بعد ۲ پائی فی کس دیئے گئے۔ سنا گیا کہ ۱۶۵۰ روپے اس تقریب میں صرف ہوئے۔ اب سندیلہ میں مجلس کرنا بہت مشکل ہو گیا۔ نیکی تو درکنار برائی پیش قدمی کو تیار۔ اس وجہ سے متوسط لوگوں نے ایسا کرنا موقوف کر دیا ہے۔ کردن صد عیب نہ کردن یک عیب۔

کان میں دُر | یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء۔ آج مختظم حسین کا دُر طلائی داہنے کان سے اتارا گیا اور اس کا زرثمن اور مبلغ ۲ روپے اور شامل کرکے ۱۴ سیر پلاؤ پخت ہوا اور بعد نیاز پیران پیر دستگیر اس کی تقسیم عمل میں آئی۔ یہ ہمارے خاندان میں رسم ہے کہ بعد پیدائش فرزند پہلی گیارھویں پر پیر دستگیر کے نام سے داہنے کان کی کوچھیا میں دُر پہنایا جاتا ہے اور جب لڑکا گیارہ برس کا ہوتا ہے وہ دُر فروخت کرکے اور کچھ اپنے پاس سے شامل کرکے پلاؤ

پکتا ہے اور بعد نماز اس کی تقسیم ہوتی ہے۔

ایک تعلقہ دار کی فریاد | ۹ر اگست ۱۸۹۹ء آج منشی رحمت اللہ تحصیلدار سندیلہ نے بوقت ملاقات مجھ سے بیان کیا کہ منشی ... تعلقہ دار کی وجہ ناراضگی میرے ساتھ یہ ہے کہ انھوں نے دو شکایتیں مجھ سے کیں کہ میں ان کا انسداد کرا دوں لیکن وہ ایسے امور تھے کہ میں ان کی تعمیل میں قاصر رہا۔ اول یہ کہ چودھری علی جان خلف دویم چودھری محمد عظیم صاحب تعلقہ دار جہاں کہیں ملتے ہیں تو مجھے انڈا دکھلاتے ہیں اور قیں کر دیتے ہیں اور جب میں بازار میں نکلتا ہوں تو بازاری لڑکے مجھے منھ چڑاتے ہیں اور انڈا دکھلاتے ہیں۔ آپ ان کو گوشمالی واجب دیں، دوسرے میری آشنا شیریں[1] کے یہاں رات کو ڈھیلے آتے ہیں اور نصف جلے ہوئے کنڈے اور میری کوٹھی و محلسرا میں اینٹیں آتی ہیں تو میری بی بی کو اس موسم گرما میں صحن میں لیٹنا دشوار ہو گیا ہے۔ اس کا انسداد کر دیں۔ میں نے کہا کہ دونوں باتیں مجھ سے نہیں ہو سکتی ہیں، آپ خود اس کا بہ حیثیت تعلقہ دار اور اپنی دولت مندی کے باعث بندوبست کر سکتے ہیں۔

قحط میں نرخ بازار | ۴ر ستمبر ۱۸۹۶ء آج کل تمامی ہندوستان میں بباعث باراں امساک وعدم پیداوار فصل نوبت قحط کی پہنچ گئی ہے۔ صدہا آدمی فاقہ سے مر رہے ہیں۔ فقیروں کی یہ کثرت ہے کہ تمام دن گیارہ بجے رات تک ان کے سوالوں سے نجات نہیں ملتی حالانکہ میں نے اپنے گھر کا یہ بندوبست کر لیا ہے کہ کچھ غلہ اپنی نگاہ کے سامنے رکھوا لیا ہے اور ملازموں پر تاکید ہے کہ جو سائل آوے وہ خالی نہ پھیرا جاوے لیکن کہاں تک دیا جائے بعض وقت نوکر بھی تنگ آکر جواب دینا جائز رکھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں تین قسم کی صعوبتیں ہوئی تھیں۔ اول حاکم ظالم دوسرے ہیضہ وبائی کی شدت، تیسرے قحط کی وبا۔ جس سے خلق اللہ

---

[1] ایک طوائف کا نام

کو سخت سخت پریشانیوں کا سامنا ہوا تھا۔ آج کل میں جہاں تک خیال کرتا ہوں تو وہی کیفیت تمام ہندوستان کی ہورہی ہے اور جابجا لوٹ مار ڈاکہ زنی شروع ہوگئی ہے۔ آج کی تاریخ میں نرخ غلہ بازار سندیلہ کا حسب ذیل ہے ا۔

گندم ساڑھے آٹھ سیر نخود ساڑھے گیارہ سیر جو گیارہ سیر
کاکن چودہ سیر بجھڑا پھنے گیارہ سیر مکائی سوا بارہ سیر
منڈوی ساڑھے تیرہ سیر دھان دس سیر ماش دس سیر

یہ گرانی ۱۸۷۷ء سے بھی بڑھ کر ہے جب کہ گیہوں کا نرخ ۱۰ اسیر کا تھا۔

ایک رسم | ۲ر اکتوبر ۱۸۹۶ء۔ چونکہ بخانہ الطاف رسول خلف الصدق منشی سید فضل حسین صاحب امید ولادت فرزند اولیں ہے اور اب ساتواں مہینہ ختم ہو رہا ہے لہذا حسب رواج خاندانی آج تقریب ستوائے دوپٹہ ڈالنے کے بفراہمی مستورات برادری گانے بجانے کے ساتھ ادا ہو رہی ہے۔ خدا کرے فرزند صاحب اقبال پیدا ہو۔

تاریخ شادی | ۵ ستمبر ۱۸۹۷ء...نورچشم مرتضیٰ علی کی بارات لکھنؤ میں آوے گی اور عقد شرعی ہوگا اور ۲۷ر ربیع الثانی کو رخصتی ہوگی اور ۲۸ر کو دولوں کی سندیلہ سے واپسی کیونکہ ۲۶ر کو بعد شام کے ۲۷ر تاریخ لگ جاوے گی جو طاق ہوگی اور اس قسم کی تاریخ میں رواجاً عقد نہیں ہوتا ہے۔

رسم نیوتہ | برخوردار سیّد حافظ علی مرحوم نے جو اپنی بیٹی کا عقد محمد عزیز کے ساتھ کیا اس میں کسی کا نیوتہ نہیں لیا اور نہ کوئی رسم ادا ہونے دی حتیٰ کہ کسی قسم کا کھانا بھی سمدھیانے نہیں بھیجا۔ صرف کچھ زیور معمولی اور ایک جوڑا لڑکی کو دے کر رخصت کر دیا جب انھوں نے نیوتہ نہیں لیا ہے تو آئندہ کسی کو نہیں دیویں گے۔ یہ طریقہ انھوں نے جدید اختراع

کیا جس کا رواج اس محلہ و قصبہ میں نہیں ہے۔

گراموفون کی ایجاد | ۲۹ مارچ ۱۸۹۹ء۔ آج میں نے بوقت صبح راجا درگا پرشاد صاحب تعلقہ دار سے ملاقات کی جو بحالت تخلیہ ہر قسم کی مجھ سے بات چیت کرتے رہے اور جب میں رخصت ہوا تو دروازہ بیرونی تک پہنچانے آئے۔ اس کے بعد میں کنور نریند بہادر صاحب سے ملا مجھے اپنی کوٹھی جدید کا معائنہ کرایا اور بہت لطف و محبت سے پیش آئے اور ایک گھنٹہ تک مجھے مسٹر ایڈیسن صاحب امریکہ کا ایجاد کیا ہوا باجا سنایا جو جدید ایجاد ہوا ہے اور جس میں ہر ایک شخص کی آواز کا فوٹو فوراً اتر جاتا ہے جس قسم کی وہ بات چیت کرے اور جو گانا گاوے فوراً اُس کی آواز پیالہ میں اُتر جاتی ہے اور جس وقت اس کو ٹوکیے فوراً اسی قسم کا گانا جیسا گویّے نے گایا تھا اسی تال سُر سے ہونے لگتا ہے کنور صاحب نے اس باجہ کو بقیمت مبلغ ۳۰۰ روپے خرید کیا ہے۔

تھیٹر | ۸ اپریل ۱۸۹۹ء۔ آج شب کو ایک تھیٹر لکھنؤ جلسہ احاطہ تقی میاں مرحوم میں شروع ہوا ٹکٹ ۳ روپے۔ سے لے کر بارہ روپے تک تھا۔

شادیوں کی کثرت | ۵ مئی ۱۸۹۹ء۔ آج کل ایک مہینہ سے اس قدر کثرت شادی بیاہوں کی قصبہ ہذا میں ہے کہ اوسط روزانہ ۱۲ سے ۱۵ تک کا ہے اور یہی کیفیت دیہات میں ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے غدر کے بعد ۱۸۵۸ء کی کیفیت یاد آجاتی ہے کہ جس زمانے میں یہی کثرت تھی۔

ایک دھاڑی کا ناچ | ۲۱ دسمبر ۱۸۹۹ء۔ آج شام کو سمی کرج ولد مرج دھاڑی گوالیار کا منشی سید فضل حسین صاحب کے مکان پر ناچ ہوا اور بہ اصرار منشی صاحب میں بھی شریک جلسہ ہوا وہ اولاً تلواروں کی باڑھ پر بلا تکلف پیروں کی تھپکی دے کر ناچا اور کوئی اثر تلوار کی باڑھ کا اس کے پیروں اور تلووں پر نہیں پہنچا۔ دوسرے وہ چھوٹے بتاشوں کو بچھا کر ناچا اور ایک

بھی بتاشا نہیں ٹوٹا۔ تیسرے وہ گھونگرو پیروں میں نہیں باندھے تھا لیکن وہ منھ سے ایسے صاف گھونگرو بجاتا تھا گویا وہ پیروں کی ٹھیکی دے کر بجاتا ہے۔ بظاہر اس کی عمر ۲۵ سال کے اندر ہے۔ منشی صاحب نے مبلغ ۱۰ روپیہ اس کو انعام دیا۔

چندہ مقتولین جنگ | ۲۴ دسمبر ۱۸۹۹ء۔ آج کمیٹی امداد ورثار مقتولین و مجروحین جنگ ٹرانسوال میونسپل ہال میں منعقد ہوئی کہ جو انگریزی فوج بمقابلہ ڈچ کاشتکاران ٹرانسوال کی قتل ہوئی ہے ان کی بیواؤں اور خورد سال لڑکوں کو چندہ سے اعانت کریں۔

نماز مغفرت ملکہ وکٹوریہ | ۱ فروری ۱۹۰۱ء۔ بعائنہ اودھ اخبار امروزہ واضح ہوا کہ اصحاب ذیل نے واقعہ ۲ فروری ۱۹۰۱ء کو بہ یوم تجہیز و تکفین جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند انگریزی گرجا گھر لکھنؤ میں جاکر نماز مغفرت پڑھی۔ راجا تصدق رسول صاحب تعلقہ دار جہانگیر آباد وائس پریسیڈنٹ انجمن ہند لکھنؤ نے ازجانب طبقہ تعلقہ داران اودھ اور حاجی سید شعبان علی خاں صاحب تعلقہ دار ازجانب اہل شیعہ و خان بہادر چودھری نصرت علی صاحب سندیلوی منجانب اہل تسنن مسلمانوں کو مسجد میں دعائے مغفرت مانگنی چاہیئے تھی۔

جلسہ تعزیت ملکہ وکٹوریہ | ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء۔ آج صبح کی ڈاک گاڑی میں لکھنؤ گیا اور گیارہ بجے سفید بارہ دری قیصر باغ میں تحریک جلسہ تعزیت وفات ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند ہوا اضلاع مغربی شمالی و اودھ کے تمام معزز اشخاص جمع تھے حتیٰ کہ نواب حامد علی خاں صاحب رام پور بھی تشریف لائے تھے۔ ٹھیک بارہ بجے دن کو جناب سر مکڈانلڈ صاحب لفٹنٹ گورنر اضلاع مغربی و شمالی رونق بخش ہوئے اور بصدارت خود اول اسپیچ اندوہناک پڑھی۔ اس کے بعد تجویز فرمایا کہ کوئی قومی یادگار جناب قیصرۂ ہند کی تجویز کی جائے اور اس کے واسطے چندہ ہونے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس وقت صرف چار آدمیوں نے تجویز ظاہر کی ہے۔

نواب رام پور ایک لاکھ مہاراجہ بھگوتی سنگھ صاحب بلرام پور پچاس ہزار
مہاراجہ صاحب بنارس پچیس ہزار راجہ صاحب نانپارہ دس ہزار
جملہ ایک لاکھ پچاسی ہزار۔

اسی وقت چندہ ہوا اور ما بقیہ چندہ ضلع دار فراہم ہوگا۔ بعد اس کارروائی کے دربار برخواست ہوا اور شام کی ریل میں سندیلہ واپس آیا۔

فاتحہ چہلم | ۱۱ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء۔ آج فاتحہ چہلم نور چشمی جمیلاً کا ہوا جس میں ہر قسم کا کھانا زردہ پلاؤ وغیرہ پخت ہوا اور جس میں مبلغ ۳۲ روپے خرچ ہوئے۔ ہم لوگوں میں عجب رسم ہے، اول تو آدمی مرجائے دوسرے ادہر خرچ مزید ہو جس سے سخت رنج اور زیرباری متصور رہے مگر کیا کیا جاوے رسم سے چارہ نہیں۔

اصلاح رسوم | ۳، جنوری سنہ ۱۹۰۲ء۔ آج بعد ختم سیوم ہمشیرہ منشی کرامت حسین صاحب حسب تجویز مولوی احمد علی صاحب امور ذیل بہ اتفاق یک دگرطے قرار پائے۔

۱۔ کسی شخص کی وفات پر گھر والے و نیز اہل برادری جو شریک غم ہوں وہ منہ ڈھانک کر نہ روئیں اور نہ متوفی کے حالات بیان کریں۔

۲۔ بجز رشتہ داروں کے اور کوئی اہل برادری متوفی کے گھر میں اول درجہ تین روز سے زائد قیام نہ کرے۔

۳۔ قریب تر رشتہ دار طعام تقریب بخانہ متوفی بھیجیں لیکن اس کی مقدار اسی قدر ہو جو متوفی کے گھر والوں اور اقرب رشتہ داران مقیم کے واسطے کافی ہو۔

۴۔ طعام مندرجہ ذیل بھیجا جائے۔ کھچڑی مع دہی و گھی۔ دال و چاول، قلیہ و روٹی۔

۵۔ جب کسی کے گھر واقعہ وفات وقوع میں آئے تو اس کے افسر خاندان کو لازم

ہے کہ اطلاع وفات اپنے اعزہ و خاص احباب کو بذریعہ حجام کرا دیوے تاکہ کسی شخص کو عدم اطلاع کا عذر نہ ہو۔

پردہ | ۹ر مارچ ۱۹۰۸ء محمد عربی بیرسٹر نے باعلان اس بات کو ظاہر کیا کہ اپنی بیوی کو بے پردہ رکھنا نامناسب نہیں سمجھتا ہوں، چنانچہ میں اکثر کھلی گاڑی میں اپنے ساتھ ان کو بغرض تفریح لے جاتا ہوں اور جب ۷ر مارچ کو میں اپنی بیوی کو لکھنؤ سے سندیلہ سکنڈ کلاس میں لا رہا تھا تو اس درجہ میں ایک انگریز بھی بیٹھا تھا لیکن میں نے کوئی پروا نہیں کی ـــــ اور اپنی بیوی کو لے کر اسی درجہ میں بیٹھ گیا اور جب سندیلہ اسٹیشن کو پہنچا ہوں بلا انتظار اس کے کہ کوئی پردہ واسطے اترنے کے کیا جاوے وہ فوراً اتر کے پالکی پر سوار ہو گئیں اور میں اپنے ملازمان ذکور سے بھی چنداں پردہ کرانا پسند نہیں کرتا ہوں۔ ابھی کچھ خفیف حجاب سا ہے بعد چندے وہ ترک کرا دوں گا۔ میں اس پردہ کو بالکل ناپسند کرتا ہوں، نوکر چاکر مثل جنگلی درختوں کے ہیں ان سے پردہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

نیا فیشن | ۱۴ر اپریل ۱۹۰۸ء مسٹر محمد عربی بیرسٹر ڈاڑھی تو منڈاتے ہی تھے اور اب انھوں نے مونچھیں بھی منڈوا ڈالیں اُن کی صورت بدنما معلوم ہوتی ہے، یہ ایک نئی وضع ایجاد ہوئی ہے۔

حرمان جائداد | ۴ر اگست ۱۹۰۸ء۔ سر لاٹوش صاحب گورنر اضلاع متحدہ آگرہ و اودھ نے تیرہ اگست ۱۹۰۸ء کے جلسہ میں یہ طے کر دیا کہ چودھری محمد جان صاحب تعلقہ دار گکرالی کو اس وجہ سے اجازت شرکت کی نہیں دی کہ ان کی نسبت چودھری محمد عظیم اپنے باپ کو زہر دینے کی بدگمانی ہے اور راجہ جنگ بہادر صاحب مرحوم نانپارہ کے بیٹے بدیں وجہ شرکت دربار سے ممنوع کئے گئے کہ ان کی نسبت لفٹنٹ گورنر کو مخبری ہوئی کہ

اُنھوں نے اپنے باپ کو جوتوں سے مارا کہ جس کے رنج سے وہ بیمار ہوگئے، آخرش مقام بھرائچ میں انھوں نے قضا کی۔ اب کے سال یہ واردا تیں ایسی ہوگئیں کہ ہلاکت خود اپنے بیٹوں کے ہاتھ سے مسموع ہو رہی ہے، سچ یہ ہے کہ جائداد دنیا میں ایسی شئے ہو رہی ہے جس کی وجہ سے بھائی بھائی کی جان کا دشمن ہو جاتا ہے اور بیٹا باپ کو نگاہِ دشمنی سے دیکھتا رہتا ہے۔

گورنمنٹ ہاؤس میں میلاد | ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۸ء .... دریں ولا ایک میلاد شریف نینی تال گورنمنٹ ہاؤس میں منعقد ہوئی اور سر لاٹوش صاحب لفٹنٹ گورنر اضلاع مغربی وشمالی و اودھ نے مع اپنے مصاحبوں کے اس میں شرکت کی اور بیس منٹ تک شریک جلسہ میلاد رہے، یہ ایک نئی بات لاٹ صاحب نے کی۔

فاؤنٹن پین | ۲۶ اگست ۱۹۰۸ء آج ایک قلم انگریزی اعلیٰ درجہ کا جس کے اندر روشنائی بھر کر ہر ایک شخص گھنٹوں لکھ سکتا ہے اور برخوردار مصطفےٰ اعلیٰ بقیمت مبلغ ۳ روپیہ ولایت لندن سے لائے تھے اور التفات رسول کو دینا تجویز ہوا تھا، آج میں نے ان کو بھیج دیا بہت خوش ہوئے۔

شادی کا شوق | ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۸ء۔ آج سید حسن احمد اشرف ٹولہ سے واضح ہوا کہ مہینہ ستمبر گزشتہ میں سید کرامت حسین پنشنر ڈپٹی کلکٹر نے اپنا عقد چہارم لکھنؤ اپنی منجھلی سالی سے کیا۔ یہ تین بہنیں تھیں، بڑی کا عقد رائے بریلی میں ہوا اور چھوٹی کا ڈپٹی صاحب سے جو یکم فروری ۱۹۰۸ء کو فوت ہوئیں اور منجھلی سے چوتھا عقد کیا، عمر ڈپٹی صاحب اسٹھ سال ہے، چہرے پر جھریاں پڑ گئی ہیں بازوؤں کی کھال لٹکتی ہے کمر خمیدہ ہے غذا بہت قلیل ہوتی ہے۔ دبلے وضعیف از حد ہیں، تند ہوا کے جھونکے سے اُڑ جا سکتے ہیں، حرارت غریزی کم پائی

جاتی ہے بظاہر یہ عقدا یام زندگی گھٹانے والا گویا پیغام اجل ہے۔ خدا مبارک کرے۔

طاعون | ۹ رجنوری ۱۹۰۸ء۔ کل مسمی گنیش ولد منشی کلوار موضع بھسونڈ[1] طاعون سے فوت ہوا وہاں کے باشندوں نے اس کی لاش متوفی کے مکان پر بھیجدی۔ لاش پہنچنے پر اس کے چچا منو نے ممانعت کی کہ گھر کے اندر نہ ڈالی جائے جو تمام شب چبوترے پر پڑی رہی جب آج صبح کو مولوی ضامن علی محرر رجسٹری و دیگر ہمسایہ مسلمانوں کو اطلاع ہوئی تو وہ لوگ موقع پر گئے اور مالک متوفی سے استدعا کی کہ اگر وہ اجازت دیوے تو وہ لوگ قبر کھدوا کر لاش کو دفن کرائیں بوجہ اس کے کہ متوفی کے اعزا و اقارب کوئی شریک تجہیز و تکفین نہیں ہوئے تھے آخرش بحالت مجبوری تین ہندو دو جوشی اور ایک اہیر لاش اٹھانے کو بہم پہنچے، تب مادر متوفی نے چوتھا پایہ خود اٹھایا اور جو قبر مسلمانوں نے کھدوائی تھی اس میں جاکر دفن کردیا۔ یہ مقام عبرت کا ہے کہ عزیز شریک نہ ہوں اور ماں اپنے بیٹے متوفی کی خود لاش لے جاکر دفن کرے اور جلوانے کا کوئی سوبیتا نہ ہوسکے۔ اس بیماری کی نسبت جہاں تک غور کیا گیا تو جوان خواہ مرد ہو یا عورت و لڑکے لڑکیاں زائد مرے اور مرتے ہیں۔

۱۱ رجنوری ۱۹۰۸ء۔ آج آٹھ بجے صبح کو ہمارے محلے کے چاروں طرف سورہ یسین اس طور پر گشت کرکے پڑھی گئی کہ چوراہے ٹاؤن ہال سے لوگوں نے پڑھنا شروع کیا اور جس مقام پر یسین آیا وہاں سات نمازیوں نے سات سات اذانیں کہیں ـــ اور اس طور پر سات روز تک گشت ہوگا۔ خدا کرے کہ اس سورۂ یسین کی برکت سے طاعون سارے قصبہ بڑا سے دفع ہوجائے

---

[1] گاؤں متعلقات سندیلہ میں۔

۱۶ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء۔ مکا بنیؒ کی لاش بذریعہ میونسپل گرڈ وادی گئی۔ اس کے اعزا نے متوفی کی مدد نہیں کی جو طاعون میں مرا تھا۔ یہ زمانہ ایسا ہے کہ عزیز قریب بھی طاعون کے ڈر سے لاش کے قریب آنا پسند نہیں کرتے۔

عجیب الخلقت لڑکا | ۸ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء۔ شب گزشتہ کو ایک لڑکا محلہ کسانوں[۲] میں عجیب الخلقت بجانہ[۱] فجو ولد بھمن کسان پیدا ہوا جس کا منھ لانبا، ٹھٹھنی لٹکی ہوئی۔ بجائے آنکھ کان کے گٹھی لگی ہوئی ہے۔ ٹھڈی و ناک نہیں۔ ہاتھ پیروں کی انگلیاں ندارد، پاؤں کے گھٹوں میں ناخن نکلے ہیں اور چار دانت اوپر کے نمایاں ہیں، زبان نکلی ہوئی ہے، بدن مثل مچھلی کے سفنوں کے چپٹا ہوا ہے جسم موٹا ہے، جس کے مقابلہ میں ہاتھ پیر پتلے ہیں۔ بکری کا دودھ اس کو پلایا جاتا ہے تمام دن وہ زندہ رہا اور ۸ بجے رات کو مر گیا۔

سید سالار مسعود غازی | ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۱ء۔ سید سالار مسعود غازیؒ ۱۷ شعبان سنہ ۴۲۴ھ مطابق سنہ ۱۰۳۳ء کو بہرائچ میں داخل ہوئے اور ۱۸ رجب سنہ ۴۲۴ھ مطابق سنہ ۱۰۳۳ء کو میر دیو نے ان کو مع اُن کی تمامی فوج کے قتل کیا، اور سید سالار بہرائچ کے تالاب کے قریب جس پر سورج کا مندر تھا اور جس کو سالار اپنی آرام گاہ کے لئے بہت پسند کرتے تھے مدفون ہوئے۔ سید سالار سالار ساہو کے بیٹے اور سلطان محمود کے بھانجے تھے۔

سخت سردی | ۲ فروری سنہ ۱۹۰۵ء۔ آج کل برف بہت گر رہی ہے اور ہوا بہت تند چلتی ہے جس سے بے حد سردی ہے اور کثرت برف سے سڑ چھا، ادھر ادھر آلو جاتا رہا جو ظروف پانی سے بھرے ہوئے صحن میں رکھے تھے ان میں بھی برف جم گیا اور گڑھا تالاب مخدوم پوڑ کا ایک حصہ اس سے منجمد ہو گیا۔ آج کل نہایت شدت کی سردی ہے۔ میری کوٹھی کے اندر

---

[۱] پان فروش [۲] ایک محلہ کا نام جس میں زیادہ تر کسان رہتے ہیں۔

انگلیاں ٹھٹھری جاتی ہے اور صبح و شام دونوں وقت اپنی کوٹھی میں انگیٹھی روغن کرایا کرتا ہوں جب چین پڑتی ہے۔

میر جدید کا مرثیہ | ۶؍ مارچ ۱۹۰۵ء۔ آج شب کو میر جدید پوتے میر انیس لکھنؤ نے چودھری محمد جان صاحب تعلقدار کے امام باڑے میں مرثیہ مصنفہ خود پڑھا جن کا یومیہ ایک رات ٹھہرنے کا پچاس روپئے قرار پائے تھے۔ باوصف طلب میں شریک مجلس نہیں ہوا کہ اب مجھے خوشی دنیاوی کا کوئی لطف باقی نہیں اور بحالت افسردگی ایام زندگی بسر کئے جا رہا ہوں برخورداران مصطفےٰ علی و مجتبیٰ علی شریک ہوئے تھے سنا گیا کہ کچھ اچھا نہیں پڑھا۔

کنبھ کا میلا | ۲۶؍ جنوری ۱۹۰۶ء۔ میلہ کنبھ الہ آباد میں جو ابھی ختم ہوا ہے۔ بیس لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا، ۲۴؍ جنوری ۱۹۰۶ء کو کثرت ازدحام سے دس آدمی ہلاک ہوئے اور اٹھارہ سخت مجروح ہوئے۔

عقد ثانی بیوہ | ۱۰؍ مارچ ۱۹۰۶ء۔ چونکہ نور دیدہ انجمن دختر برخوردار سعید الدین کم عمری یعنی انیس سال میں بیوہ ہو گئی لہذا برخلاف رسم قدیمہ یہ تجویز کیا ہے کہ اس کا عقد ثانی کرایا جاوے

شیعہ سنی تعزیہ داری | لکھنؤ کے چہلم کی خبر جو ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۶ء کو تھا، یہ معلوم ہوئی کہ سنیوں اور ہندوؤں کے تعزیے زیادہ دھوم دھام سے اٹھے اور گشت کیا۔ منشی احتشام علی ولد منشی امتیاز علی مرحوم کی آراضی میں دفن ہوئے جو اب پھول کٹورہ کے نام سے موسوم ہوئی ہے۔ راستہ میں شربت و پانی کی سبیلیں قائم تھیں، مجمع ہمراہ تعزیوں کے اس قدر تھا کہ ایسا تال کٹورہ کی کربلا میں شاید کبھی نہ ہوا ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ سے سوا لاکھ تک آدمیوں کا مجمع تھا۔ اثنائے راہ کربلا میں جان محمد نے ایک ہوٹل قائم کیا تھا جہاں ہر شخص کو مفت کھانا تقسیم ہوتا تھا۔ گھوسیوں نے چھ سو من دودھ کا بندوبست کیا جو شربت

میں ملا یا گیا تھا۔ منشی احتشام علی نے کربلا پھول کٹورہ میں تقسیم طعام کا بند وبست کیا تھا جو ہر ایک کر دیا جاتا تھا۔ گول دروازہ لکھنؤ سے پھول کٹورہ کربلا تک تین کوس کا فاصلہ ہے اثنائے راہ میں بیس پچیس سبیلیں ہر قسم کی تھیں جس میں برف پڑا ہوا تھا۔ کربلا میں ہر قسم کے فرقے وطبقے کے لوگ از رؤسا تفریح کناں تھے۔ برخلاف اس کے تال کٹورہ شیعوں کی کربلا میں سُنا گیا تھا حتیٰ کہ غلام حسین عرف پتن صاحب کا تعزیہ جو بارہ بجے نہایت مجمع کے ساتھ اٹھتا تھا وہ چار بجے شام تک بوجہ نہ ملنے مزدوروں کے نہیں اُٹھ سکا۔ لکھنؤ اہل تشیع سے یہ بڑی غلطی ہوئی جو انھوں نے قید لگائی تھی کہ سُنی و ہندو جو اپنے تعزیے تال کٹورہ کی کربلا میں لے جائیں وہ ننگے سر برہنہ پیر ہوں۔ ایسی حماقت پر ان کو شکست فاش ملی کہ سنی و ہندو متفق ہو گئے اور انھوں نے بالاتفاق یہ کارروائی کی۔

نینی تال میں محفل میلاد | ۱۸؍اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ آج کے اودھ اخبار سے معلوم ہوا کہ ۱۴؍اکتوبر ۱۹۰۶ء وقت شب کو ہز آنر سر لاٹوش صاحب لفٹنٹ گورنر اضلاع متحدہ آگرہ واودھ کی جانب سے بمقام نینی تال ان کی کوٹھی کے سامنے محفل میلاد شریف منعقد ہوئی اور اس جلسہ کا اہتمام صاحب بہادر کے حکم اور ان کے اہتمام سے ہوا تھا۔ محفل کی آراستگی و شیشہ وآلات کی روشنی اور آدمیوں کا ہجوم قابل دید تھا۔ مولانا حاجی حافظ ولایت حسین صاحب جو الہ آباد سے بلوائے گئے تھے جب آپ جلسہ میں تشریف لائے تو لاٹ صاحب نے اُٹھ کر ہاتھ ملایا اور تخت پر بیٹھنے کی اجازت دی اور سب اہل مجلس کو تاکید فرمائی کہ کوئی ہماری تعظیم کو نہ اُٹھے۔ مولوی صاحب نے تین گھنٹے کے قریب مولود پڑھا۔ لاٹ صاحب نے ایک گھنٹہ سے کچھ زائد بہت دلچسپی سے بیان سُنا۔ اس کے بعد اُٹھ کر مولوی صاحب سے ہاتھ ملایا اور یہ کلمات فرمائے کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اس جلسہ میں شریک کیا۔

گوشت دو پیسے سیر | ۱۲ر نومبر سنہ ۱۹ء۔ چونکہ زمانہ قحط سالی ہے جس سے ہر ایک شے گراں وکمیاب ہے اور سب سے بڑی کمیابی گھاس کی ہے جو بالکل میسر نہیں آتی اور مویشی مرے جاتے ہیں لہذا ہندو مسلمان دونوں اپنے مویشی قصائیوں کے ہاتھ فروخت کر رہے ہیں اور گوشت کا نرخ آج کل سستا یعنی دو پیسے فی سیر فروخت ہوتا ہے اور ان کا چرسہ معمول سے زیادہ قیمت پر بکتا ہے۔ آج کل قصائیوں کی اس قدر تعداد بڑھ گئی ہے کہ ہر ایک ادنیٰ قسم کے مسلمان نے یہ پیشہ اختیار کر لیا ہے۔ آج کل مویشیوں کی وبا ہے۔

نرخ غلہ بازار سندیلہ | آج نرخ غلہ بازار سندیلہ میں حسب ذیل ہے

گندم	سات سیر	آرد گندم	ساڑھے چھ سیر	نخود	۸ر سیر
دانہ نخود	ساڑھے ۸ سیر	ماش	۵ سیر	دال ماش	۴½ سیر
مونگ	ساڑھے ۷ سیر	دال مونگ	ساڑھے چھ سیر	ارہر	۹ سیر
دال ارہر	ساڑھے ۶ سیر	جوار	۹ سیر	باجرہ	ساڑھے ۸ سیر
آرد باجرہ	ساڑھے ۷ سیر	چاول	۷ سیر	جو	۹ سیر
آرد جو	۸ سیر	مکائی	۱۰ سیر	دھان	۱۱ سیر
نمک	۱۹ سیر	گھی	۱ سیر تین چھٹانک	روئی	سوا ۲ سیر
قند سیاہ	۶ سیر	سرسوں	ساڑھے ۵ سیر	روغن سیاہ	۲ سیر ۲ چھٹانک

مدح صحابہ تبرا | ۱۳ر فروری سنہ ۱۹ء۔ سنا گیا ہے کہ چوک لکھنؤ میں شیعہ و سنی میں سخت مقابلہ ہو گیا سنت جماعت لوگ حسب الحکم ڈپٹی کمشنر لکھنؤ چاریاری مرثیہ پڑھتے جاتے تھے اور خلاف اجازت شیعہ لوگوں نے تبرا کہنا شروع کر دیا۔ پولس نے مزاحمت کی۔ باہم پولس اور شیعوں کے لڑائی شروع ہو گئی، سنت جماعت نے موقع پا کر شیعوں کو خوب مارا حتیٰ کہ ان کا ایک آدمی

مرگیا اور پولس کے لوگ شیعوں کے حملہ سے مجروح ہوئے۔ حکام وقت فوراً موقع پر پہنچ گئے۔ ایک سو سے زائد شیعہ گرفتار ہوکر زیر حراست پولس ہوئے، اب تحقیقات ہو رہی ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

دیوان حافظ | ۱۱ر نومبر ۱۹۰۸ء..... راجا صاحب نے مجھے ایک کتاب دیوان حافظ مطلاّ مع تصویر بادشاہان سابق دکھلائی جو ایک سو برس کی لکھی ہوئی ہے، نواب بنگش فرخ آباد کے کتب خانہ کی ہے جس کو موصوف الیہ نے بقیمت ایک سو تیس روپے خرید کیا ہے

مالیخولیا | ۱۱ر نومبر ۱۹۰۸ء۔ آج ساڑھے چھ بجے صبح کو مسماۃ محمودن، اہلیہ ی: بو معزالدین اثر افضل نے بعوارض چند عمر ۵۰ سال قضا کی۔ متوفیہ کے مزاج میں جھنک اور مالیخولیا پیدا تھی۔ ایک روز متوفیہ مجھ سے کہنے لگیں کہ دنیا میں ڈیڑھ عقل ہے۔ ایک مجھ میں ہے اور نصف تم میں لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ ذی ہوش عورت تھی اور معاملہ کی بہت صاف۔

سواری لاٹ صاحب | ۲۴ر نومبر ۱۹۰۸ء۔ آج لارڈ منٹو صاحب وائسرائے کشور ہند ایک نہایت عمدہ رام گنج ہاتھی بلرام پور پر سوار ہوکر لکھنؤ بھی بھون کی راہ سے گزرے۔ ہاتھی مذکور کو ہر ایک قسم کا طلائی و نقرئی زیور پہنوایا تھا حتی کہ اس کے پیروں میں چاندی کے پازیب تھے اور اس کے عقب میں ۱۶۰ تعلقہ دار ہاتھیوں پر سوار تھے۔ ہر ایک ہاتھی خوب سجا ہوا تھا۔

افتتاح شبیہ | ۲۵ر جنوری ۱۹۰۹ء۔ سر ہیوٹ صاحب لفٹنٹ گورنر اضلاع متحدہ آگرہ واودھ نے سر دگ بجے سنگھ صاحب مہاراجا بلرام پور وپریسیڈنٹ انجمن تعلقہ داران کی شبیہ کا افتتاح فرمایا جو بارہ دری قیصر باغ میں رکھی گئی ہے۔ اس شبیہ کی تیاری میں چوبیس ہزار روپیہ خرچ ہوا جس کو مسٹر کاسکوب جان نے بنایا اور اس کی بیٹھک کی تیاری میں چار ہزار روپے صرف ہوئے جس کو بابو درگا پرشاد سنگ تراش لکھنؤ نے تیار کیا۔

---

۵ درگا پرشاد سندیلوی

مدح صحابہ | ۱۳ر مارچ ۱۹۰۹ء۔ آج لکھنؤ میں تعزیہ چہلم تمثیل باغ سے اٹھا جس کے آگے مرثیہ چار یاری پڑھا جاتا تھا جس کی گورنمنٹ نے قبل آغاز مہینہ محرم ممانعت کردی تھی کہ تعزیہ کے سامنے چار یاری مرثیہ نہ پڑھا جائے مگر برخلاف اس کے جب سنی لوگ چار یاری مرثیہ پڑھتے ہوئے چوک لکھنؤ سے گزرے تو پولس کے لوگوں نے گول دروازے کے پاس سب کو گرفتار کرکے کوتوالی میں کر دیا۔ اور جس شخص نے دس روپے کی ضمانت پیش کی اسے چھوڑ دیا گیا باقی لوگ حوالات بھیج دیے گئے۔ پولس کے ساتھ سٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کمشنر لکھنؤ اور بابو سریرام آنریری مجسٹریٹ بھی تھے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس کارروائی میں کسی بڑے شخص کی تحریک ہے۔ ورنہ ادنیٰ کم بضاعت لوگوں کو ایسی جرات نہ ہوتی جو حکم گورنمنٹ کے خلاف کارروائی کرتے مجمع کی تعداد سات آٹھ سو کے قریب سُنی جاتی ہے میرے خیال میں یہ فعل سنیوں کا بالکل جاہلانہ ہے، ان کو خلاف ورزی و سرتابی گورنمنٹ کے حکم سے ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

یکم اپریل ۱۹۰۹ء۔ جو سنیان لکھنؤ نے حکم گورنمنٹ کی خلاف ورزی کی اور چہلم کے روز تعزیہ کے ساتھ چار یاری مرثیہ پڑھتے ہوئے چوک سے گزرے۔ ان کو مسٹر جابلنگ حاکم سٹی مجسٹریٹ لکھنؤ نے تین تین مہینے قید سخت کی سزا دی۔ ۲۹ مارچ سنہ الیہ کو ان لوگوں کے خلاف حکم سنایا گیا۔

۸ر اپریل ۱۹۰۹ء۔ آج کے اودھ اخبار سے معلوم ہوا کہ ۵ر اپریل ۱۹۰۹ء کو مسٹر وارٹن صاحب سیشن جج لکھنؤ نے اپیل سنیوں کا جنھوں نے چار یاری مرثیہ پڑھا تھا خارج کردیا اور تین ماہ کی سزا مجوزہ سٹی مجسٹریٹ صاحب لکھنؤ بحال رکھی۔

مشاعرہ سنہ الیہ | ۱۹ر جولائی ۱۹۱۱ء آج صحبت مشاعرہ مقررہ منشی سید فضل رسول صاحب بروقت گیارہ بجے دن منعقد ہوئی، اور رات تک شعرا اپنا کلام پڑھتے رہے۔ لکھنؤ، سیتاپور، ہردوئی

شاہجہاں پور وغیرہ سے شاعر لوگ آئے ہوئے ہیں اور اپنا کلام آبدار سنا رہے ہیں چونکہ بعض شاعروں نے سید التفات رسول تعلقہ دار کو اپنے ڈھنگ پر لگا لیا ہے اس وجہ سے یہ مشاعرہ ایام عرس میں بڑی دھوم دھام سے ہوتا ہے اور بعض شاعروں کو خرچ آمد و شد بھی دیا جاتا ہے۔ ایک شاعر لکھنوی مستقل طور پر ملازم تعلقہ جلال پور ہیں جو پندرہ روپیہ ماہوار علاوہ کھانے کے تنخواہ پاتے ہیں وہ تعلقہ دار صاحب کی جانب سے غزلیں تصنیف کر دیا کرتے ہیں اور وہ غزلیں مشاعرہ میں پڑھی جاتی ہیں۔

۲۱ رجب کی رسم آج مجھے ایک نئی رسم دریافت ہوئی، جو میرے اور دوسرے گھروں میں رائج ہوئی جو پہلے میری سماعت میں نہیں آئی تھی، وہ یہ ہے، ۲۱ رجب کو بوقت شب میدہ، شکر، گھی اور دودھ ملا کر ٹکیاں پکائی جاتی ہیں اور اس پر حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا فاتحہ ہوتا ہے اور ۲۲ رجب کی صبح کو وہ عزیز اقارب کو بلا کر کھلائی جاتی ہیں اس طرح سے ہر ایک گھر میں بلا کر کھلائی جاتی ہیں، ٹکیاں باہر نکلنے نہیں پاتی ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہوا ہے اس کا عام رواج ہر ایک مقام پر ہوتا ہے۔ میری یاد میں کبھی اس کا تذکرہ بھی سماعت میں نہیں آیا اور یہ فاتحہ ہر ایک گھر میں نہایت عقیدتمندی کیساتھ ہوا کرتا ہے اور یہ رسم برابر بڑھتی جاتی ہے۔

ویدک اور طب ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء حکیم عبدالولی لکھنوی اور حکیم محمد اجمل دہلوی یہ چاہتے ہیں کہ ویدک اور طب یونانی کی شرکت ہو اور حافظ عبدالرشید خلف حکیم عبدالعزیز صاحب لکھنوی کا یہ منشا ہے کہ دونوں کی شرکت نہ ہو۔ اسی وجہ سے یہ جلسے بارہ دری قیصر باغ لکھنو میں ہو رہے ہیں، شرکت کے متعلق بہنوں کو اصرار ہے۔ اب دیکھا چاہیئے اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے

باب پنجم

ذاتی حالات

ٹوپی کی قطع | ۱۹؍نومبر ۱۸۶۶ء آج میں نے ٹوپی گول مخملی اودی خدابخش خیاط سے تیار کرائی جو نہایت خوشنما اور قابل تحفہ ہے۔

الطاف برادرانہ | ۲۳ ستمبر ۱۸۶۶ء۔ زبانی اکبر علی معلوم ہوا کہ کرامت حسین آج کل مجھ سے ناخوش ہیں۔ بظاہر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ شاید الطاف برادرانہ ہو۔

احساس کم لیاقتی | ۷؍نومبر ۱۸۶۸ء۔ مجھے آج کمال افسوس رہا کہ باوصف اس قدر سن آنے کے میں نے اب تک کوئی لیاقت حاصل نہیں کی لہذا کمال عاجزی سے درگاہ خدا میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے لیاقت عطا فرمائے تاکہ میں اپنے ہم چشموں سے شرمسار نہ ہوں۔

طمانچہ | ۷؍فروری ۱۸۶۶ء غلام علی کاشتکار موضع مخدوم پورہ نے بلا وجہ مجھ سے گستاخی کی لہذا ایک طمانچہ اس کے مارا لیکن تھوڑی دیر کے بعد اپنے اس فعل سے نادم ہوا کہ خلاف تہذیب میں نے ایسا کیا۔

صفات حمیدہ | ۲۵؍دسمبر ۱۸۶۹ء۔ آج میں حسب تحریک منشی فضل رسول صاحب بوقت شام لکھنؤ پہنچا۔ وقت ملاقات کے منشی صاحب نے فرمایا کہ میں تم کو بمقابلہ عنایت حسین

کرامت حسین وفضل حسین وحامد حسین کے چند وجہوں سے اچھا جانتا ہوں، اول تم جھوٹ نہیں بولتے ہو، دوسرے مزاج میں جہالت نہیں، تیسرے مغلوب الغیض نہیں ہو، چوتھے معاملہ فہم ہو، اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاقہ کا جو کورٹ ہونے والا ہے تم کو سربراہ کار مقرر کراؤں اور اس میری خواہش کو ضرور حکام منظور کریں گے۔

محکمۂ ریل میں ملازمت | ۶ رمئی ۱۸۷۰ء۔ آج کل محکمہ ریل میں کام کی کثرت ہے اس وجہ سے آٹھ بجے رات کو مجھے مہلت ملتی ہے۔ ۱۰ بجے سے رات تک کام کرتے کرتے طبیعت مضمحل ہو جاتی ہے۔

تقریب میں اسراف | یکم جولائی ۱۸۷۰ء۔ تقریب ختنہ میں میں نے عمدہ ہندوستانی کھانا پکوا کر دونوں وقت مارٹن صاحب کو بھیجا جس کو تناول فرما کر بہت خوش ہوئے۔ مجھ سے کہا کہ اس تقریب میں کتنا روپیہ صرف ہوا، میں نے ایک ہزار روپیہ از روئے حساب بتلایا، بہت تاسف کیا کہ تم نے ایک سال کی تنخواہ ایک چھوٹی سی تقریب میں خرچ کر ڈالی، یہ طریقہ ناپسندیدہ ہے۔

نجوم | ۳۰ رستمبر ۱۸۷۰ء۔ آج میں نے پنڈت گوردیال کو پانچ روپے دیے کہ، جو قمر نحس زائچہ میں بیٹھا ہے اس کی نحوست کے انسداد کے لئے کچھ جپ کریں۔

ہر دل عزیزی | ۱۱ ردسمبر ۱۸۷۰ء۔ آدمی ہر دل عزیز اسی حالت میں ہو سکتا ہے جب خود غرضی اس کی ظاہر نہ ہو اور ہر ایک کے ساتھ بخلق پیش آئے اور ان کے اغراض کے پورا ہونے میں مساعی رہے۔

فال | ۱۱ رجون ۱۸۷۲ء۔ خبر برخاستگی دفتر ریل دریافت کرکے مجھے کمال تشویش لاحق ہوئی نہیں معلوم کہ اب آب ودانہ کہاں لے جائے گا اور اس حالت پریشانی میں خواجہ معین الدین

چشتی قدس اللہ سرہٗ کے دیوان میں فال دیکھی اشعار ذیل برآمد ہوئے جس سے ہرگز نہ آئندہ امید کامیابی کی پائی جاتی ہے۔

گرچہ از جائے برون است ولیکن بخدا ‏ ‏ ‏ ‏ کہ شب و روز درونِ دل ما جا دارد

عاقبت چہرۂ دلدار عیاں خواہد بود ‏ ‏ ‏ ‏ ہر کہ آئینۂ زنگار مصفا دارد

حسن آں ماہ چو خورشید پدید است معین ‏ ‏ ‏ ‏ محرم آں است کہ او دیدۂ بینا دارد

رشوت | ۲۳ جون ۱۸۷۵ء۔ آج جان صاحب ٹھیکیدار اینٹ کو شہر کانپور میں دو ہزار روپے دئے۔ بعد لینے روپے کے صاحب موصوف نے کمرے کے کواڑ بند کر لئے جہاں سوائے میرے اور اُن کے دوسرا شخص نہ تھا مبلغ دس روپے بطور نذر کے پیش کئے اور اس کے قبول کرنے میں از حد اصرار کیا میں نے کہا یہ امر میری عادت کے خلاف ہے اور میں ایسے نذرانے کسی حالت میں جائز نہیں رکھتا لیکن اس نے نہ مانا جبریہ زر نذر کو دے کر بہت شائستگی کے ساتھ رخصت کیا۔ میں صرف اس خیال سے کہ بحالت سخت انکار ناراض ہو کر کوئی شکایت حاکم سے کر دے تو اس کا کوئی ثبوت میرے پاس نہیں ہے چار و ناچار قبول کر کے ایک ربع اس کا محتاجوں کو تقسیم کر دیا۔

تعمیر کو ملاحظہ | ۱۸ اگست ۱۸۷۵ء۔ منشی مظفر علی صاحب اسیر لکھنوی و آفتاب الدولہ رئیس لکھنؤ نے محل سرا نو تعمیر کا ملاحظہ کیا اور ہر ایک چیز کو بغور دیکھا اور پسند فرمایا۔ یہ دونوں صاحب منشی فضل رسول صاحب کے ان دنوں مہمان ہیں۔

اہلخانہ کا ورود | ۲۵ نومبر ۱۸۷۵ء۔ آج والدہ مصطفےٰ اعلیٰ حویلی نو تعمیر میں آگئیں۔ زائچہ آنے مکان کا درج ذیل ہے۔

۲۵ نومبر ۱۸۷۵ء
ایک بج کر ۳۰ منٹ

مطابق ۲۵ شوال ۱۲۹۲ھ
یوم پنجشنبہ

۱
۲
۳
۴
۵
۶ کیتُ
۷ قمر
۸ زحل
۹
۱۰ سورج
۱۱ منگل
۱۲ راہو
زہرہ
برہسپت
عطارد

بے ادبی | ۱۶ راگست ۱۸۷۸ء مولوی ظہور احمد نے خشت ہائے چبوترہ مزار حسن میاں صاحب واقع مسجد قدیم اپنے پاخانہ زنانہ میں صرف کیں۔ میں نے منع کیا کہ یہ فعل ناجائز ہے۔ جواب میں ناخوش ہوئے کہ یہ فعل ناجائز نہیں ہے۔ میں نے سکوت کیا اور اس جملہ پر کفایت کی کہ خدا مبارک کرے۔

وفات فضل رسول | ۱۴ر جولائی ۱۸۷۹ء۔ آج شب کو بوقت ایک بجے جناب منشی سید فضل رسول صاحب نے عارضہ بخار۔ و سرسام میں انتقال فرمایا جس سے بغایت درجہ ملال و رنج ہوا۔ ایسا شخص عالی مرتبہ مخدوم زادوں میں کوئی نہیں ہوا تھا۔ اپنی لیاقت ذاتی سے جناب مرحوم نے بہت کچھ پیدا کیا کہ تعلقہ دار ہوگئے اور بہت بڑا اعزاز گورنمنٹ انگریزی سے حاصل کیا۔ اُن کے ہمسر خاندانی تعلقدار حسد کرتے تھے۔ جناب مرحوم نے جنگل چوتسہ کی آبادی و سرانجام دیگر اہم امور میں ایسی ناموری حاصل کی کہ چند پشتوں تک ایسا شخص پیدا ہوتا نظر نہیں آتا۔ جناب مرحوم اپنے اعزہ واکابر سے بوقت ضرورت سلوک ہوتے اور ان کی احتیاجوں کو بلا کرتے تھے اور اپنے اخلاق وسلیقہ سے ہر ایک کو مطیع کر لیا تھا۔ اختیارات فوجداری درجہ دویم واختیارات دیوانی ومال قصبہ سندیلہ اور اپنے علاقے کے ان کو حاصل تھے اور امورات پولیٹیکل میں اچھی لیاقت رکھتے تھے اور جس امر کو کرنا چاہتے تھے اس کو بیشتر سے غور کر لیتے تھے۔ علوم فارسی عربی، نجوم وحکمت میں بہت اچھی لیاقت حاصل تھی۔ فن شاعری میں صاحب دیوان تھے اور منشی مظفر علی اسیر لکھنوی کے شاگرد رشید تھے۔ ان کی تعریف خارج از امکان ہے اور اس کے واسطے ایک کتاب مطول چاہئے۔ عمر شریف ۷۶ سال دوماہ پانچ دن کی ہوئی۔ ۱۹ر جمادی الاول ۱۲۲۰ھ ہجری روز جمعہ کو پیدا ہوئے تھے اور آج ۲۳ر رجب ۱۲۹۶ھ ہجری میں انتقال کیا خدا غریق رحمت کرے۔

ایک نصیحت | ۴ ستمبر ۱۸۷۰ء۔ آج یہ نصیحت "سوچ سمجھ کر بات کرو کہ پشیمان نہ ہو" مصطفےٰ حسین سے لکھا کر شیشہ کے چوکھٹے میں رکھ کر اپنے کمرہ نشست گاہ میں آویزاں کی تاکہ ہر وقت کے دیکھنے سے مجھے اور دوسروں کو نصیحت نیک حاصل ہو۔

ملازمت تعلقہ جلال پور | ۸ مارچ ۱۸۹۲ء۔ چوں کہ میں تعلقہ جلال پور سے سوائے تنخواہ کے نذر تک نہیں لیتا ہوں اور کوئی چیز فصلی باغات و دیہات کی اپنے مکان پر آنے نہیں دیتا ہوں اس وجہ سے میری طبیعت کو کسی وقت کسی قسم کی پژمردگی و تردّد لاحق نہیں رہتا اور نہایت بے خوفی اور مستقل مزاجی سے کام تعلقہ جلال پور انجام دیتا ہوں۔

متفرق ذمہ داریاں | ۳۰ اپریل ۱۸۹۶ء۔ آج کل تین قسم کے میں کام انجام دیتا ہوں۔ کار مجسٹریٹی متعلقہ سندیلہ، خاص انتظام علاقہ داری جلال پور، کار روائی میونسپل سندیلہ اس وجہ سے مجھے بہت کم فرصت رہتی ہے، تاہم میں کام سے گھبراتا نہیں ہوں اور بکمال مستقل مزاجی سے ان کو انجام دیتا ہوں۔

خواب خوش | ۵ اکتوبر ۱۸۸۶ء۔ آج کل خواب خوش میرے معائنہ میں آتے ہیں۔ خدا ظہور نیک فرمائے کیوں کہ میرا تجربہ ہے کہ جب میں اچھے خواب دیکھتا ہوں تو اس کا ظہور اچھا ہوتا ہے اور جب برے دیکھتا ہوں تو برا۔

افیونی | ۱۸ دسمبر ۱۸۸۶ء۔ محمد حسین عرف چھوٹن ساکن درگاہ بعمر ۷۰ سال فوت ہوئے اور کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ اپنی مع خانہ سکونت بیچ کھائی۔ افیون کا استعمال زیادہ تھا۔ ایک مرتبہ عطاری کی دکان کی تھی اور کل اشیا شیریں بجائے بیچنے کے خود ہی چکھ گئے۔

کچھ اپنا حال | ۱۳ دسمبر ۱۸۸۶ء۔ ابتداءً میری جائداد آبائی وموروثی کچھ نہ تھی حتیٰ کہ مکان سکونت بھی مشترک تھا جس میں چند اعزا کے گھروں سے کھڑکیاں تھیں اس سے مکان غیر محفوظ

اور موجب تکلیف کا متصور تھا۔ ابتدا میری ملازمت مدرسہ سندیلہ میں ہوئی اور اسی وقت سے مجھے شوق حصول ریاست کا پیدا ہوا اور میں نے معاملات رہن و بیع کرنا شروع کئے اوّلاً ۱۲ مارچ ۱۸۶۷ء کو ایک قطعہ اراضی زرعی موسومہ کسہا تعدادی ۵ بیگہ واقع موضع مخدوم پورہ مملوکہ میر احمد بخش صاحب مرحوم مخدوم زادہ درگاہ مبلغ ۵۱ روپے پر رہن رکھا جس کا حاصلات مبلغ چار روپے سالانہ تھا، اس کے بعد جوں جوں میری تنخواہ میں ترقی ہوتی گئی میں ریاست پیدا کرتا گیا اور اس کے حصول میں باعث کمی زر کے اپنے اوپر بہت تکلیف گوارا کی لیکن شوق کو کسی نہج سے کم نہیں کیا اور اس بات کا ہمیشہ خیال ملحوظ خاطر رکھا کہ اس قدر جائداد غیر منقولہ پیدا کر لینا چاہیئے کہ بوقت بیکاری معین اپنی مصارف روزینہ کی ہو سکے اور قیام سندیلہ بحالت بیکاری مجبوراً ترک کرنا نہ پڑے۔ ہزار ہزار شکر پروردگار عالم کا کہ اس نے اپنے فضل سے میرے ان خیالات کو پورا کیا اور بقدر میرے صرف کے جائداد غیر منقولہ مجھے حاصل ہوئی جس سے ایام بیکاری بآسانی بسر ہو رہے ہیں میں نہایت مناسب تصور کرتا ہوں کہ جس قدر جائداد غیر منقولہ علاوہ زر نقد اور زیور جو اس وقت میرے قبضہ میں ہے حوالہ قلم کر دوں اور جس قدر تمتع منافع زر تمسکی سے حاصل ہوتا ہے اس کو بھی لکھوں تاکہ میرے جانشینان کو معلوم ہو کہ ہمارے مورث نے کیس سال کی مدت میں کس قدر ترقی کی جس سے اکثر روسا قصبہ ہذا وغیرہ خوش روزگار کو باعث حسد متصور ہے۔ دس پندرہ برس قبل جائداد غیر منقولہ کی اتنی قدر نہ تھی جیسی کہ اس وقت ہے۔ اسی وجہ سے اس زمانہ میں بہت کم قیمت پر حاصل ہوئی۔ اگر وہ زمانہ حال میں بہ نرخ بازار فروخت کی جائے تو محل شک کا نہیں ہو سکتا کہ دوچند قیمت اس کی ملے۔

میزان جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ ـــــ چوالیس ہزار پانچ سو ترسٹھ روپے سات آنے چار پائی۔

نول کشور کو خط | ۲۵ رجنوری ۱۸۸۸ء۔ میں نے جو خط مبارک باد حصول خطاب منشی نول کشور مالک مطبع اودھ اخبار محررہ ۱۲ رجنوری ۱۸۸۸ء کو بھیجا تھا وہ اودھ اخبار ۲۴ جنوری ۱۸۸۸ء نمبر ۱۳۹ میں طبع ہوا ہے

رفاہ عام کے کام | ۱۲ رفروری ۱۸۸۸ء۔ اخبار خیر خواہ عالم دہلی محررہ ۸ رفروری ۱۸۸۸ء اور اخبار دبدبۂ سکندری رام پور محررہ ۶ رفروری ۱۸۸۸ء میں میرے باغ دکنواں واقع موضع پرکا ہادر کی بہت تعریف لکھی ہے میں نے یہ دونوں چیزیں محض واسطے رفاہ عام کے بنوائی ہیں۔

فال | ۱۷ رفروری ۱۸۸۸ء۔ آج میں نے فال اپنی بہبودی کی کتاب سکندر نامہ میں دیکھی جس کا یہ جواب نکلا شعر

مبارک بود فال بر رُخ زدن ‏ ‏ ‏ نہ بر رُخ زدن بلکہ شہ رُخ زدن

خواب خوش | ۵ رمارچ ۱۸۸۸ء۔ صبح کے وقت خواب دیکھا کہ نازنین اہل فرنگ ناکتخدا ایک کمرہ نفیس میں بالتفات مجھ سے پیش آئیں اور اپنے دونوں رخساروں پر بجوشی بوسے دئے یہ خواب ایسا ہے کہ کبھی مجھے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن حصول کامرانی اور دولت اس کی تعبیر ہے۔

دھبے دور کرنا | ۲۳ راگست ۱۸۸۸ء۔ تجربہ سے ظاہر ہوا کہ دھبہ ہائے ذیل اشیاء مندرجۂ تحت سے دھوئے جائیں تو معدوم ہو جاتے ہیں۔ اگر گھی کا دھبہ پڑ جائے تو سجی سے جاتا رہتا ہے، تیل کا دودھ سے، روشنائی کا دہی سے، پان کی پیک کا شکر سے۔

کھنکھجورا | ۷ راکتوبر ۱۸۸۸ء۔ دو بجے رات میں سو رہا تھا، ایک کھنکھجورے نے میری بائیں پنڈلی میں ایسا کاٹا کہ خواب مفقود اور سوزش سے پریشان ہو گیا وہ موذی اسی وقت

مارا گیا۔ جو رضائی میں لپٹا تھا۔ یہ پہلا مرتبہ ہے کہ مجھے اس سے ضرر پہنچا، سوزش اس کی مساوی نیش بھڑ کی ہوتی ہے۔ مقام ماؤف پر استعمال عرق پیاز سے افاقہ ہوا، جو اس کا علاج مجرب ہے۔

ہر دل عزیزی | ۱۰ راکتوبر ۱۸۸۹ء۔ آج کل منشی فضل حسین[1] کسی کو نوکر رکھتے ہیں تو اولاً اُس سے اقرار لیتے ہیں کہ مظہر علی (یعنی راقم) کے مکان پر نہ جانا اور نہ اُس سے کوئی تعلق رکھنا یا ملاقات کرنا۔ اُن کا یہ ظن غالب ہے کہ اُن کے ملازمان موقوف شدہ اعلانیہ اور اکثر خفیہ مجھ سے رسم رکھتے ہیں اور میرے خیرخواہ ہیں اور عموماً کل باشندگان سندیلہ کی نسبت انھیں خیال میری ہمدردی کا ہے اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ مرتبہ باوصف تعلقدار ہونے کے مجھے کیوں حاصل نہیں ہے۔ یہ خیالات منشی صاحب بجائے خود درست نہیں ہیں یہ بات صرف تعلقہ دار صاحب دولت ہونے سے حاصل نہیں ہوسکتی بلکہ یہ رنگ ہی دوسرا ہے۔ جو ہر شخص کو سرسری طور سے نصیب نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ اپنے نفس پر اس قدر قادر نہ ہو کہ لوگوں سے بلحاظ اُن کی منزلت و مرتبہ حال کے پیش آنا، اُن کے مقاصد متوجہ ہو کر سننا اور انجاح مرام میں دریغ نہ کرنا، اُن کے حق میں بوقت موقع کلمہ خیر بولنا، بوقت استفسار ان کو صلاح نیک دینا کسی حاجت مند کو بترش روئی جواب نہ دینا اور خاص خاص حالتوں میں ان کی دردمندی کرنا، اکثر موقع پر ضبط و تحمل کو روا رکھنا، دشمن کے ساتھ حتی الامکان دوستی کا برتاؤ کرنا اور جب عاجز و معذور ہو تو انتقام نہ لینا، بعض محل پر مصلحتاً اپنا نقصان جائز رکھنا، ہر ایک سے بلا کسی قید کے باخلاق و محبت پیش آنا، نیک نیتی و خوش چلنی اختیار کرنا، ایفائے وعدہ میں

---

[1] مولوی مظہر علی کے خالہ زاد بھائی جو تعلقہ دار تھے۔ مولوی صاحب اُن کے تعلقہ کے منیجر تھے فضل حسین جب لوگوں کے کہنے سننے میں آنے لگے، مولوی صاحب علیحدہ ہوگئے، یہ بیان اس کے بعد کا ہے۔ (ن)

کوشش کرنا، غلط بیانی سے احتراز کرنا، امور معاملاتی میں لغویت کو راہ نہ دینا، سوچ سمجھ کر بات کہنا، بلا وجہ کسی کی غیبت و ہجو نہ کرنا، دشمنوں کے گھٹانے میں توجہ بلیغ رکھنا، اپنے اختیار و اقتدار پر مغرور نہ ہونا، مسلک صلح کل اختیار کرنا۔ جب یہ باتیں اختیار کی جائیں تو اس وقت مرتبہ ہر دل عزیزی حاصل ہو سکتا ہے، اگرچہ ان سب پر میں ہنوز قادر نہیں ہوں لیکن کوشش کرتا ہوں کہ اپنے نفس کو اس جانب راغب کروں۔

خواب خوش | ۳۰ رجنوری ۱۸۸۹ء۔ آج کئی روز سے بشب خواب ہائے خوش نظر آتے ہیں۔ دو روز سے تو اپنے کو بمقام بلند اور گھوڑے پر سوار دیکھا اور آج صبح ہاتھی عماری دار پر سوار اور ہمراہی میں بہت سا مجمع اور جلوس نظر آیا۔ دیکھئے کہ اس کا ظہور کب ہوتا ہے۔ میں اپنی عقیدت سے لکھتا ہوں کہ میرے خوابوں کا ظہور کبھی دیر کبھی جلد ضرور ہوتا ہے جس کے امتحانات اور تجربے متواتر ہو چکے اور ہوتے جاتے ہیں لیکن ابھی تک یہ امر امتحان طلب ہے کہ کس موسم و تاریخ و دن کا خواب سریع الظہور اور بطی الظہور ہوتا ہے۔

اثر آہ | ۱۸ مارچ ۱۸۸۹ء..... یہ عجب کارروائی ہوئی کہ بندۂ خدا کی عرضی اور معزولی محمد یحییٰ ہیں جہاں تک خیال کرتا ہوں تو یہ نتیجہ محمد یحییٰ کے اس ظلم کا ہے جو انھوں نے حافظ باسط علی واجب الرحم کو بلا وجہ ۱۰ مارچ سن الیہ کو صدمہ پہنچایا اور اس ظلم و ستم رسیدہ نے آہ سرد کھینچ کر اور سنگ شکیبائی اپنے سینہ بے کینہ پر رکھ کر خواہاں داد رسی اپنے منتقم حقیقی سے ہوا جو استدعا فوراً مستجاب جس کی تصدیق اس شعر سے ہوتی ہے ۵

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن   اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

حاجی وارث علی شاہ صاحب | ۵ مئی ۱۸۹۰ء۔ آج صبح کو حاجی وارث علی شاہ صاحب رئیس دیوا نے بطیبِ خاطر خود مجھے یاد کیا۔ میں فوراً مکان عبدالعلی موسی پور میں جاکر قدم بوس

ہوا، شاہ صاحب نے خلاف عادت خود سرو قد میری تعظیم کی اور نہایت تپاک سے اپنے قریب بٹھلایا اور بعد دریافت خیریت و امور معمولی کے رخصت کیا، وجہ طلب میری سمجھ میں نہیں آئی، شاہ صاحب نہایت کریم و محترم بزرگ ہیں۔ ہزارہا مرد و زن دیہہ بدیہہ شہر بہ شہر آپ کے مرید ہیں، آپ سوائے مریدوں کے اور کسی سے کم ملاقات کرتے ہیں یہ محض آپ کی توجہ و عنایت خاص ہے۔ جو اس صورت سے راقم کو اعزاز بخشا۔

تقدیر و تدبیر | ۱۸ر جولائی ۱۸۹۱ء۔ امور تقدیری میں انسان کی کوشش فضول ہے لیکن تاہم قناعت پر انحصار نہیں ہو سکتا.....

جزا و سزا | ۷ر اگست ۱۸۹۱ء۔ تجربات پیہم سے مرتبہ یقین حاصل ہے کہ ہر شئے نیک و بد کا معاوضہ اس دنیا میں فوری ملتا ہے مگر انسان کو اس کی ادراک کے لئے چشم بصیرت کی احتیاج ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کی بابت کسی کو تنبیہ نہیں اور کوئی شخص اپنے اعمال پر غور نہیں کرتا

احتساب نفس | ۵ر جولائی ۱۸۹۱ء۔ انسان کا دنیا سے بہ نیک نامی گزر جانا اس زندگی سے بہتر ہے جو بہ بدنامی زندہ رہے۔ جب کسی شخص کی عمر قریب بعمر طبعی پہنچے تو اس کو اپنے خدائے لم یزل سے یہی دعا کرنا چاہئے کہ انجام بخیر ہو اور کوئی بدنامی اپنے ساتھ قبر میں نہ لے جاوے میں اس وقت جو اپنی حالت پر غور کرتا ہوں تو تعالیٰ شانہٗ نے اپنے فضل و کرم سے بہت قسم کی نعمت ہائے دنیاوی مجھے عطا فرمائی ہیں اور کوئی تمنا ایسی باقی نہیں رہی کہ جس کا میں آرزومند ہوں اور یوں انسان جب تک زندہ ہے اس کی تمناؤں کا تکملہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اب میری خواہش دلی یہ ہے کہ قبل پیش آنے کسی بدنامی یا حزن و ملال یا رنج و غم، فکر و تردد کے اگر سفر آخرت مجھے پیش آوے تو اس سے بڑھ کر کوئی آرزو مجھ کو پیش نہاد نہیں بحالت

موجودہ کل سامان آسائش دنیاوی اس کی عنایت سے حسب ذیل مجھے حاصل ہیں بمکان نہایت آراستہ وپیراستہ بہمہ وجوہ مرتب، دیہات متعدد، ریاست قبضہ بقدر ضرورت، حکومت، قبضہ، حوصلہ افزائی رؤسا و درجہ اعلیٰ، وقار رو برو ئے حکام وقت محبت دلی منجانب اہالی قصبہ، وقعت رو برو ئے ہم چشمان خود۔۔۔۔۔

علالت | ۲۸ر ستمبر ۱۸۹۱ء میری طویل علالت سے جس کو ایک سال کا زمانہ ہوا اعزا واحباب عیادت کرتے کرتے اُکتا گئے اور تیماردار سرانجام دہی خدمات سے گھبرا گئے ہیں، خود اول علالت، دوسرے طوالت سے پریشان ہوں کہ ایسی چیز کی زیادتی جو باعث تکلیف دہی ہو داخل بے قدری ہے۔

ترقی کے اصول | ۳۱ر دسمبر ۱۸۹۱ء۔ انسان اس وقت اپنے مراتب ومناصب میں ترقی کرسکتا ہے جب کہ جھگڑا فساد بلاسود سے اپنے کو محفوظ رکھے اور حتی الامکان مشرب صلح کل اختیار کرے اور اپنے سے بلند مرتبہ لوگوں سے ملے اور اظہار غرض میں احتیاط کرے اور جو بات زبان سے نکالے اس کو اولاً بخوبی سمجھ لیوے اور غلط بیانی کو علی الخصوص معاملت میں ہرگز راہ نہ دے، متانت سنجیدگی وتہذیب کا شیوہ اختیار کرے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اس کو اپنے حصول مقاصد میں بالضرور کامیابی ہوگی اور نگاہِ عوام میں ذی وقار متصور ہوگا۔

نسخہ دردشانہ | ۳۱ر جنوری ۱۸۹۲ء آج میں نے ایک روغن مجربہ برادرم سید حافظ علی ولد رحم رحمان خان صاحب اپنے دردشانہ میں مَلا اس سے اس قدر تخفیف ہوئی کہ میں اپنا دست چپ بلاتکلف سر تک بلند کرسکتا ہوں نقل نسخہ واسطے استفادہ ناظرین کتاب ہذا درج ذیل کیا جاتا ہے۔

نسخہ روغن دافع درد ریاحی:۔

لہسن ایک تولہ	فرفیون تین ماشہ	برگ سداب تازہ ایک تولہ
عقرقرحا ۴ ماشہ	پیپل تین ماشہ	روغن کنجد یا زیتون پاؤبھر

کل چیزوں کو کوٹ چھان کر روغن تلی میں پکائے اور جب ایک ثلث رہ جائے اس کو چھان کر مقام ماؤف پر مالش کرے

دجوہ مالیخولیا وغیرہ | ۲۲ مارچ ۱۸۹۲ء۔ مالیخولیا خبط وبے خوابی وغیرہ کے کئی سبب ہیں ان میں خاص خاص وجہ یہ ہیں، طبیعت پر زیادہ زور دینا، دوسرے ورزش نہ کرنا اور جسم سے کم کام لینا، تیسرے مزاج میں استقلال وعزم کا نہ ہونا، چوتھے خطرناک طریقوں سے کام کرنا پانچویں دن رات خیال کرنے اور سوچنے کی بیہودہ عادت پر چلنا۔

تحصیلدار سندیلہ | ۱۲ اپریل ۱۸۹۲ء بابو نور وز علی تحصیلدار سندیلہ کا بظاہر بے مروتی وخشن مزاجی سے کوئی دوست نظر نہیں آتا...... میں نے اس قسم کا آدمی چھوٹے قد کا کبھی نہیں دیکھا کہ وہ اپنے راز کو علانیہ افشا کرے۔

نسخہ ہضم آم | ۲۴ جون ۱۸۹۲ء۔ تجربہ سے لکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص سونٹھ صاف چھنی ہوئی بقدر ایک ماشہ ونمک سیاہ ایک ماشہ باہم مخلوط کرکے بعد کھانے آم کے استعمال کرے تو انکی تحلیل میں کوئی توقف نہ ہوگا کسی ضرر کے بغیر ہضم ہو جائیں گے۔

تجربہ کاری | ۹ نومبر ۱۸۹۲ء۔ تجربہ کار کا لفظ اسی شخص کی نسبت استعمال ہونا چاہئیے جس نے اولاً ہر چیز کو بنظر غور دیکھا ہو اور بطور خود اس کی نسبت پوری فکر کی ہو، دویم کتابوں کی سیر بہ نظر تعمق کرچکا ہو۔ سویم ہمعصر لوگوں کی تحریرات کو جو کسی امر خاص کی بابت ہوں غور کیا ہو، تجربہ کاری کچھ اس بات سے متعلق نہیں ہے کہ اس کی عمر زیادہ ہوگئی ہو اور وہ ان فضائل سے بے بہرہ ہو، اگر جوان آدمی میں ایسے خصائل حاصل ہوں تو وہ بھی تجربہ کار کے

شمار ہیں آسکتا ہے۔ جو شخص بلا واقف کاری بلا صلاح و مشورت کے کوئی کام کرے گا وہ ہمیشہ غلطی میں پڑے گا۔

خواب خوش | ۰۱ر نومبر ۱۸۹۲ء۔ میں نے بوقت پانچ بجے خواب دیکھا کہ میں ایسے گھر میں بیٹھا ہوں جو مشابہ مکان زنانہ منشی سید فضل حسین تعلقہ دار کے ہے اور غرب رویہ سہ درے کے جنوبی در میں بیٹھا ہوں۔ ایک عورت نوجوان حسین و جمیل سے میرا عقد ہوا ہے جو سرخ رنگ کی عمدہ پوشاک پہنے ہوئے اور عطر وغیرہ لگائے ہوئے مجھ سے تعشق پیدا کرنے کی غرض سے شمالی رویہ سہ دری سے نکل کر صحن تک آتی ہے اور پھر سہ دری میں چلی جاتی ہے۔ اس کے عطر بیز بال اور پوشاک سے میرے دماغ کو تازگی اور خوشبو پہنچتی ہے، میں جانتا ہوں اس سے بوقت شب وصل نصیب ہوگا، اس وقت گویا شام ہو رہی ہے لیکن مجھے اس قدر افسوس ضرور ہے کہ وہ صاحب عقل و فہم نہیں ہے۔ اسی وقت میری آنکھ کھلی اور میں نے اٹھ کر بعد وضو نماز صبح ادا کی۔

خاندانی خاصہ | ۱۳ر مارچ ۱۸۹۳ء۔ میرے خاندان کا یہ موروثی خاصہ ہے کہ ابتداء تعلیم و تعلم کا ضرور شغل رہتا ہے، بعدہٗ چاہے وہ جیسا معزز عہدہ حاصل کرے، چنانچہ میں اپنے چشم دید تین پشت کا ذکر کرتا ہوں کہ ......

گولڈ اسمتھ کا قول | ۱۲ر مارچ ۱۸۹۳ء مجھے گولڈ اسمتھ مشہور ادیب کا قول نہایت پسندیدہ معلوم ہوتا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ضرور عام پسند ہوگا (خوش اطوار لوگوں کو بھی بعض وقت افکار و آلام لاحق ہوتے ہیں مگر یہ صرف اس لئے کہ وہ اپنے اللہ کی نعمتوں کے لئے زیادہ تر مشکور رہوں یعنی نعمت کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب کہ کچھ تکلیف برداشت کرنے کے بعد اس کو حاصل ہو) یہ نہایت سچا قول قابل عمل ہے۔

دانتوں کی حفاظت | ۵ اپریل ۱۸۹۳ء جس شخص کو اپنے دانت مدت تک قائم رکھنا منظور ہو اسے لازم ہے کہ پان خوری کا استعمال کم اور خلال کی عادت نہ کرے ورنہ میرا تجربہ ہے کہ چونہ مسوڑوں کو کاٹ دیتا ہے اور خلال کرتے کرتے دانتوں کے درمیان فرق پیدا ہو جاتا ہے جس سے چند روز میں انھیں جنبش ہونے لگتی ہے اور بالآخر گر جاتے ہیں۔ اور انسان روٹی و دیگر لذائذ دنیوی سے محروم ہو جاتا ہے۔

قسم کھانا | ۱۶ جون ۱۸۹۳ء جب میں کمسن تھا مجھے خوب یاد ہے ۱۸۵۶ء سے قسم کھانا جیسا اُس کا آج کل ضرورت بلاضرورت عام رواج ہے مطلقاً ترک کر دیا تھا اور کبھی سہواً اُس کا اتفاق نہیں ہوتا ہے اور میں بہت بُرا جانتا ہوں کہ لوگ معمولی بات چیت میں بلاضرورت اس کے عادی ہیں جس سے اُن کی بے اعتباری متصور ہے اور جب مجھے کبھی کسی عدالت میں اتفاق ادائے شہادت کا ہوتا ہے تو وہاں بھی حتی الامکان انہی الفاظ کا استعمال کرتا ہوں کہ اپنے علم و یقین سے سچ کہوں گا جھوٹ نہ کہوں گا لیکن قسم کا کھانا اللہ اور رسول کی بالکل میں نے چھوڑ دیا ہے خدا سے امید ہے کہ وہ ان باقی ایام زندگی میں بھی وہی عادت قائم رکھے گا۔

بڑوں سے ملنا | ۷ دسمبر ۱۸۹۳ء۔ انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ اپنے سے بڑے رتبہ والوں سے ملتا رہے تو اس کی ذات کو فائدہ اور موجب اُس کے وقار کا ہوگا، ورنہ دوسری حالت میں باعثِ ضرر۔

قول سعدی | ۲۱ مئی ۱۸۹۴ء: کس نیاموخت علم تیر از من
که مرا عاقبت نشانه نکرد

یہ قول حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا بہت صحیح و درست ہے اور جہاں تک میں نے تجربہ

کیا یہ مثل میرے حق میں بہت صادق آتی ہے۔ میں اپنے تجربہ سے لکھتا ہوں کہ جس شخص کے ساتھ میں نے سلوکات کئے اور اس کی بہبودی کا باعث ہوا بالآخر اُس سے ضرور میری ذات و مال کو ضرر پہنچا جس کی چند مثالیں میں ذیل میں حوالہ قلم کرتا ہوں:۔........

تحسین | ۱۳ / مئی ۱۸۹۴ء۔ آج مرزا یعقوب حسن صاحب تحصیلدار کے مکان پر منشی سدیوشن اِتن صاحب حاکم بندوبست تحصیل سندیلہ سے ملاقات ہوئی۔ تحصیلدار صاحب نے میرا ڈپٹی صاحب سے تعارف کرایا کہ یہ صاحب رئیس سندیلہ نہایت لائق اور وقت کے فلاسفر ہیں، کوئی وقت ان کا فضول و رائگاں صرف نہیں ہوتا، سرکاری کاموں کی طرف بہت دلچسپی ہے آنریری مجسٹریٹی کا کام مثل تنخواہ دار مجسٹریٹ کے بہت مستعدی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔

محنت | یکم جون ۱۸۹۴ء۔ انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ محنت کی عادت رکھے، یہ ایک ایسی نعمت ہے جس سے عزت و حرمت حاصل ہوتی ہے اور ہر ایک کی نگاہ میں باوقعت دیکھا جاتا ہے کل کام چاہے جیسے مشکل ہوں بآسانی درست ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ وہ اطمینان کے ساتھ بسر کرتا ہے اور اپنے وقت فرصت کو نہایت عزیز رکھتا ہے اور اس کی قدر کرتا ہے اور کاہلی اُس کے برعکس ہے جو صاف ترعلامت ادبار ہے اور اُس کے کل کام ناقص و خراب ہوتے ہیں اور عزت حوصلہ گھٹ جاتی ہے اور کاہل کو بباعث کاہلت ہر وقت فرصت رہتی ہے اس وجہ سے وہ کسی کے وقت کی قدر نہیں کرتا۔ خوب غور کرنا چاہئے کہ ایسا شخص بہت کم ترقی کرے گا۔ اور ہمیشہ نگاہ ذلت سے دیکھا جائے گا۔ اگر شخص کاہل امیر ہے تو چند روز میں وہ مفلس ہو جائے گا اور اگر مفلس ہے تو گداگری کرے گا۔

دشمنوں کی قسمیں | ۹ / ستمبر ۱۸۹۴ء۔ دنیا میں تین قسم کے دشمن ہوتے ہیں اول وہ لوگ جو زبان کی بدولت ہو جاتے ہیں۔ مثلاً زید اپنے مکان پر بیٹھ کر بلا وجہ بکر کی غیبت کرے تو بکر ضرور

زید کا دشمن ہو جائے گا، دوم معاملات و مقدمات کی دشمنی جو زن و زر و جائداد سے متعلق ہے۔ تیسرے حسد جو کسی کی ترقی نہیں دیکھ سکتا۔ قسم اول کے دشمن تو زبان روکنے سے گھٹ سکتے ہیں جس کا انسداد ضروری و لابدی ہے۔ دوسری قسم کے اس وقت دشمنی چھوڑ دیں گے جب ان سے معاملہ بہ سہولت و بملائمت کر لیا جاوے گا۔ تیسری قسم کے براہ حسد جان و مال کے دشمن ہیں ان کی دشمنی کبھی مٹ نہیں سکتی، ہاں سلوکات مناسب وقت سے شاید کچھ خفت ہو جائے اور علانیہ دشمنی نہ کریں۔ ان میں اول اہل خاندان علی الخصوص کم مایہ بھائی بند، دوسرے اہل محلہ، تیسرے بستی کے لوگ ہیں، یہ مرض لا دوا ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا بجز اس کے کہ اپنے قادر مطلق سے یہ دعا مانگتا رہے اللھم اجعلنا محسوداً ولا تجعلنا حاسداً۔

محنت کی عادت | ۲۲ ستمبر ۱۸۹۴ء ...... میں خود ہی اپنی ذات سے تمام اوقات مصروف رہتا ہوں حتی کہ سوائے رات کے نصف تک چارپائی پر نہیں لیٹتا اور زیادتی محنت سے بوقت شب دماغ تپکنے لگتا ہے لیکن باوصف ان سب باتوں کے بین تکملہ کام کا اپنے آرام پر مقدم تصور کرتا ہوں، خدا میری اولاد کو بھی یہی ہدایت کرے۔

تجربہ کی باتیں | ۹ اپریل ۱۸۹۵ء۔ تجربہ کی باتیں:- چنار کے پتے جلانے سے دیمک دور ہو جاتی ہے۔ بلدی یا ہینگ پانی میں گھس کر چیونٹیوں کے بل میں ڈال دو فوراً بھاگ جاویں گی گندھک و لہسن کی دھونی سے بھڑ بھاگ جاتی ہے۔ جس کو زنبور کاٹے بعوض کاٹنے کے تین کف دست دھنیا کھلا دو یا سرکہ سے برف میں ترکر کے کپڑا جائے گزیدہ پر لگا دو فوراً تخفیف ہو گی۔

خواب خوش | ۱۹ مئی ۱۸۹۵ء۔ شب گزشتہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک مشہور دولتمند آدمی کی مجلسرا میں بیٹھا ہوں اور اس مکان کے محاذ میں ایک کمرہ ہے جس میں ایک معشوقہ حسین بیٹھی ہے جو نگاہ شوق سے میری جانب دیکھ رہی ہے، ۱۸ نومبر ۱۸۹۴ء سے اسی قسم کی

خوابیں بلا کسی خیال کے میں دیکھ رہا ہوں اور کوئی مہینہ ناغہ نہیں جاتا ہے کہ دو ایک مرتبہ نہ دیکھتا ہوں، دیکھا چاہیئے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے۔

آموں کی فصل | ۹ رجولائی ۱۸۹۵ء۔ آموں کی فصل :۔ اگر تم چاہو کہ تمہارے آم کے درخت ہر سال بار آور رہوں تو ہر سال بور آنے کے پہلے کمزور شاخوں کی ہنگیاں توڑ کر پھینک دو کہ بجائے بور آنے کے اُن میں نئے نئے اور کلے نکلیں، نئی شاخیں دوسرے برس پھولتی اور پھل لاتی ہیں۔

وقت کی قدر | ۲۷ رجولائی ۱۸۹۵ء۔ دنیا میں وقت ایک نہایت عمدہ نعمت ہے جو شخص اس کی قدر کرتا ہے وہ نعمت حاصل کرتا ہے، جو ضائع کرتا وہ تکلیف و خرابی میں مبتلا رہتا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اپنے ساتھیوں سے اس کی زیادہ قدر کی حتیٰ کہ موسم گرما میں دن کو بہت کم سویا اور وہ بھی وقت کسی نہ کسی شغل میں صرف کیا جس کا یہ خوش نتیجہ پیدا ہوا کہ میرے کل کام متعلقہ نہایت آسانی سے طے ہو گئے جس کا بہت نیک پھل مجھے ملا اور یہی سبب ہے کہ میں ہر ایک کام غیر معلوم سے بہت جلد واقف ہو گیا اور عوام میں میری قابلیت مشہور ہوئی لہذا وقت ضرور قابل قدر ہے۔

حفظ صحت | ۴ اراگست ۱۸۹۵ء۔ ایک ڈاکٹر حاذق نے بروقت وفات نسبت حفظ صحت تین نصیحتیں پیش کیں جن کی پابندی سے انسان تندرست رہ سکتا ہے اور زیادہ عمر تک زندہ (۱) صفائی طبیعت (۲) ورزش (۳) کم کھانا، لیکن میرے خیال میں اس کے ساتھ نیک چلنی کی بھی ضرورت ہے ورنہ یہ سب ہیچ، میرے نزدیک نیک چلنی اول درجہ کی علامت صحت ہے اور وہ تینوں باتیں اس کی فروعات میں داخل ہیں۔

بار کفالت | ۹ رستمبر ۱۸۹۵ء۔ آج کل ۵۹ انسان اور تین حیوان جملہ ۶۲ جانوں کی (علاوہ دیگر

معارف ضروریہ) پرورش و پرداخت میری ذات سے متعلق ہے اور بجز آمدنی مستم موضع گھوگھیرہ و چند ریزۂ ملکیت کے اور کوئی دوسرا سلسلہ آمدنی کا نہیں ہے ..... پس یہ تردّد میری روح کو ہر وقت صدمہ پہنچاتا رہا ہے اور بعض وقت اس کی پریشانی مجھے از خود رفتہ کر دیتی ہے لیکن پھر اس کی شان رزاقی پر بھروسہ کرکے اپنی طبیعت غیر مطمئن کو اس ہندی مثل سے "جب دانت نہ تھے تب دودھ دیو جب دانت بھئے کا آن نہ دیہے" تسکین دیتا ہوں۔

بلائے ادبار | ۲ر اکتوبر ۱۸۹۵ء۔ میں اپنے تجربے سے لکھتا ہوں کہ جب خدا کسی شخص پر بلائے ادبار نازل کرتا ہے تو پہلے اس کی شے لطیف کو زائل کر دیتا ہے کہ وہ راست کو کج اور کج کو راست، حسن کو قبیح اور قبیح کو حسن، علیٰ ہذا کل باتوں کو الٹی سمجھنے لگتا ہے اور اس کی ذاتی صفاتی اور خانہ داری وغیرہ کے امور میں اسی نہج کے فتورات اور دوستوں کی قلت دشمنوں کی کثرت ہوتی جاتی ہے، بس ایک بارگی وہ کشتی بحر فنا میں ایسی غرق ہوتی ہے کہ پھر اس کا ابھار نہیں ہو سکتا جیسا کہ واجد علی شاہ بادشاہ اودھ گزر چکا ہے، اور جیسا سندیلہ میں ....

درد سر | ۴ر نومبر ۱۸۹۵ء۔ جس کے سر میں درد ہو اس کو پچھلے پیروں آہستہ آہستہ چلنا چاہئے دس منٹ میں درد سر رفع ہو جائے گا۔

دعا اور محنت | ۶ر نومبر ۱۸۹۵ء۔ میں نہایت راستی سے لکھتا ہوں کہ میں نے جس کام کو شروع کیا اس کے تکملہ میں نہایت کوشش کے ساتھ مصروف ہوا اور اپنے خدا سے اس کے اتمام کی نسبت دعا کرتا رہا بالآخر وہ کام ضرور خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام ہوا۔ ملک بہانیہ میں ایک مثل ہے "خدا سے مانگو اور ہتوڑے کو بھی لوہے پر مارتے رہو ورنہ صرف دعا

مانگنے سے لوہا کبھی نرم نہیں ہو سکتا۔

اعتدال | ۸ر فروری ۱۸۹۶ء۔ انسان کو لازم ہے کہ وہ انحطاط عمر و قویٰ میں اپنی طبیعت کو کھانے و پینے و سونے جاگنے و رفع ضروریات میں بہت سنبھل کر بحالت اعتدال رکھے اور بہ پابندی اوقات ہر ایک کام انجام دیتا رہے ورنہ اس کی تندرستی کبھی قائم نہیں رہ سکتی اور بقیہ ایام زندگانی بلطف بسر نہیں لے جا سکتا۔

پابندی نماز و وظائف | ۴ر مئی ۱۸۹۶ء۔ ۴۲ سال کا زمانہ ہوا جب سے میں نے نماز کی پابندی کی اسی وقت سے درود شریف ہر نماز کے بعد ایک صد بار و سبحان اللہ بحمدہ ۲۵ بار و سورۂ مزمل ایک بار برابر پڑھتا رہا ہوں .... اور چھتیس سال سے یا مظہر العجائب بالخیر بعد نماز عشا کے ۳۶۰ بار ورد میں ہے جس کے اول و آخر سات سات مرتبہ درود شریف پڑھتا ہوں اور ۳۰ سال گزشتہ سے چہل کاف بعد نماز صبح و مغرب ایک بار پڑھا کرتا ہوں ان اوراد کی برکت ورد سے مجھے بہت بڑا نفع دنیاوی حاصل ہوا اور ہو رہا ہے۔

ایک شاہ صاحب | ۲۳ر اگست ۱۸۹۶ء....... وہ آج صبح کو بوقت رخصت مجھ سے کہا کہ جو حاجت ہو بیان کرو کہ میں اس کے پورا ہونے میں کوشش کروں بجواب اس کے میں نے کہا کہ دعائے خیر! کہا کچھ اور مانگو، میں نے کہا کہ جو کچھ مانگنا ہوتا ہے وہ میں اپنے رب العالمین سے مانگا کرتا ہوں اور میں اسی کی ذات پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں اور رضا کرتا ہوں، شاہ صاحب میری اس گفتگو سے بہت متعجب ہوئے

اسرار محبت | ۹ر ستمبر ۱۸۹۶ء۔ مرد لوگ اسرار محبت کے سمجھنے میں بہت کند ذہن ہیں اور اس بات میں حد سے زیادہ غلطیاں کرتے ہیں اور اسی باعث جنس ذکور کے اشخاص ہمیشہ یہ پوچھتے رہتے ہیں کہ مردوں کو کیونکر معلوم ہو کہ ایک عورت ان سے محبت کرتی ہے

یا جس عورت کی محبت اس کو پیدا ہوئی ہے وہ اس کے بارے میں کیا خیال رکھتی ہے واقعی یہ امر کچھ آسان نہیں ہے۔ دو باتوں سے یہ امر اور بھی دشوار ہو جاتا ہے اول تو یہی محبت میں ایک عجیب و غریب بات یہ پائی جاتی ہے کہ جس مرد کو کسی عورت سے سچی محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت اُس کے مزاج کو منکسر بنا دیتی ہے، ممکن ہے کہ وہ دوسری باتوں کے اعتبار سے اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا ہو اور دوسرے اشخاص کی نسبت جو باتیں دیکھتا اور سنتا ہو اُن کو بطور قاعدہ کلیہ نیچی نگاہ سے دیکھتا ہو لیکن جہاں اُس کے دل میں کسی عورت کی محبت خالص پیدا ہوئی پھر وہ اپنے اوصاف کو ہیچ سمجھنے لگتا ہے اور اس بات کے امتیاز کی صلاحیت اس میں باقی نہیں رہ جاتی کہ آیا وہ عورت بھی اس کی محبت کا خیال رکھتی ہو یا نہیں رکھتی، دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کو سابقہ کسی ایسے جنس اناث کے آدمی سے پڑتا ہے جس کا خیال سب کے بیشتر یہ ہوتا ہے کہ محبت کے خیال کو جہاں تک ممکن ہو چھپائے رہے جتنا ہی زیادہ کوئی عورت کسی مرد سے محبت کرتی ہوگی اسی قدر وہ اُس بات کو ثابت کرتی رہے گی کہ اُس کو کچھ بھی محبت نہیں ہے اور اس بات کو صرف وہی مرد جو بہ نسبت اپنے دیگر ہم جنسوں کے زیادہ چالاک و ہوشیار ہوتے ہیں دریافت کر سکتے ہیں کہ اکثر وہ تمام نفرت کی علامتیں جن کو کوئی عورت کسی مرد کی نسبت ظاہر کرتی ہے عین محبت کی علامتیں ہوتی ہیں۔

خواب خوش | ۱۴ نومبر ۱۸۹۶ء علی الصبح بوقت نماز میں نے خواب دیکھا کہ ایک دولتمند کی محلسرا میں داخل ہوا اور مالک مکان نے (جو اب زندہ ہیں) میرے داخلہ محلسرا کو بنظر مسرت و عزت دیکھا اور ایک معشوقہ دلنواز کو جو مجھ سے پردہ کرتی ہے اجازت دی کہ بالاخانہ پر چلی جائے جس کی اوٹ اُس نے خود کی لیکن بوجہ غیر کافی ہونے پردہ کے

اس کا نصف جسم اسفل صاف نظر آتا تھا جو اطلس کا کلی وار پاجامہ جس کی ہر کلی میں گوٹہ دو پائچوں میں لچکا ٹکا تھا پہنے تھی اور اس کے کڑوں اور چھڑوں نقرئی کی آواز میرے کانوں تک آتی تھی بعدہٗ آنکھ کھل گئی۔ میں حیرت میں ہوں کہ یہ کس قسم کی خوابیں ہیں جن کو میں چار سال سے برابر دیکھ رہا ہوں اور جس کا قبل از خواب کوئی وہم و گمان بھی نہیں ہوتا، دیکھا چاہئے کہ اس کا کیا ظہور ہوتا ہے۔

قحط کا انجام | ٩ / جون ١٨٩٧ء۔ آج مجھے دریافت سے معلوم ہوا کہ میرے یہاں ١١ لڑکیاں واسطے پرورش و خدمت کے اس قحط سالی میں حاصل کی گئیں ......

چہل قدمی | ١١ / نومبر ١٨٩٨ء۔ اگرچہ قبل اس کے میں چند مرتبہ لکھ چکا ہوں لیکن اب بھی اس کا حوالہ قلم کرنا غیر مناسب نہیں جانتا کہ علی الصبح مشی کرنا انسان کی تندرستی کے واسطے بہت مفید ہے، چنانچہ میں چند سال سے اس کا عادی ہو رہا ہوں۔

نجوم | ٢٣ / نومبر ١٨٩٩ء۔ ٢١ / نومبر سے سات ستارے برج بر چھکہ میں فراہم ہو گئے ہیں جو ٢٥ / نومبر تک اسی برج میں رہیں گے دیکھا چاہئے کہ اس کا کیا انجام ہوتا ہے نجومیوں کا مقولہ ہے جب سابق میں اسی طور پر سات ستارے ایک برج میں جمع ہوئے تھے تو کوروکشیتر کے میدان میں کوروں پانڈوں کے درمیان سخت لڑائی ہوئی تھی جس میں لاکھوں آدمیوں کا قتل عام ہوا تھا، جو ستارے بالفعل برج عقرب میں موجود ہیں اُن کے اسم ورج ذیل ہیں:۔ آفتاب، مشتری، زحل، مریخ، زہرہ، عطارد، راہ، منجملہ ان کے تین ستارے تحت الشعاع آفتاب میں غرق ہیں یعنی ان کی قوت بالکل زائل ہو گئی، وہ یہ ہیں: مشتری، مریخ، زحل۔

لندن میں تاج پوشی | ١٢ / مئی ١٩٠٢ء: موسم اچھا ہے، تاج پوشی کا زمانہ قریب آگیا،

مہمانوں کی آمد آمد ہو رہی ہے۔ ان کے ٹھیرنے کے لئے مکانات منتخب ہو چکے ہیں۔ یہ جلسہ قابل دید ہوگا، دیکھا چاہیئے کہ دیکھنے میں آتا ہے یا نہیں، ایک شخص معمولی مقام سے اگر دیکھنا چاہیے تو ایک گنی کم از کم پڑے گی مجمع سے دکھنا نہایت مشکل اور سخت مشکل سے خالی نہیں علی الصباح اگر جائے اور دن بھر بھوکا پیاسا کھڑا رہے تو شاید دیکھنے کو مل سکے۔" (از خط مصطفےٰ اعلی لندن)

لندن میں بیرسٹر کی آمدنی | ۲۲ رجون ۱۹۰۲ء "یہاں ایک بیرسٹر کی آمدنی فی گھنٹہ چھ سو روپے ہے اس قدر روپیہ خدا جانے کس گھر میں رکھتے ہوں گے۔ چاروں طرف تخت نشینی کی دھوم دھام ہے۔ لوگ سودائی ہو رہے ہیں۔ ایسے تماشائی شاید کہیں ہوں۔" (از خط مصطفےٰ اعلی لندن)

دربار تاجپوشی ہردوئی | ۲ رجنوری ۱۹۰۳ء کل کے دربار جشن تاجپوشی ہردوئی میں میری کرسی صف اول میں تھی اور آنریری مجسٹریٹوں کے سلسلے میں پہلی تھی اور میری کرسی کے پیچھے وکلاء اور اہل کاروں وغیرہ کی کرسی تھی جس کا ہر آئینہ مجھے فخر ہے کہ ایسا اعزاز اپنے ہم رتبہ اور ہم چشموں میں مجھے حاصل ہوا۔

سید علی بلگرامی لندن میں | ۱۹ رجنوری ۱۹۰۳ء "سید علی بلگرامی کو انڈیا آفس میں ایک جگہ مل گئی ہے، مترجم کا غذات عربی و فارسی ہیں اور ۳۰۰ پونڈ تنخواہ سالانہ ہے۔" (از خط مصطفےٰ اعلی لندن)

چہل قدمی اور صحت | ۲۴ راپریل ۱۹۰۳ء میں اس مقام پر پھر حوالہ قلم کرتا ہوں کہ مشی واسطے قیام تندرستی کے نہایت عمدہ علاج ہے خصوصاً صبح شام کی مشی نوجوانوں اور بڈھوں اور ہر عمر کے آدمیوں کو لازم ہے کہ اس کی مزاولت کریں، اگر چاہتے ہیں کہ ان کی تندرستی قائم رہے، ہزاروں دواؤں سے یہ نسخہ عمدہ اور حکم اکسیر کا رکھتا ہے۔

لندن کا کیچڑ | ۱۸ رفروری ۱۹۰۴ء "رجب علی بیگ سرورؔ نے فسانۂ عجائب میں کانپور کے کیچڑ کی بہت ہجو کی ہے اور سید اسمٰعیل حسین منیرؔ نے اپنی کلیات میں الہ آباد کے کیچڑ کی بہری

خیال میں لندن کا کیچڑ بھی کچھ ان جگہوں سے کم نہیں۔ یہاں سے ایک میل پر ایک مقام ہے جس کا نام ڈلکج ہے، پختہ سڑک کا نشان تک نہیں تمام کچی سڑکیں ہیں۔ کیچڑ اس غضب کا ہوتا ہے کہ پھونک پھونک کر قدم رکھا جائے تب بھی ٹخنے دھنس جاتے ہیں مگر ہندوستان میں کسی انگریز کے منھ سے اس کی برائی نہ سنئیے گا۔ ساری برائیاں و خرابیاں گویا ہندوستان ہی میں ہیں۔" (از خط مصطفےٰ علی لندن)

انگریز قوم | ۱۹ر مارچ سنہ ۱۹۰ء: "جو میں بخدا ہمارے پیشاب کا برتن صاف کرتی ہیں وہی ہندوستان میں پہنچ کر ہم کو کتے سے بدتر سمجھنے لگتی ہیں، ملاحظہ فرمائیے کہ کیا انقلاب ہے، سوائے ہندوستانیوں کی خوبی قسمت کے اور کیا کہا جائے، ہندوستان آکر یہ برتاؤ کیوں کر برداشت ہوگا۔" (از خط مصطفےٰ اعلی۔ لندن)

لندن کے موسم | ۲۶ر مارچ سنہ ۱۹۰ء: "یہاں سال میں صرف دو موسم ہوتے ہیں، گرمی و جاڑا۔ رہی برسات وہ جاڑے کے ساتھ ہے، پانی برسنے کی کوئی تعداد و شمار نہیں، دن کو دس مرتبہ برسا اور رات کو بیس مرتبہ، جنوبی سمندر سے بادل اٹھے، برس پڑے، شمالی سمندر سے بخارات دو چار ہاتھ اونچے ہو کر پھٹ پڑے، مشرقی چینل نے کچھ کمک بھیج دی، کبھی مغربی بحر زخار نے بدلیوں کے مشکیزوں سے چھڑکاؤ کر دیا، رات دن یہی ہوا کرتا ہے۔" (از خط مصطفےٰ اعلی۔ لندن)

لندن میں آزادی | ۴ر اپریل سنہ ۱۹۰ء: "لندن عجیب مقام ہے جہاں بندر بندریا کا بھی ناچ ہوتا ہے۔ یہ بڑا نقص ہے کہ عورتیں مردوں سے اسی بے تکلفانہ طور سے ملتی ہیں جیسے مرد سے مرد۔ لڑکے و لڑکیاں حد سے زیادہ آزاد ہیں۔ دن کو کوئی مرد گھر میں نہیں رہتا چاہے کام پر جائے چاہے سیر تماشے کو۔" (از خط مصطفےٰ اعلی۔ لندن)

لندن کے تماشے | "کل اور پرسوں لڑائی کا سوانگ مثل چار چرکے بنایا گیا تھا۔ میں بھی دیکھنے

گیا تھا، اور اس قدر مجمع تھا کہ بیان سے باہر، یہاں بھی وہی بے تکا پن معلوم ہوتا ہے جیسا ہندوستان میں ہے، اگر فرق ہے تو اسی قدر کہ یہاں کسی قدر صاف ستھرا ہوتا ہے۔ یہاں کے لوگ لکھنؤ سے زائد سیر و تماشے کے شائق ہیں، ذرا سی بات میں خلقت ٹوٹ پڑتی ہے۔

(از خط مرتضیٰ علی۔ لندن)

لندن کے حالات | ۸ر اپریل سنہ ۱۹۰۱ء: جتنی آفات سماوی ہیں وہ لندن کے لئے بنی ہیں، کبھی کہر پڑ رہا ہے، کبھی برف گر رہا ہے، کبھی پانی برس رہا ہے، اگر ان میں کچھ نہیں ہے تو ابر غلیظ ہی محیط آسمان ہے۔ کھانوں میں یہاں گائے کی زبان اور بیل کی دم بڑی نعمت خیال کی جاتی ہے۔" (از خط مرتضیٰ علی۔ لندن)

۱۷ر اپریل سنہ ۱۹۰۱ء: ..... بہت سے انگریز جو مڈل ٹمپل ان یا لنکن ان میں شریک ہیں ان کا فرض ہے کہ صبح سویرے ٹمپل یا ان آکر شطرنج کھیلیں اور جب تک رات نہ ہو جائے اس وقت تک اس کا پیچھا نہ چھوڑیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دنیا میں سوائے شطرنج کھیلنے کے اور کوئی کام نہیں ہے، یہاں عورتوں کے خیالات ویسے ہی ہیں جیسے ہندوستان کی عورتوں کے ہیں۔ دولت البتہ یہاں ہے۔" (از خط مرتضیٰ علی۔ لندن)

ہندوستان کی ترقی | ۲۶ر جون سنہ ۱۹۰۱ء..... ہندوستان پر کئی برس سے دوہری بلائیں نازل ہیں، نہیں معلوم منظور خدا کیا ہے، میرا خیال ہے کہ جب تک بقول پروفیسر ہکسلے نیچرل نالج کی ترقی نہ ہوگی ہندوستان کی ترقی نہ ہوگی۔ اس قول کی قوی دلیل چند یورپ کی سلطنتیں ہیں اور ایک ایشیا کی یعنی جاپان۔ اہل ہند جب تک سائنس کے ایک ایک مسئلہ کو سونے کی اینٹوں سے زیادہ گراں بہا لول اور مول میں نہ سمجھیں گے حالت نہ سنبھلے گی۔" (از خط مرتضیٰ علی۔ لندن)

نواب مرشدآباد | ۲۳ر جولائی سنہ ۱۹۰۱ء:........نواب مرشدآباد سے آپ بخوبی واقف
ہیں، جب وہ یہاں تشریف لائے تو ملکہ معظمہ سے ہاتھ ملایا اور فوراً جاکر ہاتھ دھوڈالا جس سے
ملکہ معظمہ کی توہین ہوئی۔ ان سے سبب اس کا پوچھا گیا تو کہا کہ ہمارے مذہب میں ہے کہ جب
کسی دوسرے مذہب والے سے ہاتھ ملائے تو فوراً اسے دھوڈالے، چنانچہ اس کی تفتیش
کی گئی۔ عرب، ٹرکی، فارس وغیرہ کے مولویوں سے دریافت کیا گیا۔ خیر یہ بات تو رفع دفع
ہوگئی۔ نواب صاحب ایک میم پر عاشق ہوئے جو ایک ہوٹل کی خادمہ تھی........ میں
نہایت متحیر ہوا کہ کہاں وہ نفرت اور ذلت کہ ملکہ معظمہ سے ہاتھ ملاکر دھوڈالا اور کہاں
یہ کہ خادمہ ہوٹل کے ساتھ شادی کرلی...... (از خط مرتضیٰ علی۔ لندن)

پیرس کی نمائش | ۳۰ر جولائی سنہ ۱۹۰۱ء........اسی طور پر پیرس کی نمائش گاہ میں ہزاروں
کھیل وتماشے اور تھیٹر وغیرہ آئے ہیں۔ نواب شیش محل لکھنؤ کے لڑکے گئے تھے اُن سے معلوم
ہوا کہ ہندوستانی بھائیوں نے بھی ایک تھیٹر وغیرہ قائم کیا اور اُسے لائے ہیں جس میں دو
تین طوائفیں لکھنؤ کی ہیں، ایک گھنٹہ ان کے ناچ کا مقرر ہے مگر ہمیشہ یہی ہوا کہ اُن کے
ساتھی ساز درست کیا کیے اور گھنٹہ ختم ہوگیا یا کبھی دو چار بول گانے پائیں، اگرچہ
اُن کے مالک لاکھ سر پٹکتے ہیں کہ تم لوگ اپنا پہلے سے ساز کیوں نہیں درست کرلیتے تو
کہتے ہیں کہ صاحب شاہی سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے، غرض کہ پیرس میں بھی ہندوستانی ذلیل
ہو رہے ہیں۔ نواب صاحب کے لڑکے کہتے تھے کہ اور تماشا گاہوں میں جائیے تو تل رکھنے
کو جگہ نہیں ملتی مگر یہاں دو چار لوگ کرسی پر بیٹھے اور باقی تھوڑے کھڑے بیہودگیاں
دیکھ کر ہنستے رہتے ہیں۔" (از خط مرتضیٰ علی لندن)

لندن میں دھوپ | ۱۷ر ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء.....: آج بھی دن اچھا ہے، آفتاب کی کرنیں زمین

میں لوٹ رہی ہیں جس سے ہم ہندوستانی بہت خوش ہیں اگرچہ بعض وقت پریشان کرنے والے ابر کے پہاڑ اپنے دامنوں میں کرنوں کو اٹھا لیتے ہیں اور ہم لوگ للچائی ہوئی نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگتے ہیں۔" (از خط مرتضیٰ علی لندن)

ملکہ کا جنازہ ۲۵ ؍ فروری سنہ ۱۹۰۱ء۔ جس دن ملکہ معظمہ[۱] کا جنازہ اُٹھا ہر گرجا میں دعائیں مانگی گئیں جن کا مفہوم یہ تھا:-

اے مسافر تو ہم سے جدا ہو گیا، اب ہماری آنکھیں تجھ کو کبھی نہ دیکھیں گی راہ فنا دشوار ہے گر تو نے خوب طے کر لی۔

ملک عدم میں نہ رنج ہے نہ غم۔ نہ بہتے ہوئے آنسو، نہ روتی صورتیں۔

اب تجھ کو مردم آزار آزار نہ پہنچائیں گے، دنیا بھر کے جھگڑوں سے تجھے نجات ہو گئی۔

گناہوں کے دھبے تیرے دامن پر نہ پڑیں گے نہ وہم و شک عقائد مذہبی میں رخنہ انداز ہوں گے۔

عذاب دوزخ تیری راحت میں مخل نہ ہوگا کیونکہ حضرت مسیح حافظ و ناصر ہیں۔

اے خدا تیری مقدس حفاظت میں تیرے سوتے ہوئے بندہ کو چھوڑتے ہیں۔

بے خبر سونے والا حشر تک یونہی سوتا رہے گا، بعدہٗ تیرے حکم سے جاگے گا اور اُٹھے گا۔

افسوس تھوڑے عرصہ میں جسم نزار کا پتہ بھی نہ لگے گا مٹی میں مٹی اور خاک میں خاک مل جائے گی۔ (از خط مصطفےٰ علی لندن)

---

[۱] ملکہ وکٹوریہ

ملکہ کی وفات | ۱۲ر مارچ سنہ ۱۹۰۱ء:۔ یہاں ملکہ معظمہ کی وفات پر اظہارِ غم یوں ہوا۔ ملکہ معظمہ مرگئیں غریب ہرانی روح تھی، بس ختم ہوگیا۔ دوکانیں صرف آدھے دن بند رہیں۔" (از خط مرتضیٰ علی لندن)

مچھروں سے حفاظت | ۲ر مئی سنہ ۱۹۰۱ء۔ تجربہ:۔ رینڈی کے پتے اگر اپنی نشست گاہ کے گرد و پیش رکھ لئے جاویں یا چارپائی پر سوتے وقت رکھے جاویں تو مچھروں سے حفاظت ہوتی ہے اور مضرت نہیں پہنچاتے۔

انتقال فضل حسین صاحب | ۲۸ر اگست سنہ ۱۹۰۱ء۔ آج صبح سے طبیعت منشی فضل حسین صاحب بگڑنا شروع ہوئی اور ٹھیک ۸½ بجے رات کو انتقال کیا اور ۳ بجے رات کو مقبرہ منشی فضل رسول مرحوم اپنے والد ماجد کے مدفون ہوئے۔ عمر ۵۶ سال ایک ماہ ۲۵ یوم کی ہوئی، ۳۰ر جولائی ۱۸۴۵ء یوم بدھ کو پیدا ہوئے تھے۔ آدمی نہایت نیک اور منکسر المزاج تھے اور ان کی وفات سے عموماً اہل قصبہ بہت متاسف ہوئے اور مجھے اُن کی مفارقت دائمی کا سخت ملال ہوا خدا غریق رحمت کرے۔ ان کی ذات سے بہت سے لوگوں کی پرورش ہوتی تھی اگرچہ مزاج میں بعض وقت غصہ آجاتا تھا لیکن جب دو ایک روز کی حاضرباشی کی گئی اور عدالت پیش کی گئی تو اس کا قصور معاف کردیتے تھے اور یہ بات اُن کے مزاج میں ضرور تھی کہ لوگوں کے کہنے سننے کا بہت اثر پڑتا تھا اور کچھ زیادہ عاقبت اندیشی مزاج میں نہ تھی مگر خوش قسمت ضرور تھے کہ ان کے عہد میں بہت سی ریاست پیدا ہوئی۔

دوست | ۱۲ر ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء۔ چونکہ بہمہ صفت موصوف کسی دوست کا ملنا غیر ممکن ہے، خوش قسمتی سے اگر ایسا ایک مل بھی جاوے تو بس کافی ہے لیکن دوست کے جزوی عیب پر چنداں لحاظ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ کوئی فرد بشر اس سے خالی نہیں ہے۔ اس بارہ خاص میں آدمی کو خود اپنی نفس کے عیوب ٹٹولنے چاہئیں اور اگر انصاف کرے گا تو وہ خود بھی ان سے

میرا نہیں ہے۔

کھٹمل دفع کرنے کا مجرب نسخہ | ۲۲ر اکتوبر ۱۹۰۳ء۔ اگر چارپائی وغیرہ میں کھٹملوں کی شکایت ہو تو
کپڑے دھونے والا صابن منگا کر گھولئے اور اُس کا پانی چارپائی کی جوڑوں میں چھوڑدے
ذرا کل کھٹمل بلبلا کر نکل آویں گے اور مرجاویں گے یہ صابن اُن کے واسطے سم قاتل ہے
صابن کو ٹھنڈے پانی میں گھولئے گرم پانی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

دفع طاعون کے جھنڈے | ۲۸ر نومبر ۱۹۰۳ء آج کل ہمارے محلہ اشراف ٹولہ کے عزیزوں
کے مکانات کی بالائی سقف پر جھنڈے نصب ہیں جس کے کپڑے پر آیات قرآنی واسطے
دفعیہ بیماری طاعون کے مرقوم ہیں، کہا جاتا ہے اس کا اثر چالیس گھروں تک پہنچتا ہے
اور اس کے باشندے برکت دعا سے بیماری سے محفوظ رہتے ہیں کیونکہ میرے مکان
کے قریب منشی قبول احمد ولد منشی عزیز الدین صاحب مرحوم و سید الطاف رسول تعلقدار
نے ایک ایک جھنڈا نصب کیا ہے جس کا اثر میرے مکان تک بخوبی پہنچ سکتا ہے لہذا
میں نے اپنے مکان میں اس کا قائم کرنا مناسب نہیں جانا۔

اپنی سوانح عمری | ۳۰ر مئی ۱۹۰۴ء۔ میں اپنی کتاب سوانح عمری کے لکھنے میں برابر مصروف
رہتا ہوں جو میں ابتدائے جون ۱۸۹۴ء لغایتہ جون ۱۹۰۴ء قریب ختم ہو رہی ہے
کام مشکل و سخت ہے اگرچہ محنت بہت کرتا ہوں لیکن بعض وقت اُس کی تکمیل میں دشواری
بہت نظر آتی ہے خدا میری اس خواہش کو پورا کرے جس کی ہر وقت بدرگاہ قادر مطلق دعا
رہتی ہے خدا کرے کہ میری یہ کتاب میری حیات میں طبع ہو جائے اور اُس سے لوگوں
کو فائدہ پہنچے کیونکہ اس میں ہر ایک کے مذاق کے موافق تذکرہ لکھا گیا ہے، شاید میں
اپنی یادگار قائم کر جاؤں۔

بیوی کا انتقال | ۲۵ ر جولائی ۱۹۰۴ء۔ افسوس صد افسوس کہ آج چار بجے صبح میری مونس و غمگسار مسماۃ شمس النسا بنت شیخ کریم بخش صاحب اٹیٹھوی حرم خانہ راقم نے قضا کی اور مجھے مبتلائے رنج والم دائمی کیا جو تا بحیات فراموش نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ایسا صدمہ مجھے پہنچا۔ مرحومہ ۳ ر ذیحجہ ۱۲۶۲ھ مطابق ۲۳ ر نومبر ۱۸۴۶ء روز دوشنبہ بوقت ۱۰ بجکے ۴۵ منٹ پر پیدا ہوئی تھیں اس حساب سے بلحاظ سال قمری ان کی عمر ۵۸ سال ۵ مہینہ ۸ یوم کی ہوئی۔ مطابق ۲۳ ر نومبر ۱۸۴۶ء لغایت ۲۴ ر جولائی ۱۹۰۴ء ۵۷ سال ۵ مہینہ دو دن۔

مرحومہ سے میرا عقد ۲۶ ر رجب ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۷ ر جنوری ۱۸۶۳ء بوقت ۷ بجے صبح یوم سنیچر کو ہوا تھا جس کو بیالیس سال نو مہینہ پانچ یوم بحساب قمری اور بلحاظ سن عیسوی اکتالیس سال چھ مہینہ ایک دن ہوئے۔ مرحومہ شکل وصورت میں حسین اور سلیقے میں نہایت خوش سلیقہ صاحب عصمت، حلیم و فیاض ثابت ہوئیں اور بدرجہ غایت میری فرمانبردار تھیں اہل برادری ان کے خلق و ملنساری سے رضامند و ثناخواں تھے وہ ہمیشہ کل تقریبات شادی و غمی برادری میں شریک ہوا کرتی تھیں اور بوجہ اپنی وجاہت ظاہری کل مستورات میں ممتاز نظر آتیں اور ان کی عمیم الاخلاقی سے کل عورتیں بہ نگاہ وقعت دیکھتیں اور ان کو رضامند رکھنے میں تمام تر خاطرداری عمل میں لاتیں۔ مرحومہ کے پندرہ لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں منجملہ ان کے چار فرزند و تین لڑکیاں وقت وفات حی القائم تھیں اور ان کی خدمت گذاری و تجہیز و تکفین سے افتخار کونین حاصل کیا۔

مرحومہ نے حسب ذیل اپنی اولاد چھوڑی۔

بیٹے	لڑکیاں	پوتے	پوتیاں	نواسے	نواسیاں	کل
چار	تین	تین	دو	دو	دو	سولہ

مرحومہ ۲۵ رشوال سنہ ۱۲۹۲ھ مطابق ۲۵ ر نومبر سنہ ۱۸۷۵ء یوم پنجشنبہ دس بجے دن کو محلسرائے نو تعمیر
میں استقامت گزیں ہوئیں اور ۲۹ سال چھ ماہ ۱۶ یوم نہایت خوش حالی سے بسر کی اور
چار لڑکوں اور تین لڑکیوں کی شادی بیاہ اسی گھر میں نہایت کشادہ دلی سے انجام دیے
مرحومہ کی خوش نصیبی سے چاروں بہوئیں وقت وفات شریک تیمارداری تھیں۔ جب
مسماۃ مرحومہ نے اپنی منجھلی بیٹی جمیلا کی شادی ۹ ر نومبر سنہ ۱۹۰۱ء میں سید اعجاز الحسن خیر آبادی
سے کی اور وہ سنہ ۱۹۱۰ء میں مبتلائے دق ہو کر فوت ہوئی اسی کے دوران بیماری میں خود
بھی جون سنہ ۱۹۱۰ء سے درد عرق النسا و بائیں آنکھ کے گوشت بڑھنے میں مبتلا ہو گئیں جو
شکایت تا دم مرگ قائم رہی اور اخیر چھ مہینے زندگی کے بہت تکلیف و پریشانی سے گزرے
کہ سیدھی یک لخت پڑی رہتی تھیں اور کسی جانب کو بوجہ تکلیف و شدت درد کے جنبش نہ
تھی اور ہر وقت استدعا خودکشی کی رہتی کہ کوئی ایسی شے کھلا دی جاوے کہ جس سے روح
فنا ہو کر تکلیف شدید سے نجات ملے، ہرچند یونانی و ڈاکٹری و ہومیوپیتھک کا علاج ہوا
افسوس کہ کوئی فائدہ بخش ثابت نہ ہوا۔ بقولیکہ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کوئی شک نہیں کہ مرحومہ نہایت خوش نصیب عورت تھیں کہ کوئی تمنا ان کی بجز دو مفصلہ
ذیل کے باقی نہیں رہی اول اپنی دختر خورد مسماۃ مقیما کا عقد نہ کر سکیں دوسرے اپنے فرزندان
مصطفےٰ علی و مرتضیٰ علی بیرسٹروں کی فلاح و رشد اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکیں اگرچہ ان کی یہ
چنداں خواہش نہ تھی کہ ان کی کمائی سے متمتع ہوں بلکہ یہ خوشی تھی کہ ان کی مرفہ حالی کو مشاہدہ
کر کے اپنی دلی خوش حالی کا اظہار کریں۔ مجھے ان کی مفارقت دائمی سے سخت صدمہ پہنچا کہ
انتظام خانہ داری بگڑ گیا اور میری آرام و آسائش مفقود ہو گئی اور بقیہ ایام زندگانی تلخ

خدا ایسا صدمہ کسی دشمن کو بھی نہ دیوے۔ اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید۔

۱۱ بجے دن کو مرحومہ کی تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی۔ علاوہ اہل برادری کے پولیس کے شوکت حسین انسپکٹر و شیخ عبدالغفار و میر نبیاد علی و لالہ بینی مادھو سب انسپکٹران و محکمۂ اکرائی کے لالہ سندر لال سپرنٹنڈنٹ و محرر و چپراسی و جمعدار صفائی و تحصیل کے علی محمد خاں پیشکار و قانون گو و مہاجنوں سے لالتا پرشاد وغیرہ شریک تجہیز تھے۔ خدا سے اب یہ دعا ہے کہ پروردگار عالم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دیوے اور وابستگان کو صبر جمیل۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بیوی کی یاد | ۳۰ / جولائی سنہ ۱۹۰۱ء۔ آج جس وقت میں تاریخ زندگی والدہ برخوردار مصطفٰے علی مندرجہ روزنامچہ ۲۵ / جولائی سنہ ۱۹۰۱ء سید محمد ذکی درگاہ سے صاف کرا رہا تھا تو باوجود ضبط کاملہ وفور رنج و الم سے میرے آنسو نکل پڑے جو محض خلقت انسانی کا مقتضا تھا۔ اللہ تعالیٰ مجھے صبر دیوے۔

۵ / اگست سنہ ۱۹۰۱ء کوئی دن ناغہ نہیں جاتا کہ خفیف صدمہ سے میرے آنسو نہ نکل آتے ہوں۔ ہرچند مجھے ضبط بہت تھا اور میں کسی رنج و غم کو چنداں خیال نہیں کرتا تھا لیکن اب حیران ہوں کہ وہ ضبط کدھر چلا گیا جو مجھے ضعیف و لاچار کئے دیتا ہے، اگر خدانخواستہ چندے استقلال نے میری مدد نہ کی تو معلوم نہیں کہ میری حالت کیا ہو جاوے گی پروردگار عالم میرے قلب کو تقویت دیوے تاکہ زمانہ بقیہ حیات صبر و شکر کے ساتھ بسر کئے جاؤں۔

۴ / ستمبر سنہ ۱۹۰۲ء جس تاریخ سے اہلیہ مرحومہ کا انتقال ہوا ہے میری طبیعت کچھ ایسی بجھ سی گئی ہے اور سخت پست ہو گئی ہے اور دل سے تقویت و اطمینان ایسا جاتا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کام میں جی نہیں لگتا اور نہ کہیں جانے کو جی نہیں چاہتا ہے اور نہ کسی کی ملاقات سے

خوشی اور کسی رشد و بہبود کی خواہش، جو کچھ ملا کھا لیا اور جو کپڑے خدمت گار نے نکال دیے پہن لئے۔ بالکل قلبِ ماہیت کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ بحالت و فورِ انتشار قصد ہوتا ہے کہ کہیں باہر جا کر سیاحی کروں اور اپنے دل کو بہلاؤں مگر جب مصائب سفر اور تکالیفِ غربت کا خیال کرتا ہوں تو اس کا متحمل ہونا غیر ممکن نظر آتا ہے اور ایسی حالت میں جس وقت اندر خیال اہلیہ مرحومہ کا آجاتا ہے تو اس وقت نہایت نا قابل برداشت صدمہ ہوتا ہے جس کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ سچ یہ ہے کہ زوجہ صاحبہ کی عصمت و فرمانبرداری نہیں مل سکتی اور اس سے بڑھ کر شوہر کے لئے کوئی ہمدرد نہیں ہو سکتا۔

۲۳ اکتوبر ۱۹۰۸ء۔ افسوس دنیا عجب ناپائیدار مقام ہے، میں دیکھتا ہوں کہ ایک وہ دن تھا جب مرحومہ دوسروں کے عرفہ میں شرکت کو جایا کرتی تھیں اور آج وہ دن ہے کہ مستورات برادری مرحومہ کے فاتحہ عرفہ میں شریک ہو رہی ہیں، یہ کیسا عبرت انگیز منظر ہے۔

۲۹ اکتوبر ۱۹۰۸ء مجھے اپنی عزت و آبرو قائم رہنے کا اسی پر بھروسہ ہے اور جو کچھ اس کی مشیت ہے اس سے کسی کو چارہ نہیں ہو سکتا۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہی حالت میری چندے قائم رہی تو شاید میری تندرستی میں فرق آجاوے اور میں اس بات پر بخوشی راضی ہوں کہ میں اپنی بدحالی اپنی آنکھ سے نہ دیکھوں۔

۲۲ نومبر ۱۹۰۸ء۔ اگرچہ اہلیہ مرحومہ کی وفات کو آج چار مہینے دو یوم گزر چکے ہیں لیکن جس وقت ان کی مفارقت دائمی کا خیال آجاتا ہے تو بخیال محبت و الفت ۲۴ سالہ سخت صدمہ و ملال ہوتا ہے اور بے ساختہ اشک حسرت و افسوس جاری ہو جاتے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ رنج تاحیات ہرگز فراموش نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ میرے اس رنج و غم کو دفع و مبدل بہ رحمت کرے۔ آمین ثم آمین۔

۲؍ دسمبر ۱۹۰۷ء سچ یہ ہے کہ عورت نیک خصلت اور خوش اطوار سے بڑھ کر شوہر کے واسطے دنیا میں کوئی نعمت نہیں ہے جو اپنی خاص ذات سے صحت و تندرستی اپنے شوہر کی خیرخواہ و ہمدرد ہوتی ہے جس نعمت سے افسوس کہ میں محروم ہو گیا جس سے ہر وقت ایک نوع پریشانی و بے اطمینانی پیدا رہتی ہے اور کوئی وقت اس کا صدمہ و رنج میرے دل سے دفع نہیں ہوتا اور یہ کیفیت میری ۲۰؍ جون ۱۹۰۷ء سے قائم ہے جس تاریخ سے کہ مرحومہ کی حالت میں تغیر پیدا ہوا۔ پروردگار عالم کسی کو ایسا صدمہ اخیر عمر میں نہ دیوے جو باعث اس کے کمال تلخ کامی کا ہے۔ بہرحال اُس کا شکر ہے۔

حدیث | ۲۳؍ فروری ۱۹۰۷ء۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے جس عورت میں چار خصلتیں ہوں اُس سے شادی کرنا چاہئے۔ ایک تو اُس کی دولت، دوسرے اُس کی شرافت نسل تیسری اُس کا حسن چوتھے اُس کے اوصاف جمیلہ۔ دنیا اور اُس کی تمام چیزیں قیمتی ہیں لیکن دنیا بھر میں سب سے زیادہ قیمتی شے نیک عورت ہے۔

چند نصیحتیں | ۱۸؍ مئی ۱۹۰۷ء۔ جو شخص مسکینی کا برقع اوڑھے ہو اُس کے عیوب نہیں کھلتے کبھی کو دو چیزوں یعنی صحت و دولت پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے صحیح تندرست شخص کی تندرستی دفعتًا جاتی رہتی ہے، اور متمول کی دولت آناً فاناً مٹ جاتی ہے۔ جو شخص ذرا ذرا سی بات کا شاکی ہوگا اُسے بہت بڑی مصیبت ہوگی۔ جو شخص کامیابی کے ساتھ اپنے دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتا، وہ غیبت کرنا اختیار کرتا ہے۔ جو شخص کاہلی کا فرماں بردار ہے وہ کسی شے کا مستحق نہیں۔ جو شخص غمازوں کی سنتا ہے وہ اپنے عام دوستوں کو اپنے ہاتھ سے کھوتا ہے۔ خود بینی ترقی کی دشمن ہے۔

اولاد کی خامیاں | ۳۰؍ جولائی ۱۹۰۷ء۔ جہاں تک میں نے غور کیا تو مجھ میں اور میری اولاد

میں یہ بہت بڑا فرق ہے کہ ضروری کام کو بھی چنداں ضروری خیال نہیں کرتے اور میں ضروری اور غیر ضروری دونوں کو ضروری سمجھتا ہوں اور حتی الامکان اُسے دوسرے وقت پر میں کبھی ملتوی نہیں کرتا اور اُسی وقت کر ڈالنے سے اطمینان حاصل کرتا ہوں۔ بحالیکہ وہ مجھے ہی کرنا پڑے۔

نیا فیشن | ۲۴ ستمبر ۱۹۰۸ء۔ اس زمانے کے نوجوان وعدہ خلافی اور دھوکہ دہی اور جھوٹ بولنے کو ایک ہنر سمجھتے ہیں اور جو لوگ پرانی وضع کی پابندی کرتے ہیں ان کے نزدیک ان لوگوں کا شمار بیوقوفی میں ہے، اس رنگ زمانہ کو میں دیکھ رہا ہوں اور بجائے خود ساکت و خاموش ہوں اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے ایسے نوجوانوں کی صحبت سے میں حذر کرتا ہوں۔

خوابوں کی حقیقت | ۲۰ نومبر ۱۹۰۸ء۔ اگست ۱۹۰۲ء سے آج تک میں اپنے حصول مقاصد کے لئے درگاہِ لم یزل میں نہایت عاجزی کے ساتھ دست بستہ دعا کرتا رہتا ہوں جن کی بشارتیں خواب میں ہمیشہ حسب دلخواہ ہوتی رہیں۔ اور فالیں دیوان حافظ و سکندرنامہ میں مشاہدہ کیں، ان کے جوابات بھی اکثر موافق آئے لیکن مجھے کمال افسوس ہے کہ اس وقت تک اُس کا کوئی ظہور نہیں، لہٰذا اب میں جہاں تک غور کرتا ہوں وہ خوابیں وغیرہ محض میرے دلاسا و طمانیت کے واسطے تھیں اور ہیں تاکہ میں منتشر ہو کر کوئی نالائق بات نہ کروں اور اب ناامیدی اس وجہ خاص سے ہے کہ جس قدر زمانہ گزرتا جاتا ہے اور میری قوت گھٹتی جاتی ہے اسی قدر خواہش دلی پر اوس پڑتا جاتا ہے اور حوصلہ پست ہوتا جاتا ہے اور ہنوز کسی قسم کے آثار میری حصول تمنائے قلبی کے نظر نہیں آتے لہٰذا مرتبہ یقین کا حاصل ہو گیا کہ وہ سب خوابیں اور فالیں محض میری طمانیت کے

واسطے تھیں۔ اللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید۔

چہل قدمی | ۲۱ جنوری ۱۹۰۹ء۔ آج کل میں حسب ذیل قدم کوٹھی پر ٹہلتا ہوں جو مساوی پانچ میل ۸۰۰۰ قدم کے ہے۔ بعد نماز صبح ۷۰۰ قدم اور بعد استعمال جا، وقت صبح ۲۰۰۰ قدم، بعد نماز ظہر ۱۸۰۰ قدم، بعد نماز مغرب ۲۲۰۰ قدم، بعد طعام شب ۱۱۰۰ قدم جو مساوی ۵ میل ۸۰۰۰ قدم کے ہے، اس بات کا بارہا تجربہ کیا ہے کہ ایک منٹ میں معمولی چال سے ہر شخص ۱۰۰ قدم چلتا ہے......

یہ اعتبار کرکے میں اپنی کوٹھی میں پانچ میل سے کچھ زائد ٹہلا کرتا ہوں، جس سے مجھے تحلیل غذا اور حصول تندرستی میں بہت مدد ملتی ہے، ناظرین روزنامچہ ہذا اگر میرے اس فعل کی تقلید کریں تو اُن کی تندرستی بہت عمدہ حالت میں رہ سکتی ہے۔

خام خیالیاں | ۳۱ جنوری ۱۹۰۹ء۔ میں ایسے خیالات لاطائل میں مصروف ہوں جو محض مصنوعی وخیالی ہیں اور ان کا پورا ہونا بظاہر بہت دشوار نظر آتا ہے، اگرچہ میں اُن سے بہت کچھ علیحدگی چاہتا ہوں لیکن کسی عنوان سے میرے دل سے درفع نہیں ہوتے اگرچہ میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ بعض اوقات باعث دلچسپی ضرور ہوتے ہیں لیکن جو امر شدنی نہیں اُن کی بابت کچھ زیادہ خیال کرنا بالکل فضول و بجز تضیع اوقات کے کچھ حاصل نہیں معلوم نہیں کہ مشیت ایزدی کیا ہے۔ جس پر تمام تر بھروسہ اور محض اس کے فضل پر امید لگائے ہوئے ہوں

ندانم کہ آں کردگار ے جہاں   دریں آشکارا چہ دارد نہاں

نجوم وفالیں | ۳۰ مئی ۱۹۰۹ء میں اگرچہ اس قدر نجوم کو جانتا ہوں اور ستاروں کی نشست وغیرہ پر اکثر غور کرتا رہتا ہوں اور دیوان حافظ وغیرہ میں بہ نظر دلچسپی اکثر فالیں وغیرہ دیکھا کرتا ہوں لیکن بالآخر یہ رائے قائم ہوتی ہے کہ جو کچھ شدنی تھا وہ ہوا

اور جو شدنی ہے وہ ہوگا، اس میں میری کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی، مگر بقول خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی۔

گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش

فریب امید | ۵ر جون ۱۹۰۹ء۔ دنیا بامید قائم ہے، لہذا میں اس سے لو لگائے ہوئے رہا مگر اب مجھے کوئی خیال اس طرف ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ ۵ سال تک جس کام کی نسبت مجھے استغراق رہا وہ محض میری غلط فہمی تھی اور میں اپنے اوقات تضیع کرتا رہا۔ خدا سے التجا ہے کہ اب مجھے صبر جمیلہ عطا کرے جس کا آج سخت صدمہ مجھ کو رہا اور کیوں نہ ہو جب کہ میں پانچ سال گزشتہ کی امیدوں سے محروم ہوا ہوں۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

فریب خیال | ۲۳ر جون ۱۹۰۹ء۔ آج کل اکثر خیال فاسد و لاطائل جن کا ظہور محالات سے ہے، حالی خاطر رہا کرتے ہیں اور ایک بڑا حصہ میرے وقت کا اس میں فضول صرف ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ وہ امور شدنی نہیں لیکن بعض وقت اس خیال سے میں ان کا قائم رکھنا پسند کرتا ہوں کہ بقول ایک مدبر کے جو دل کسی شغل سے خالی ہے وہ فکر و تردد سے مملو ہے لہذا بجائے ان ترددات کے جو تعلقات دنیوی سے لاحق ہوں اور جس سے روح کو صدمہ پہنچے خیالات دل خوش کن کا حالی خاطر رہنا اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ غم رہے، چاہتا ہوں کہ زمانہ بقائے زندگانی آسانی کے ساتھ ختم ہو۔ اور ہر وقت کی پریشانیوں سے نجات حاصل کروں جو باعث کاہیدگی جسم و جان متصور ہے۔

بیوی کی یاد | ۲۰ر مارچ ۱۹۰۵ء۔ ماہ جون ۱۹۰۴ء جب سے اہلیہ مرحومہ کی حالت غیر شروع ہوئی اور اُس کے بعد ۲۵ر جولائی ۱۹۰۴ء کو اُن کا انتقال ہو گیا اُسی روز سے

میرا دلی صدمہ کسی وقت دفع نہیں ہوتا، چین و آرام بالکل جاتے رہے، اگرچہ بظاہر میں ذاتی مفاتی و سرکاری کاروبار انجام دیتا رہتا ہوں لیکن دلی شگفتگی مفقود ہے۔

۸ رجون ۱۹۰۵ء میری طبیعت کا چند روز سے عجیب حال ہو گیا ہے، نہ تو اپنی جسمانی آسائش و آرائش کا کچھ خیال ہے اور نہ تبدیل لباس کو جی چاہتا ہے اور نہ کہیں جانے اور نہ کسی سے ملنے کی کچھ خواہش، اگر صبح کو کنگھا نہیں کیا تو تمام دن اس کا خیال ہی نہیں ہوتا، اور چنداں کسی حصول اعزاز و دولت کی خواہش نہیں، ہاں جو کام سرکاری آیا وہ ضرور کر دینا ہوتا ہے اس میں کسی طرح کا توقف ہونے نہیں پاتا کہ اس کی ذمہ ذمہ داری ہے۔

دوست کا مشورہ | ۱۱ رجون ۱۹۰۵ء۔ آج میں واسطے ملاقات راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقہ دار کے گیا۔ جناب موصوف چوں کہ میرے دلی خیر طلب ہیں مجھ سے فرمایا کہ آپ سے میں چند مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ آپ عقد ثانی کر لیویں لیکن آپ کچھ خیال نہیں کرتے ہیں یہ امر آپ کی صحت و تندرستی کے واسطے سخت مضر ہے بدون عورت کے انسان کی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ انسان کو چاہیے جیسا کوئی رنج و ملال و افکار دامن گیر ہو لیکن جس وقت عورت سے سامنا و بات چیت ہوئی فوراً کل رنج و غم غلط ہو جاتا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ جب میری دوسری زوجہ نے انتقال کیا تو مجھے سخت پریشانی کا سامنا تھا اور میں اکثر اوقات دفور رنج و الم سے رویا کرتا تھا حتی کہ خیال بیماری دق کا پیدا ہو گیا تھا لیکن جب میں نے تیسری شادی کر لی تو وہ کل شکایت و رنج دفع ہو گیا اور اب میں نہایت اچھی حالت میں زندگی بسر کر رہا ہوں اور اگر کسی تردد وغیرہ کے وقت گھر میں جاتا ہوں تو وہاں پہنچتے ہی سب فکریں جاتی رہتی ہیں اور ہمیشہ ان کی

صحت وسلامتی کے لئے پاٹ کرایا کرتا ہوں جس کے واسطے خاص ایک پنڈت مقرر ہے لہذا میں آپ کو براہ محبت واتحاد کے مجبور کرتا ہوں کہ اگر آپ اپنی بقیہ حیات خوشی سے بسر لے جانا جائز رکھتے ہوں تو آپ جلد عقد ثانی کا کفو یا غیر کفو میں بندوبست کریں، اپنی راحت مقدم ہے۔ لڑکے لڑکیاں سب اپنے مطلب کے ہوتے ہیں، دنیا میں اگر کوئی دلی خیر خواہ ہے تو صرف اپنی عورت ہی ہے، اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو چند روز میں آپ کی حالت رنج وغم میں بالکل تباہ وابتر ہو جائے گی۔ اس میرے کہنے پر آپ ضرور عمل کریں۔ میں نے جواب میں کہا کہ "اس بارے میں میں کسی اور روز آپ سے ملاقات کر کے عرض کروں گا"، فرمایا کہ "میں خود کسی روز واسطے تصفیہ اس امر کے آپ کے مکان پر آؤں گا"

جہاز کی متلی | ۲۱ جولائی ۱۹۰۵ء۔ جہاز کی سواری میں اکثر آدمیوں کو متلی ہوتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ ایک آنکھ میں پٹی باندھ لی جاوے تو جلد آرام ہو جاتا ہے (از اودھ اخبار)

نیرنگی زمانہ | ۱۷ دسمبر ۱۹۰۵ء۔ زمانہ کی نیرنگیاں دیکھ رہا ہوں جو عجیب وغریب حالت سے چل رہا ہے کبھی دوست بشکل دشمن نظر آتے ہیں اور کبھی دشمن دوستی کا اظہار کرتے ہیں اعزا و لڑکے بالوں کی نظریں کبھی موافق کبھی مخالف پڑتی ہیں، غرض دنیا کا عجیب رنگ ہے اور کوئی ذاتی خیر خواہ دکھلائی نہیں پڑتا، خوش نصیب وہی شخص ہے جو باعزت و آبرو اس دنیا کو خیرباد کہے لہذا میری بھی دعا ہے کہ اس دنیا سے نکوئی کے ساتھ اٹھ جاؤں کہ اب کوئی حوصلہ باقی نہیں ہے۔

عقد بیوہ رائج کیا | ۲۵ جنوری ۱۹۰۶ء۔ چونکہ یہ رسم (عقد ثانی نواسی خود) خلاف رواج و مطابق سنت نبوی رسول پاک کے اختیار کی، اس وجہ سے کل اکابر و ہمسر و نوجوانان قصبہ ہذا بہت خوش ہوئے اور میرے حق میں دعائے خیر کی کہ میں نے رسم قبیح کو دور کر کے

سنتِ نبوی کو تازہ کیا اور اکثروں نے دعائے خیر کی کہ مجھے خدا ہر قسم کی برکت دے چونکہ یہ کارِنمایاں مجھ سے وقوع میں آیا جس کا رواج مطلقاً قصبہ ہٰذا میں نہیں لہٰذا مجھے امید ہے کہ اب اہل قصبہ میری تقلید کریں گے۔

نئی پود | ۹/ فروری ۱۹۰۶ء۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے اس زمانہ کے نوجوان لڑکے اپنی تیز مزاجی کی وجہ سے کہتے کچھ ہیں لیکن کرتے کچھ بھی نہیں، دوسرے غیر مہذب ہیں کہ اپنے اکابر کو نگاہِ حقارت سے دیکھتے ہیں اور ان کو بیوقوف سمجھتے ہیں حالانکہ خود کچھ کرنے کا ارادہ نہیں کرتے اور ان ہی کی جائداد پر چاہے وہ تھوڑی کیوں نہ ہو تکیہ کرنا پسند کرتے ہیں اور باتیں اس قسم کی کرتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر دوسرا عقلمند نہیں، مجھے خوب یاد ہے کہ میں اپنی نوجوانی کے زمانہ میں اپنے بزرگوں کے علاوہ غیر اشخاص کو بھی جو مجھ سے سن میں بڑے ہوتے تھے سبقت سلام میں کیا کرتا تھا اور ان کو نگاہ بزرگی سے دیکھتا تھا اور اس وقت کے نوجوان عموماً دیرینہ لوگوں سے منتظرِ سلام رہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہی ان کی علامت بدبختی کی ہے بقول شخصے کہ "با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب"!

ناامیدی | ۲۸/ اکتوبر ۱۹۰۶ء۔ مجھے اپنے خدا سے بڑی بڑی امیدیں تھیں اور جب میں شب کو اس کی درگاہ میں اپنے حصول مطالب کی دعا کرکے سوتا تھا اور خوابہائے خوش میرے مشاہدہ میں آتی تھیں تو مجھے مرتبہ یقین کا حاصل ہوتا تھا کہ میں اپنے مقاصد میں ضرور کامیاب ہوں گا لیکن افسوس کہ اب میری تقدیر ایسی کمی کر رہی ہے کہ کوئی آرزو پوری ہوتی معلوم نہیں ہوتی، واللہ یفعل ما یشاء۔

بیوی کی یاد | یکم جنوری ۱۹۰۸ء۔ اگرچہ مسماۃ شمس النساء میری زوجہ کی وفات کو تین برس دو ماہ گزر چکے ہیں لیکن جب ان کے افعال و حرکات شائستہ یاد آتے ہیں تو طبیعت کو

سخت ملال ہوتا ہے مگر مجبوری ہے کہ مشیت ایزدی میں کوئی دخل نہیں جہاں ۴۴ سال عیش و عشرت میں گزرے وہاں اب پریشانی کا سامنا پیش آرہا ہے اور یہ رنج و غم تاحیات فراموش نہیں ہو سکتا۔

افسانۂ خواب | ۴ رفروری ۱۹۰۸ء میں چند سال سے خواب ہائے خوش مشمولۂ بہبودی خود دیکھا کرتا ہوں جس کی تعداد آج تک ۹۶ ہے لیکن افسوس کہ اس وقت تک کسی ایک کا بھی ظہور نہیں ہوا اور نہ میرا خواب اکثر سچا ہوا کرتا تھا اس وجہ سے اس پر مجھے اعتبار رہتا اور میں اُسے بعد بیداری اپنے روزنامچہ میں قلمبند کر لیا کرتا تھا اور اب بجز اس کے میں کچھ نہیں کہہ سکتا، جہاں میری عیش و آرام و زمانہ فلاحیت کا گزر گیا وہاں خواب بھی راست نہیں آتے اور رات دن میں مجھے پانچ منٹ کی بھی خوشی نصیب نہیں ہوتی اللہ تعالی میرے حال پر رحم فرمائے۔

تعزیت کا طریقہ | ۲۱ راگست ۱۹۰۹ء .... چونکہ عموماً رواج یہ ہے کہ جب کوئی شخص برسم تعزیت کسی غمزدہ کے پاس جاتا ہے تو متوفی کے اوصاف حمیدہ ظاہر کرکے اس کے غم کو تازہ اور اس کے زخموں پر نمک چھڑکتا ہے جس سے وہ بہت متاثر ہو کر پریشان ہو جاتا ہے لیکن میں اس کے بالکل خلاف ہوں اور غمزدہ کو زیادہ ملول کرنا ہرگز پسند نہیں کرتا بلکہ اس کے پاس جا کر اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہتا ہوں تاکہ اس کے خیالات جو غم آلود ہیں وہ بالکل دفع ہو جائیں۔

حقیقت نجوم | ۱۸ دسمبر ۱۹۰۸ء۔ اس مہینہ دسمبر میں اگرچہ میرے زائچہ میں سب ستارے عمدہ حالت و خوشی میں بیٹھے ہوئے ہیں اور چار خراب مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں اور زہرہ و مشتری کا اتصال ہے لیکن کوئی نفع میری ذات کو نہیں پہنچا بلکہ اکثر تردد است لاحق رہے

اس سے بخوبی ہویدا ہوتا ہے کہ جو مشیت ایزدی ہے وہی ہوتا ہے نشست ستاروں کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ اکثر تحریر ہوا ہے کہ نشست ستاروں کی خراب ہے اور بہبودی حاصل ہوئی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ انسان مشیت الٰہی پر بھروسہ رکھے جو اس کا منشا ہے وہی ہوتا ہے۔ واللہ یفعل ما یشاء علم نجوم دل بہلانے کے واسطے اچھا ہے۔

امید و بیم | ۸ رجولائی ۱۹۰۹ء منجملہ میں اپنی تین خواہشوں (د)، (ح)، (ش)[۵] کے کس خواہش میں میں کامیاب ہوں گا جس کا مشاہدہ مجھے خواب میں ہو، یہ خیال کرکے سویا، شب آخر کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں (د) کی قربت سے کامیاب ہو رہا ہوں جس کو میں نے بخوبی تمام مشاہدہ کیا، خدا کرے یہ خواب راست آوے اور اس مشاہدہ کا ظہور بوجہ احسن ہو، آمین ثم آمین

۱۲ رجولائی ۱۹۰۹ء۔ جب زمانہ موافق آتا ہے ...... تو پردۂ غیب سے اس کے ایسے اسباب وسامان پیدا ہو جاتے ہیں .... جو انسانی وہم وگمان سے باہر نظر آتے ہیں اور انسان اس کے مطابق عمل کرنے کو آمادہ وتیار ہو جاتا ہے .... لیکن یہ امر ایسی مستقل مزاجی کا ہے کہ اس پر انسان قائم نہیں رہ سکتا اور استقلال ہاتھ سے جاتا رہتا ہے جس سے مجبوری ہے کہ اس کا کوئی چارہ نہیں۔

۲ راگست ۱۹۰۹ء۔ باوجود بیم ظہور نا امیدیوں کے میں اکثر اپنی خیالی امیدوں سے باز نہیں آتا اگرچہ بخوبی جانتا ہوں کہ اب میرا کوئی زمانہ خوشی ومسرت کا نہیں آسکتا

---

۵ ۱۹۰۹ء میں مولوی صاحب کے خاندان میں تین خوش سلیقہ اور متمول بیوائیں موجود تھیں جن کے نام ان حروف سے شروع ہوتے تھے، گمان یہ کہتا ہے کہ شاید مولوی صاحب ان میں سے کسی کے ساتھ عقد ثانی کرنا چاہتے ہوں لیکن اس قسم کی کوئی تحریک خود انھوں نے نہیں کی ممکن ہے کہ اس کی تحریک دوسری جانب سے چاہتے ہوں مگر یہ سب قیاس ہے یقینی طور پر ان حروف کے اشارے سمجھ میں نہ آسکے۔ (ن)

لیکن یہ میری محض نافہمی ہے جو موہوم باتوں میں مستغرق رہتا ہوں، لہذا میں درگاہ رب پاک میں ملتجی ہوں کہ جو امر اُس کی مشیت میں بحق مجھ گنہگار رشد نہیں ہے اس کے خیالات میرے دل پر حاوی ہونا باعث کمال رنج و ملال کا ہوتا ہے، خدا اُن کو میرے دل سے دفع فرمائے جو بتدریج باعث میرے اطمینان کا ہو سکتا ہے ورنہ امید بیہم کی حالت سخت پریشان کن ہے۔ اے خدا میرے حال پر رحم فرما اور خیالات فاسد دل خوش کن میرے دل سے دور کر جو غیر ممکن الوقوع ہوں۔

۲۵ راگست ۱۹۰۸ء۔ میری تپش قلب موقوف نہیں ہوتی، خیال ہوتا ہے کہ یہ امر باعث تپش فریقین[1] ہے لیکن ظہور اس کا خیلے محالات سے ہے

از جاں خیال آں قد رعنا نمی رود   نقش خیال او ز دل ما نمی رود

یہ شعر مجھے ایسا پیارا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی وقت دل سے فراموش نہیں ہوتا خیال ہے کہ یہ باعث سفر دراز کا ہوگا، اگرچہ میں تجویز کرتا رہتا ہوں کہ اس خیال محال کو اپنے گوشۂ خاطر میں جگہ نہ دوں اور اس سے علیحدگی اختیار کروں مگر مجبور ہوں کہ وہ کوئی وقت دفع نہیں ہوتا اور بے قرار کرنے سے باز نہیں رکھتا اور بعض وقت اُس کی تپش ایسی ہوتی ہے کہ نوبت از خود رفتگی پیدا ہو جاتی ہے اور کسی طرح معقول سے وہ دفع نہیں ہوتا اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک روز ضرور کوئی رنگ لانے والا ہے جس کا انجام میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ کیا ہونے والا ہے......

......چونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں تنہا اس خیال کا مؤید نہیں ہوں بلکہ دوسری جانب سے کوشش اس بارہ خاص میں ضرور ہے ورنہ صرف میرا تنہا خیال اس قدر عزیمت دور دراز کس طرح گوارا کر سکتا، ایک ہاتھ سے تالی نہیں بج سکتی۔ مگر اس بات کا

[1] دیکھئے نوٹ ص ۱۸۸

دریافت ہونا محالات سے ہے کہ دوسری جانب بھی اس کی خلش ہے کہ نہیں۔ اگرچہ میں ایک دو دن اس خیال غیر ممکن الوقوع کو اپنی طبیعت سے دور رکھنا ضروری جانتا ہوں لیکن اس کی تپش ہوتی ہے تو میں تابدستے باہر ہو کر تمام تر اسی جانب مائل ہو جاتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت نیک دے جس پر عمل کروں اور وہی رائے اختیار کر دوں جو براہ راست اور میرے حق میں فائدہ اور مسرت افزا ہو آمین ثم آمین

۲۹ر اگست ۱۹۰۹ء۔ امیدی و ناامیدی یہ دونوں حالتیں ایک دوسرے سے متناقض ہیں دنیا میں امید ایک ایسی شے ہے کہ جو انسان کو ہر ایک قسم کی توقع دلاتی رہتی ہے جس سے اُس کا استقلال گھٹنے نہیں پاتا۔ کبھی یہ امید پائی جاتی ہے کہ میں اپنے ارادوں میں بہرہ ور ہوں گا اور اُس کا خیالی ظہور۔ اس نہج کا ہوتا ہے کہ گویا ہر قسم کی آرزوئیں پوری ہو رہی ہیں اور خواہش دلی کا تکملہ بوجہ احسن حاصل ہے اور اس وقت ہر نہج کے کوئی ارمان اُٹھا نہیں رہتے لیکن چونکہ یہ خیالی منصوبے ہیں اس وجہ سے اس کا قیام چند گھنٹے سے زائد کسی طرح قائم نہیں رہتا اور جس وقت ناامیدی کا دور دورہ ہوتا ہے تو وہ ایسا دل شکن ہوتا ہے اور اُس سے ایسی بے قراری رونما ہوتی ہے کہ ہر ایک شغل نگاہِ نفرت سے دیکھا جاتا ہے اور کسی کام میں جی نہیں لگتا اور حالت پریشانی اس قدر مسلط ہو جاتی ہے کہ دنیا وما فیہا کے تعلقات بالکل ہیچ نظر آتے ہیں اور موت کو زندگی پر ترجیح ہوتی ہے خدا نہ کرے کہ کوئی شخص ایسی حالتوں میں مبتلا ہو کہ جو سلسلہ حیات کو تلخ اور حوصلہ افزا باتوں کو نیست و نابود کرنے والا ہے، مقام غور ہے کہ جس کسی کو سالہا سال سے چندے ایسا سابقہ پڑ رہا ہو وہ کیسے اپنی عمر کا قیمتی حصہ خوش حالی سے بسر کئے جائے۔

۳۱ راگست ۱۹۰۹ء۔ میرا معاملہ متعلقہ ذات خاص کچھ ایسا دشوار ہے کہ اس کا کچھ انجام خوش نظر نہیں آتا اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ کسی نہج سے طے نہ ہو سکے گا اور کیوں کر ہو جب کہ اس کا کوئی سامان بظاہر نظر نہیں آتا۔ بعض وقت یہ شعر حافظ شیرازی کچھ تسکین دہ ضرور ہوتا ہے۔ ؎

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید

ہیچ راہے نیست کو را نیست پایاں غم مخور

مگر دوسرے وقت اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا اور بلحاظ حالات موجودہ آثار توقع مطلقاً نسیاً منسیاً ہو جاتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ مثل میرے کوئی شخص توہمات غیر متوقع میں مبتلا ہو جس کا کوئی انجام ہی نہیں مشیت ایزدی یہ ہی ہے کہ میں انھیں خیالات میں مستغرق ہو کر ایک روز شاید اس دار ناپائیدار کو خیرباد کہوں۔

علالت | ۲۸ راکتوبر ۱۹۱۱ء۔ بوجہ شکایت ہیتی و کمزوری خود سات بجے شام سے ۹ بجے تک دو گھنٹے رات گزارنا نہایت دقت معلوم ہوتی تھی یا تو نیند اپنا غلبہ کرتی تھی یا خیالات پریشانی افزا حالی خاطر ہوا کرتے تھے لہذا بہ نظر مناسب میں تین روز سے قصہ حاتم طائی ۔ بجے سے ۸ بجے تک سنا کرتا ہوں جو جان علی خدمت گار پڑھتا ہے جس سے طبیعت کو فی الجملہ دل بستگی ہے۔

علیہ مناجات از دوست | یکم نومبر ۱۹۱۱ء۔ مناجات مصنفہ راجا درگا پرشاد صاحب تعلقہ دار سندیلہ: ؎

شافیٔ مطلق شفایم دہ شفا — خلعتِ صحت ز شفقت کن عطا

بندۂ ناچارم و ہم خستہ دل — صد درِ رحمت برُوئے من کشا

سیل اندوہ و الم از سر گزشت — کشتی ام را شو خدایا ناخدا

مخزن عصیانم اے آمرزگار — عفو فرما ہر گناہ و ہر خطا
در خیال و یاد خود مدہوش کن — مظہرؔ آشفتہ دل را شاد کن
دانش پُر کن ز نقدِ مدعا!

ملالت | ۲۲ر دسمبر ۱۹۱۱ء۔ شب گزشتہ کو شاید ایک یا دو مرتبہ مجھے بدخوابی ہوئی ہوگی۔ ورنہ میں قریباً سات گھنٹہ بمقابلہ شب پیوستہ غریق نیند سویا مگر یہ غریق نیند سلسلہ وار نہیں تھی بلکہ ایک یا دو گھنٹہ سو گیا، اس کے بعد جگ پڑا۔

یہ رات چنداں مجھے تکلیف سے نہیں گزری البتہ فی الجملہ کھانسی کی شکایت پیدا ہوگئی جو خشک قسم کی کھانسی کے ساتھ میں تھی اخراج کف کا نہیں ہوتا تھا۔ میں چھ بجے صبح کو اٹھا ہوں گا جو طبیعت مری جاتی تھی اور اجابت بھی کسی قدر ہوتی رہی، اخراج بھی مواد کا بلا تکلف ہوتا رہا لیکن اس سے کم ہوا جو کل یا پرسوں ہوا تھا اور میرے داہنی جانب کا ورم اعضا تو کل ہی جاتا رہا اور بائیں جانب کا باقی تھا، بائیں جانب میں جہاں تک خیال کرتا ہوں اب کچھ کچھ تحلیل ہوگیا ہے اور ہوتا جاتا ہے۔

۲۳ر دسمبر ۱۹۱۱ء۔ جو ایک سو روپیہ میرا، بابو جانکی پرشاد صاحب وکیل ہردوئی کے پاس باقی تھا وہ بہت اصرار کے ساتھ آج وصول ہوا جس کا عندالطلب رقعہ بابو صاحب نے لکھ دیا ہے اور دو برس کامل کے بعد اس کی وصولی ان کی وعدہ خلافی کے بعد عمل میں آئی۔

چونکہ راجا درگا پرشاد صاحب مدرسہ انگریزی کا روپیہ کسی وجہ خاص سے اپنے اہتمام میں رکھنا چاہتے ہیں لہذا انھوں نے مجھے یہ تحریری اطلاع دی ہے کہ جس قدر روپیہ مدرسہ انگریزی بابت چندہ کے واجب الوصول ہو اور جس قدر روپیہ گرنٹ

بنک کے ذریعہ سے واجب الادا ہو وہ مجھے بھیجدیا جائے چنانچہ آج اس کا حساب کیا گیا تو ایک ہزار ایک سو تین روپیہ تین آنہ ایک پائی کی تعداد نکلی وہ ذریعہ دزیر علی دار وغہ ارسال کرتا ہوں کیونکہ رقم مذکورہ بھی میرے پاس موجود تھی لہذا اسی وقت راجہ صاحب موصوف چیرمین مدرسہ مذکور کو بھیجدی اور باضابطہ رسید اُن سے حاصل کرلی۔

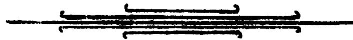
۲۴ر دسمبر ۱۹۱۱ء صبح۔ کل میری طبیعت خوش خام کو نہ تھی اور ہیتی کی شکایت زیادہ ہے اور رات کو تخیر بھی کچھ تیزی کناں جس سے مجھے انواع واقسام کا اندیشہ ہے کہ آج رات کو شب سینچر شروع ہوگی اور سینچر میری اولاد کے حق میں کچھ مفید نہیں ہے لہذا مجھے اندیشہ تھا کہ آج کی رات میرے حق میں مفید نہ ہوگی اور عجب نہیں کہ مشکلات درپیش آئیں چنانچہ یہی حالت رات کو رہی کہ مجھے بوجوہ نیند کم آئی اور شاید ۴ گھنٹہ سے زیادہ نہ سو سکا ہوں برخلاف اس کے کہ میں قبل اس کے کم سے کم سات گھنٹے سوتا تھا اور دن کو طبیعت بہت صاف ہوتی تھی لہذا شب کو میرے چاروں لڑکے براہ ہمدردی میرے کمرۂ شب باشی میں رہے اور مولوی خلیل الدین نے بھی اس میں قیام کیا یعنی بیٹھے رہے اور شیخ سخاوت علی میرے کارندہ بھی میرے مکان ہی میں رہے اور میری حالت موجودہ کو دیکھتے رہے اگرچہ کچھ ایسا تغیر میری ذات کو پیش نہ آیا جس سے مجھے بہت پریشانی لاحق ہوتی لیکن یہ ضرور ہوا کہ نیند نہ آنے سے مجھے بہت بڑی پریشانی لاحق رہی اور تمام رات کھانسی بذریعہ ہچکی آتی رہی اور چند قسم کی ادویات یونانی استعمال ہوئیں جن سے شکایت ہائے لاحقہ دفع نہ ہوئی اور دو مرتبہ پانچ پانچ قطرے دوا ڈاکٹر برمن ساکن کلکتہ کی مجوزہ میں نے تھوڑے تھوڑے پانی میں پیے، اگرچہ وہ بیماری دمہ کیلئے بہت مفید ہے استعمال میں لایا۔ مگر اس سے دیر میں فائدہ نظر آیا اور آج صبح کئی گھنٹے نیند کی

۱؎ راجہ صاحب نے محسوس کرلیا تھا کہ اب مولوی صاحب جانبر نہ ہوسکیں گے اسی لئے یہ رقم ان سے منگوالی (ن)

پریشانی برداشت کرکے میں اٹھا اور جب حکمائے مدنانی حکیم ظہور الحسن و حکیم اخلاق حسین نے مجھے دیکھ لیا تب میں نے چاہا کہ میں سو رہوں لیکن افسوس کہ نیند نہ آسکی۔ اگرچہ اس رات کو میں اپنی دنیائے دوں کو نہ چھوڑ سکا لیکن تاہم یہ رات پریشانی سے گزری۔

وفات مولوی مظہر علی صاحب ۲۴ دسمبر ۱۹۱۱ء۔ آج سہ پہر کو بوقت ۳ بجے شام کے (مولوی سید مظہر علی صاحب ولد سید مظفر علی صاحب) راقم روزنامچہ ہذا نے بعارضۂ ضیق النفس اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور بوقت شب ۸ بجے اپنی پھلواری میں حسب وصیت خود دفن ہوئے۔ اپنی قبر کے لئے پتھر عرصہ سے منگا کر رکھ لیا تھا اسی کی قبر درست کرائی گئی۔ اور اسی میں مدفون ہوئے۔ ہم لوگوں کو نہایت سخت صدمہ ہوا اور ان کی ذات والا صفات سے ہر قسم کا اطمینان تھا۔ اپنی زندگی میں صاحب روح نے بڑی ترقی نمایاں کی، عزت و وقار کو افزونی رہی، جائداد کو ترقی دی، مکان قیام بہت وسیع تعمیر کرایا اور متعدد دوکانات بنوائیں۔ مکانات رعایا بھی کئی موجود ہیں۔ باغات اپنی ذات سے قصبہ ہذا میں اور نیز دیہات میں نصب فرمائے، غرضکہ تا بہ زیست اپنی خوش اقبالی سے بہت عروج کی حالت بسر کی جس کی کیفیت ان کے روزنامچہ سے ظاہر ہے، خدا غریق رحمت کرے۔ فقط

مرقومہ مجتبیٰ علی



تاریخ وفات مولوی مظہر علی مرحوم

از راجہ درگا پرشاد صاحب مہر

مولوی مظہر علی مہر سپہر مردمی — نیک طینت نیک طبع و نیک خو نیکو شعار

دوئی ماہ محرم بود ایام عزا — کرد زیں دار فنا رحلت سوئے دار القرار

گرد تا بوتش بجوم اجر کار نیک بود — شان رحمت در پیش جوش شفاعت بیشمار

حسرتا دامن کشاں از صحبت یاراں گزشت — وا دریغا کایں فراق دائمی کرد اختیار

مخزن اخلاق و خوبی بود ذات پاک او — بود در عقل و فراست انتخاب روزگار

حلم بود اورا انیس و صبر بود اورا ندیم — بود طبعش مستقل ہم بود عہدش استوار

صد چراغ دانش ادا فروخت در بزم خرد — کرد در چشم جہاں صد گونہ حاصل اعتبار

در زماں فکرما را بود یارے دل نواز — در ہجوم انتشارم بود دائم غمگسار

بہر سال انتقالش مہر چوں نمود غور — در زمان اضطراب و در اوان انتشار

از سر افسوس گفتم سید مظہر علی — سال ہجری گشت زیں الفاظ بحرش آشکار

۱۲۲۲

چوں سن عیسی بجست الطبع در طرز جلی

یک ہزار و نہ صد و دہ یک ۹۰ آمد در شمار

اشاریہ

جغرافیہ سندیلہ | قصبہ سندیلہ میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ تر مخدوم سید علاء الدین (م ۶۹۰ھ ـ ۷۹۴ھ) خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے ورود سے ہوئی، بلکہ وہاں کے مسلمان تو کہتے ہیں کہ یہ قصبہ انھیں کا بسایا ہوا ہے لیکن اس بارے میں اختلاف رائے ہے قصبہ سندیلہ، اسٹیشن سندیلہ کے شمال میں واقع ہے، آبادی اسٹیشن ہی سے شروع ہوگئی ہے۔ وسط قصبہ میں خاص بازار یا صدر بازار کی سڑک ہے۔ سڑک کے پچھم میں اشراف محلہ آباد ہے جسے مخدوم صاحب مذکور کے خاندان کے ایک بزرگ شیخ المشائخ سید حسن میاں (۹۳۲ھ تا ۹۹۱ھ) نے سنہ ۹۸۲ھ میں بسایا تھا، مولوی صاحب اور ان کے خالو سید فضل رسول اور دیگر اولاد مخدوم صاحب مذکور زیادہ تر اسی محلہ میں رہتی تھی، یہ لوگ قصبہ میں مخدوم زادے کہلاتے ہیں۔

اشراف محلہ کا شمالی حصہ محلہ ملکانہ کہلاتا ہے۔ جنوبی حصے میں کسانوں کا محلہ یا کسان ٹولہ ہے۔ مغربی حد پر شیرہ حوض (دراصل شیریں حوض) کا میدان، عیدگاہ۔ دہبی کا تالاب اور تالاب کربلا ہے۔

صدر بازار کے پورب میں محلہ جات منڈئی، مہتوانہ، موسی پور اور درگاہ ہیں ان محلوں میں چودھریوں کے خاندان آباد ہیں۔ راجہ درگا پرشاد بھی محلہ مہتوانہ میں رہتے تھے۔ درگاہ میں مخدوم صاحب مذکور کا مزار ہے اور انھیں کے عہد کی بنی ہوئی مسجد ہے

یہ دونوں عمارتیں فیروز تغلق نے بنوائی تھیں۔

ریلوے اسٹیشن کے دکھن کی طرف تحصیل سندیلہ کا دفتر ہے اور اس کے قریب ہی سید فضل رسول (مولوی صاحب کے خالو) اور سید فضل حسین کا مقبرہ ہے اور ایک کوٹھی مع باغ اسی خاندان کی ملک ہے۔ اس خاندان کے موجودہ فرد سید اعزاز رسول صاحب ایم۔ایل۔اے ہیں۔ کچھ آگے بڑھ کر مولوی مظہر علی صاحب کا باغ ہے جس میں ان کی قبر بھی ہے اُس کے آگے جنوب ہی میں مواضعات مخدوم پورہ، ملیاآں، کدآری وغیرہ ہیں جن کا ذکر روزنامچہ ہذا میں آیا ہے۔

خود مولوی صاحب کی زمینداری کے مواضعات کمال پور اور گھوگیرہ سندیلہ سے کوئی آٹھ دس میل کے فاصلہ پر پچھم کی طرف تھے۔ ضلع ہردوئی کی دیگر تحصیلیں علاوہ سندیلہ کے شاہ آباد۔ بلگرام اور تحصیل ہردوئی ہیں تحصیل سندیلہ بالکل دکھن میں ہے اس لئے اس کی سرحد ضلع اناؤ اور ضلع لکھنؤ اور ضلع سیتاپور سے ملتی ہے۔ ضلع اناؤ کے مواضعات گنج مرادآباد اور بانگرمئو اور تحصیل بلگرام کے ایک موضع ملانواں کا ذکر روزنامچہ ہذا میں آیا ہے۔ (ص ۵۰ و ۵۱) قصبہ دیوا یا دیوہ ضلع بارہ بنکی میں ہے۔ لکھنؤ سے ۴۲ میل پورب میں جہاں حاجی وارث علی شاہ صاحب کا مزار آج کل مرجع خاص و عام ہے۔

مولوی صاحب کی اولاد

مولوی سید مصطفےٰ علی:- (۱۹۴۳-۱۸۶۳ء) مولوی مظہر علی کے سب سے بڑے بیٹے۔ ۱۹۰۱ء میں بیرسٹری پاس کی لیکن یہ پیشہ ان کی طبیعت کے خلاف تھا۔ سی۔پی میں دو چار سال پریکٹس کرنے کے بعد چھوڑ دیا اور گھر آگئے اور اپنے والد کی وفات کے بعد خانہ نشین ہوگئے اور زمینداری کی آمدنی پر گزران کرنے لگے۔ حصول علم کا بے حد شوق تھا۔ سارا وقت

کتب بینی میں فروغ ہوتا۔ ہر علم کی کتاب ان کی لائبریری میں موجود تھی۔ بیوی اور جوان اولادیں ان کے سامنے ختم ہو گئی تھیں اس لئے دنیا میں کوئی دلچسپی نہیں رہی تھی محض کتب بینی سے وقت کاٹتے تھے۔ بڑے پابند اوقات آدمی تھے، زبان، فلسفہ اور سائنس سے زیادہ شغف تھا۔

مولوی سید مجتبےٰ علی (۱۸۶۷-۱۹۳۲ء) مولوی مظہر علی کے دوسرے بیٹے۔ نہایت متقی و پرہیزگار بزرگ تھے۔ مذہب اور تصوف سے بے حد ذوق تھا۔ حافظ کرم احمد صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے ساری عمر عبادت و وظائف اور دین داری میں گزری۔ ذریعہ معاش زمینداری تھا، دو بیٹے یادگار چھوڑے ایک سید مرتضیٰ حسین جو اب بھوپال میں مقیم ہو گئے ہیں اور دوسرا یہ راقم الحروف۔

مولوی سید ارتضیٰ علی (۱۸۷۱-۱۹۴۶ء) مولوی مظہر علی کے تیسرے بیٹے۔ ایف۔ اے تک انگریزی پڑھی تھی کچھ دنوں سندیلہ میونسپلٹی کے سکریٹری بھی رہے تھے لیکن عمر کا زیادہ حصہ سیر و سیاحت میں گزرا۔ آخر میں خانہ نشین ہو گئے تھے۔ دو بیٹے سید التجا حسین و سید اقتدا حسین یادگار چھوڑے جو سندیلہ ہی میں رہتے ہیں۔

مولوی سید مرتضیٰ علی (۱۸۷۳-۱۹۱۹) مولوی صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے۔ بیرسٹری پاس کرنے کے بعد چند سال شاہجہاں پور میں پریکٹس کی، پھر ریاست بھوپال میں ملازمت کر لی تھی جہاں انھوں نے بہت ترقیاں کیں۔ آخر میں بھوپال ہائی کورٹ کے جج ہو گئے تھے۔ ایک دن حسب معمول ورزش کر رہے تھے کہ دفعتاً دماغ کی رگ پھٹ گئی اور اس طرح اچانک وفات پائی۔ ایک بیٹی اور دو بیٹے سید سلطان علی و سید سلیمان علی یادگار چھوڑے جو اب ریاست بھوپال ہی میں اقامت پذیر ہو گئے ہیں۔

افضلاً: (۱۸۷۰ء-۱۹۴۴ء) مولوی صاحب کی سب سے بڑی بیٹی۔ قریبی عزیزوں میں سے سعید الدین صاحب بیرسٹر مقیم ساگر (سی۔ پی) کو بیاہی گئی تھیں۔ ان کے دو بیٹے اندور مقیم ہو گئے تھے وہیں وفات پائی اور بیٹی ساگر ہی میں رہتی تھیں اور اب ان کے بیٹوں کی اولاد اور بیٹی سب پاکستان میں مقیم ہیں۔

انجمن النساء سماۃ افضلاً ہی کی ایک بیٹی جو کم سنی ہی میں بیوہ ہو گئی تھیں، مولوی صاحب نے عقد ثانی خلاف رسم زمانہ کرایا تھا، جس کا ذکر روزنامچہ میں موجود ہے۔

التفاتاً (۱۸۷۷ء-) ان کی شادی مولوی صاحب نے اپنے حقیقی بھتیجے سید اصغر علی ولد سید اظہر علی سے کی تھی۔ ایک بیٹی یادگار چھوڑی تھی جس کی اولاد اب پاکستان میں ہے۔

جمیلاً (۱۸۸۴ء-۱۹۰۱ء) خیرآباد کے ایک رئیس سید اعجاز الحسن کے ساتھ عقد ہوا تھا۔ لاولد فوت ہوئیں۔

مقیماً (۱۸۸۷ء-) خیرآباد کے ایک رئیس محمد ابراہیم مجی کو بیاہی گئی تھیں جو ریاست جوبٹ میں ملازم تھے۔ ان کی اولاد نرینہ اب پاکستان میں ہے، ایک بیٹی تھی، اُس کی اولاد سندیلہ میں ہے۔

منتظم حسین سید مصطفےٰ علی کے بڑے بیٹے، مولوی صاحب کے پوتے جوانی ہی میں بعارضہ دق وفات پائی۔

ذکر دیگر اعزا و اکابران وغیرہ درج انتخاب روزنامچہ ہذا

منشی سید فضل رسول صاحب (۱۸۱۷ء-۱۸۷۹ء) مولوی مظہر علی صاحب کے حقیقی خالو، مخدوم زادہ جوانی میں نائب میر منشی ایجنٹ۔ جودھپور و اجمیر رہے، ۱۸۵۳ء میں ملازمت ترک کر کے اپنے وطن سندیلہ میں مستقل قیام اختیار کیا اور سرمایہ موجودہ سے متعدد مواضعات خرید کیے۔

منجملہ اُن کے ایک موضع جو نسہ (تحصیل ہردوئی میں) آباد کیا، جہاں کا مشہور آم ثمر بہشت آپ ہی کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ اور تعلقہ دار جلال پور نامزد ہوئے۔ گورنمنٹ سے اختیارات فوجداری درجہ دوم و اختیارات مال و دیوانی بھی اپنے علاقے کے حاصل تھے۔ علوم متعارفہ عربی و فارسی و نجوم وغیرہ میں دستگاہ کامل تھی، اپنی فہم و فراست سے سرکار میں بڑا رسوخ حاصل کیا تھا۔ صاحب دیوان تھے واسطی تخلص کرتے تھے اور مظفر علی اسیر لکھنوی کے شاگرد۔ آپ کی عمارت مقبرہ سندیلہ میں آپ کی یادگار ہے۔

منشی سید فیض حسین صاحب (۱۸۴۹ء۔۱۹۰۱ء) | سید فضل رسول صاحب کے بیٹے۔ مولوی صاحب کے خالہ زاد بھائی، منکسر مزاج، ذی مروت اور خوش اقبال تھے۔

منشی سید التفات (وفات ۱۹۲۱ء) | سید فیض حسین کے بیٹے، شعر شاعری کا ذوق تھا، سالانہ مشاعرے کرتے تھے جن میں مشاہیر شعرائے اُردو شرکت کرتے تھے، آرزو لکھنوی سب سے پہلے آپ ہی زمرۂ مصاحبین میں ملازم ہوئے تھے۔ ہاشمی تخلص تھا اور آرزو کے شاگرد۔ آپ ہی کے بیٹے سید اعزاز رسول صاحب آج کل اسمبلی یو۔ پی میں ایم ایل اے ہیں۔

سید الطاف رسول | التفات رسول کے بڑے بھائی، بوجہ ضعف دماغی تعلقہ داری انھیں نہ ملی۔

سید امیر حسن | سید فضل رسول کے ایک بیٹے ایک کنیز کے بطن سے، غالباً ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔

حافظ کرم احمد صاحب | ایک نہایت متبرک خصائل و متوکل شخص تھے پہلے ضلع جالون وساگر وغیرہ میں بعہدۂ سررشتہ داری ملازم رہے پھر پنشن لے کر خانہ نشین ہوگئے تھے۔ آپ کے صدہا مرید سندیلہ و نواح سندیلہ میں تھے۔ ۱۸۸۸ء میں وفات پائی اور عرصۂ دراز تک

آپ کا سالانہ عرس قصبہ ہذا میں ہوتا رہا۔ مولوی صاحب نے اکثر کتب درسیہ آپ سے پڑھی تھیں۔ (دیکھو حالات غدر)

قاضی وجیہہ الدین (وفات ۱۸۷۹ء) | مولوی صاحب کے عزیز قریب تھے شیخ فریدالدین عطار کے نسل کا ایک خاندان سندیلہ میں پشتہا پشت سے آباد ہے قاضی صاحب اسی خاندان کے ایک فرد تھے۔ شاہی میں سندیلہ کا محکمہ قضا اسی خاندان کو تفویض ہوا تھا۔ قاضی وجیہہ الدین صاحب سلسلہ چشتیہ میں مرید تھے، سماع سے بہت شائق تھا۔ اپنے پیر کا سالانہ عرس بڑی دھوم دھام سے کرتے تھے۔ آپ کے خاندان کے ایک فرد قاضی رفیع الدین صاحب آج کل آپ کے جانشین ہیں۔

منشی فہیم الزماں صاحب (وفات ۱۸۹۰ء) | دیوان محمد علی صاحب باندہ کے نواسے، جو سندیلہ میں اقامت پذیر ہو گئے تھے۔ مولوی صاحب کی شادی آپ ہی کی بھانجی سے ہوئی تھی۔ اپنے زمانے کے مشہور رئیس تھے، علم تواریخ سے بے حد شغف تھا، اب آپ کا خاندان لکھنؤ میں اقامت پذیر ہے۔

حافظ شوکت علی صاحب | خلف چودھری مند علی صاحب جھتوانہ کے ایک باوضع اور خلق مجسم بزرگ تھے۔ پیروں سے معذور تھے لیکن علوم دینی میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ ایک مدرسہ شوکت الاسلام جاری کیا تھا۔ جہاں بڑی دور دور سے طلبہ علوم دینی حاصل کرنے آتے تھے۔ مولوی صاحب نے بھی حافظ صاحب مرحوم سے کچھ عرصہ پڑھا تھا۔

منشی شمس الدین (وفات ۱۹۱۲ء) | سید فضل رسول صاحب کے چھوٹے بھائی، ابتداءً میر منشی ایجنٹ جودھپور رہے پھر یو۔ پی میں تحصیلدار بعد پنشن۔ کچھ عرصہ ریاست بلرام پور (اودھ) میں ملازم رہے ۱۸۸۶ء میں پنشن لے کر خانہ نشین ہو گئے تھے۔

منشی کرامت حسین (وفات غالباً ۱۹۲۶ء) | مولوی صاحب کے عزیز، محکمہ بندوبست میں منصرم و سربراہ کار رہ کر تحصیلدار ہو گئے تھے۔ پھر ڈپٹی کلکٹر۔

منشی سید عنایت حسین | مولوی صاحب کے دوستوں میں سے تھے۔ پہلے یو۔پی کے اضلاع میں ملازم رہے تھے پھر بھوپال میں صدر المہام ہو گئے تھے، وہیں دوسری شادی کی اور اقامت اختیار کی ان کی اولاد اب بھی وہیں ہے۔

محمد عربی | اپنے زمانے کے فیشن پرست نوجوانوں میں سے تھے، ذہین، تیز طبع اور خوش پوشاک، بیرسٹری پاس کر کے کچھ دنوں پریکٹس کی تھی مگر زیادہ عمر نہ ہوئی۔ آپ کے بیٹے انس عربی و احمد عربی اب مقیم سیتاپور رہیں آخر الذکر وہاں کے کامیاب وکیلوں میں سے ہیں۔

سید حافظ علی | مولوی صاحب کے عزیز اور پڑوسی ایف۔اے تک تعلیم تھی اس لئے اس زمانے کے بہت تعلیمیافتہ لوگوں میں سے سمجھے جاتے تھے۔ انگریزوں کو اردو پڑھاتے تھے۔ علوم سائنس سے بھی شغف تھا۔

منشی عزیز الدین (وفات ۱۸۸۷ء) | مولوی صاحب کے پڑوسی صوبہ سی۔پی میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ غدر میں انگریزوں کی بڑی رفاقت کی تھی اس کے صلے میں ایک بہت بڑا موضع اٹوا نامی ملا تھا۔ سندیلہ کے مشہور رئیسوں میں سے تھے، بعارضہ فالج قضا کی۔

منشی قبول احمد (وفات ۱۹۴۴ء) | خلف منشی عزیز الدین صاحب، بہت ذی ہوش، وجیہہ اور حکام رس آدمی تھے، بہت بڑے زمیندار، مولوی صاحب کے زمانے کے بڑے زیرک نوجوانوں میں آپ کا شمار تھا۔

چودھری عبدالباقی | اشراف محلہ کے ایک نامور رئیس اور بزرگ تھے۔ علوم متعارفہ میں ماہر مولوی صاحب کو بہ حیثیت ایک سینیئر طالب علم کے آپ نے بھی کچھ پڑھایا تھا۔ مولوی صاحب

سے بڑے مراسم اتحاد تھے۔

چودھری خصلت حسین (وفات ۱۹۳۳ء) | محلہ جھتوانہ میں ایک بہت بڑے تعلقدار تھے اور بڑے خوش انتظام، اودھ میں انجمن تعلقہ داران قائم تھی اس کے سکریٹری بھی عرصے تک رہے آخر میں خطاب راجگی بھی مل گیا تھا۔

چودھری محمد عظیم | چودھری خصلت حسین کے بیٹے، آنریری مجسٹریٹ بھی تھے۔ پورے ضلع ہردوئی میں آپ کا تعلقہ کا بلحاظ آمدنی دوسرا نمبر تھا۔ ۱۹۲۰ء میں دفعتاً انتقال کیا۔

چودھری محمد جان | خلف چودھری محمد عظیم صاحب۔

چودھری نصرت علی | ولد چودھری عظمت علی انجمن تعلقہ داران اودھ کے عرصہ تک سکریٹری رہے۔ بڑے وسیع الاخلاق اور ذکی الطبع لوگوں میں سے تھے۔ خطاب خان بہادری بھی ملا تھا۔ تعلقہ داران اودھ میں آپ کا طوطی بولتا تھا۔ لیکن ایک خاص مقدمہ میں ماخوذ ہوجانے کی وجہ سے آپ کا عہدہ و خطاب دونوں جاتے رہے تھے۔

چودھری جاوید علی | چودھری خصلت حسین کے بڑے بھائی۔

سید نجم الدین و سید قمر الدین | پسران سید عنایت حسین، مولوی صاحب کے عزیزوں میں دو خوش لیاقت نوجوان۔ سید قمر الدین صاحب قمر خوش گو شاعر تھے عرصہ تک ایک رسالہ قمر نکالتے رہے۔

راجہ درگا پرشاد (۱۸۴۶-۱۹۱۸ء) | خلف راجہ دھنپت رائے، سندیلہ کے ہیئتینی راجاؤں میں سے تھے سنسکرت، فارسی، اُردو و ہندی میں مہارت تام، فارسی اور اردو کے شاعر بڑے فیاض، با مروت اور علم دوست رئیس تھے۔ ایک ذاتی مطبع بھی قائم کیا تھا عرصہ تک سندیلہ میونسپلٹی کے چیرمین رہے اور آنریری مجسٹریٹ بھی۔ ایک سرائے نزدیک اسٹیشن

سندیلہ ہوائی جو آج تک موجود ہے۔ مشہور تصانیف یہ ہیں، بہت سے قصیدے، نا
اور رباعیاں اشاعت پذیر نہ ہوسکیں۔

فارسی: گلستان ہند (تاریخ ہند با تصویر) حدیقۂ عشرت، ہند دل پسند، مخزن اخلاق (۱
اودھ (تاریخ اودھ)

اُردو: مثنوی مہر تاباں، گلشن ہدایت، تاریخ اجودھیا، تاریخ سندیلہ، ترجمہ مہابھارت
ہر ب شائع ہوسکے۔ اردو میں مہابھارت کا یہ بہترین ترجمہ ہے، مترجم نے اصل سنسکر
او فیضی کے ترجمے کو پیش نظر رکھا ہے) مولوی صاحب کے عزیز دوستوں میں سے تھے

کنور نریندر بہادر | پنج مجسٹریٹ تھے اس لئے مولوی صاحب سے مراسم اتحاد تھے، فا
اور انگریزی میں بڑی اچھی لیاقت رکھتے تھے۔

وصی علی شاہ | درگاہ مخدوم علاءالدین کے سجادہ نشین تھے۔ بہت خلیق، خوش اوقات اور

لالہ لالتا پرشاد | تعلقہ جلال پور میں سیاہہ نویس تھے اور بڑے سمجھ دار اور فرض شنا

چھمن پرشاد | سندیلہ کے مشہور مہاجن تھے پہلے بزازی کرتے تھے بعد میں نمایاں ترقیا
... کچھ زمینداری بھی پیدا کرلی تھی۔ مولوی صاحب سے کافی مراسم تھے۔

حکیم ظہور الحسن | میونسپلٹی سندیلہ کے طبیب، سندیلہ میں بڑا نام پیدا کیا تھا، مولوی صاحب
خاندان میں زیادہ تر آپ کا علاج ہوتا تھا۔ غالباً ۱۹۲۴ء میں وفات پائی۔

حالات غدر | مولوی صاحب نے اپنی سوانح عمری دو جلدوں میں تیار کی تھی پہلی جلد میں
سے ۱۸۹۴ء تک کے حالات ہیں یہ ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ دوسری جلد میں ۱۸۹۴ء سے
۱۹۰۴ء تک کے حالات ہیں یہ ابھی تک شائع نہیں ہوئی۔ جب موصوف حافظ کرم احمد
سے تعلیم حاصل کر رہے تھے اس وقت غدر کا ہنگامہ شروع ہو گیا۔ اس سلسلہ میں ان کو کیا

تکلیفیں اٹھانا پڑیں اس کی مفصل حالات [illegible] سوانح عمری جلد اول میں موجود ہے۔ یہاں
اس کا تھوڑا سا اقتباس پیش کیا جاتا ہے تاکہ [illegible] ان [illegible] والا
[illegible] ہو جائے!

[illegible] جناب حافظ صاحب [illegible] میں [illegible]
ضلع [illegible] کے تھے [illegible] یہ موضع اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] موضع [illegible] لوگ [illegible]
[illegible]
کارروائی [illegible]
[illegible]
[illegible] ۱۸۵۷ء [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تمام [illegible]
فوج باغی [illegible]
[illegible] حافظ صاحب [illegible]

لایا۔ دوسرے روز روح اس کی نکل گئی اور مسلمانان [illegible] کے خوف سے [illegible] آغا صاحب
[illegible] کشتہ [illegible] وہ تجہیز آپ کے ہو۔ وہ [illegible] ہوگئے تھے بغرض حفظ جان [illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible] جناب حافظ صاحب نے مکان [illegible]
[illegible] مکان [illegible] قیام [illegible] وقت نماز پڑھتے [illegible]
[illegible] امام [illegible] تھے [illegible]
[illegible] لفظ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جناب
[illegible] صاحب [illegible]
[illegible] مولوی [illegible] صاحب
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سے بلائے اور اُن کی حفاظت میں ہمراہ کالپی روانہ ہوئے اگرچہ اثنائے راہ
میں بہت سے خطرناک واقعے پیش آئے لیکن بفضلِ حافظِ حقیقی بعد چند روز بخیریت گنگا
بخیریت تمام قصبہ مانگرمئو پہنچے وہاں چودھری فدا [illegible] خلعت محمد اکبر صاحب سندیلہ
[illegible] تحصیلدار گئے [illegible] آئے اور بہت [illegible] صاحب [illegible]
قبائل وغیرہ سندیلہ [illegible] نہایت [illegible] ساتھ [illegible]
[illegible] قائم [illegible] اور [illegible]
[illegible] اندازہ [illegible]
[illegible] ہمراں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

فروغ اردو لکھنؤ

کی شائع کردہ جدید الطبع کتب

ادب اور نظریہ آل احمد سرور [illegible]	شرح دیوان اردوئے غالب طباطبائی [illegible]	اکبر نامہ یا اکبر میری نظر میں عبدالماجد دریابادی [illegible]
اردو میں تنقید ڈاکٹر احسن فاروقی [illegible]	ادبی تنقید ڈاکٹر محمد حسن [illegible]	اضافہ شدہ ایڈیشن حسرت موہانی عبدالشکور ایم اے [illegible]
جوئے رواں مجموعہ دیوان حامد اللہ افسر [illegible]	اپنی موج میں [illegible] کا مجموعہ [illegible]	تنقیدی اصول اور نظریے حامد اللہ افسر [illegible]

ملنے کا پتہ: ماہنامہ فروغ اردو ۳۲ امین آباد پارک لکھنؤ